TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188905
UNIVERSAL
LIBRARY

P88905

Osmania University Library

Call No. ۸۹۱ء۸۵۲ Accession No. U. 1126

Author ک 891.852 K H کرانسکی سگمنڈ ۱۱۲۶

Title بلاک فریب

This book should be returned on or before the date last marked below.

ہلاکِ فریب

سگمنڈ کرانسکی

مترجمہ

نواب جعفر علی خاں اثر لکھنوی

کتابی دُنیا لمیٹڈ۔ دہلی

کتاب خانہ عابد روڈ حیدرآباد دکن

دیال پرنٹنگ پریس دہلی

تمہید

زگمنڈ کراسنکی پولینڈ کے اُنیسویں صدی عیسوی کے تین بہترین شاعروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ باقی دو سلوواکی اور مِکاوز تھے۔ کراسنکی پیرس میں بتاریخ ۱۹ فروری ۱۸۱۲ء پیدا ہوا۔ اُس کا باپ نپولین کی فوج میں ایک رجمنٹ کا افسر تھا۔ اُس کی ماں خاندان ریڈزیول کی ایک شہزادی تھی۔ نپولین کے معزول ہونے پر کراسنکی کا باپ روس کے پایۂ تخت شہر وارسا کو واپس گیا۔ یہاں اُس کا گھر سیاسی و ادبی حلقوں کا خاص مرکز تھا۔ کراسنکی کو اعلیٰ تعلیم دی گئی۔ اُسے ابتدائی عمر سے ادبی ذوق تھا، چنانچہ چودہ برس کے سن میں اسکاٹ کے طرز پر ناول لکھے لیکن والدین قانون کے مطالعہ پر مُصر ہوئے۔ اس کا باپ روسی حقوق کا زبردست حامی تھا اور ۱۸۲۵ء میں پولینڈ والوں نے بغاوت کی جو سازش کی تھی اُس انجمن کے ہر رکن کو سزا دینے کی تائید میں ووٹ دیا اور آخرکار پولینڈ کا گورنر بنا دیا گیا۔ کراسنکی نے اپنے باپ کے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ ایک طرف حُبِ وطن کا جذبہ اُبھارتا تھا، دوسری طرف یہ خیال تھا کہ باپ کو صدمہ نہ پہنچے۔ ان متضاد جذبات کے طوفان نے اُس کی زندگی تلخ کر دی لیکن اس نے تفرقہ پرداز طاقتوں کے خلاف مسلح شورش کا مشورہ نہیں دیا باوجودیکہ وہی خاص شخص تھا جس نے اہل پولینڈ میں قومیت کی روح پھونکی اور جن کی تصانیف کا روس میں کسی کے قبضے میں پایا جانا بھی

سخت بغاوت قرار دیا گیا تھا۔ ان تصانیف کی اشاعت محض اس وجہ سے ممکن ہوئی کہ کرانسکی کی صحت اچھی نہیں تھی، پولینڈ کا شدید جاڑا برداشت نہیں کرسکتا تھا اور زیادہ حصہ اپنے وقت کا فرانس اور اٹلی میں بسر کرتا تھا۔ علاوہ بریں اُس نے اپنی تمام تصانیف کو فرضی نام سے شائع کیا۔ زار روس نے کوشش کی کہ اُس کو اپنا طرفدار بنالے اور اُسی کی پسند کے موافق اعلیٰ اعلیٰ عہدے دینے کا لالچ دیا۔

۱۸۳۲ء-۳۳ کا موسم سرما اُس نے سینٹ پیٹرسبرگ میں گزارا اور وہیں اُس عورت سے ملاقات ہوئی جس سے بعد کو شادی کی لیکن سیاسی گتھیوں سے گھبرا کر خرابی صحت و مرض چشم کے بہانہ سے دانا بھاگ گیا۔ میکا دز کے مطالعہ نے شاعری کی طرف متوجہ کیا اور اپنی پہلی نظم " آ گئے ہیں " ۱۸۳۳ء میں شائع کی۔ اُسی سال روما پہنچ کر اپنا معرکہ آرا ڈراما " دی اَن ڈیوائن کامیڈی " تصنیف کیا۔ (" ہلاک فریب " اُسی کا ترجمہ ہے)۔ اُس کی دو عظیم الشان تصنیفوں میں ایک یہ ہے۔ اس میں کرانسکی نے پیشین گوئی کی ہے کہ انفرادی حکومت پر جمہوریت کی فتح کو قیام نہ ہوگا اور نہ اس سے کوئی اچھا نتیجہ مترتب ہونے کی اُمید ہے بلکہ اس عقدے کا آخری حل عیسائیت کے ہاتھ میں ہے۔ جیسا نفسِ ڈراما سے واضح ہوتا ہے عیسائیت سے اس کی مُراد باہمی اُخوت و مفاہمت و محبت ہے۔ روما ہی میں اُس نے اپنا دوسرا اہتم بالشان ڈرامائی رزمیہ " آئریڈن " شائع کیا جس میں مسیحیت کے پیشتر قیصروں کے زیرِ حکومت روما کا تذکرہ ہے اور یونانی شورش کا حال قلمبند ہے۔ اُس نے کئی اور پُرجوش کتابیں نثر میں بھی لکھیں مثلاً ٹیمٹیشن (ترغیب) سمرنائٹ (گرمی کی رات)۔

کرانسکی نے ۲۴ فروری ۱۸۵۹ء کو بمقام پیرس ۴۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

ڈرامے کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے۔ ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ مفہوم کو لے کر اصل عبارت کا زور قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اُمور تشریح طلب کے لئے فٹ نوٹ شامل کر دئے ہیں۔

ڈرامے سے قبل ایک نظم ہے جس میں مصنف نے " شاعری " کو مخاطب کیا ہے اور اُس کا

بجا و بے جا صرف بتا کر مدح یا مذمت کی ہے ۔ ڈراما پانچ پیریڈ یا وقفوں میں تقسیم ہے ۔ ہر وقفہ میں متعدد سین یا منظر ہیں ۔ ہر وقفہ کے پیشتر ایک افتتاحیہ مقالہ ہے جس میں اس کے مرکزی خیال پر روشنی ڈالی ہے ۔

پہلا وقفہ

کاؤنٹ ہنری طبقۂ امرا کا نمائندہ اور اُن کی تمام خوبیوں اور بُرائیوں کا مجسمہ ہے ۔ نوجوان ہے ، شکیل ہے ، دلیر ہے ، دولتمند و ذی اثر ہونے کے علاوہ تمام علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھتا ہے ، جاہ و ثروت کے ساتھ اوجِ کمال نے اُس کو مغرور و خود پسند بنا دیا ہے ۔ اُس کا محبوب مشغلہ شاعری ہے ، معیارِ حسن اس قدر بلند ہے کہ اُس کا معرضِ وجود میں ہونا غالباً محال ہے لیکن اُس کو دھوکا ہوتا ہے کہ اُسی کے طبقہ کی ایک عورت مریم میں اُس کا تصورِ حسن متشکل ہو گیا ہے ۔ اس بنا پر اُس سے شادی کرتا اور پیمانِ محبت باندھتا ہے ۔ مریم حسین ہے ، مہ جبین ہے ، عفیفہ و پاکدامن ہے ۔ شوہر سے محبت کرنے والی اور مطیع و فرماں بردار ہے ، حیا کی پتلی ، وفا کی دیوی ہے ۔ مگر ظاہر کہ اُس میں وہ تڑپ اور تڑپانے کی ادائیں کہاں جو شاعر کے تخیلِ حسن یا معشوقِ خیالی میں تھیں یا یوسی ہوتی ہے اور شاعر کاؤنٹ اپنی بیوی سے بے اعتنائی شروع کرتا ہے ۔ عہد و پیمانِ محبت توڑتا ہے اور پھر اپنے قدیم شاعرانہ اوہام کا پرستار بننا چاہتا ہے مگر معشوقۂ شاعری بھی برافروختہ اور اپنے ساتھ بے وفائی کا قصاص لینے پر آمادہ ہے ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ متضاد جذبات و تخیلات ، نیکی و بدی میں جنگ کا آغاز ہوتا ہے ۔ نیکی ایک فرشتے کی صورت میں ظاہر ہو کر بتاتی ہے کہ اہل کی پاک زندگی بہترین ہے اور اس کی قدر کرنا چاہیے ، بدی (ارواحِ خبیثہ کی شکل میں) گمراہ کرتی ہے اور

بال بچوں کو چھوڑ کر حصول شہرت و نام و نمود کی ترغیب دلاتی ہے۔

دوسرا وقفہ

شادی کے بعد کاؤنٹ ہنری اپنے خیالی معشوق (شاعری) کی دُھن میں بیوی کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اکثر راتوں کو بھی غائب رہتا ہے حالانکہ بیوی میں آثار حمل پائے جاتے ہیں اور لق و دق محل میں شوہر کی معیت کے بغیر ڈرتی اور گھبراتی ہے۔ مگر وہ پروا نہیں کرتا۔ کئی کئی دن تک بات چیت کا موقع نہیں آتا۔ بیوی کو اس قدر صدمہ ہوتا ہے کہ دیوانی ہو جاتی ہے۔ اسی حالت میں اس کے یہاں ایک فرزند جارج پیدا ہوتا ہے۔ کاؤنٹ ہنری کو بحیثیت شاعر شہرت حاصل کرنے میں ناکامی ہوتی ہے اور بیوی کا ہوش آتا ہے، گھر پلٹتا ہے مگر یہاں اور ہی صورت حال ہے۔ بیوی مجنونوں کے اسپتال میں داخل کر دی گئی ہے، وہاں پہنچتا ہے اور اُس کے سامنے مریم کا دم نکلتا ہے۔

تیسرا وقفہ

ضدی اور خود پسند ہنری اپنے افعال و کردار پر نادم ہو کر راہ راست پر آنے کے بجائے قضا و قدر سے آمادۂ پیکار ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ مصنف نے دکھایا ہے کہ ایسے والدین سے جیسے کاؤنٹ ہنری اور مریم تھے جو لڑکا پیدا ہوگا اُس کی طینت اور مزاج کی امتیازی خصوصیتیں کیا ہوں گی۔ جارج عام بچوں سے مختلف ہے۔ ایک طرف اُس میں اپنی ماں کی طرح نیکی و تحمل ہے تو دوسری طرف باپ کا شاعرانہ انداز کلام ہے۔ قوا نحیف مگر نہ صدق کی حس اور اعصاب نہایت کمزور ہیں تاہم صورت ایسی

پیاری اور بھولی ہے گویا ایک بہشتی شگوفہ ہے۔

جارج ۱۵ برس کی عمر میں نابینا ہو جاتا ہے۔ کاؤنٹ ہنری اس مصیبت کو بھی اپنے کرتوتوں کا نتیجہ نہیں سمجھتا بلکہ تمام خلق اللہ سے متنفر ہو کر اُن کے خلاف علم بغاوت بلند کرتا اور اُن پر فتحیاب ہو کر نام پیدا کرنا چاہتا ہے۔

چوتھا وقفہ

اُمرا کے مظالم سے عاجز ہو کر جمہور بغاوت کی ٹھانتے ہیں۔ کاؤنٹ ہنری امرا کا سرگروہ ہے اور پینکراس جمہور کا۔ کاؤنٹ ہنری جمہور کے مطالبات سننے اور اُن کی جائز شکایتیں رفع کرنے کے بجائے اُن کو کچل دینا چاہتا ہے۔ سازش میں خود اُمرا کے ملازم بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اُمرا کو شکست پر شکست نصیب ہوتی ہے۔ فاقوں کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ کاؤنٹ ہنری کی منتیں کرتے ہیں دھمکیاں دیتے ہیں کہ صلح کر لے مگر وہ ایک نہیں سنتا۔

پانچواں وقفہ

آخری جنگ میں بھی اُمرا کو شکست ہوتی ہے۔ لڑائی کے دوران میں جارج بھی گولی کا نشانہ ہوتا ہے۔ کاؤنٹ ہنری ہزیمت کے بعد ایک چٹان سے کود کر جان دیتا ہے۔ جمہور کا سردار پینکراس بھی جمہور کے مظالم کی پاداش میں ہلاک ہوتا ہے۔

شاعری سے خطاب

ستارے راتوں کو چٹ چٹ بلائیں لیتے ہیں — بلائیں لیتے ہیں تجھ کو دُعائیں دیتے ہیں

ترے قدم پہ سمندر نثار ہوتا ہے — وفورِ شوق سے جب بے قرار ہوتا ہے

بساطِ موج پہ قوسِ قزح ہے مست خرام — کہ جس کے غم سے ہے سینہ فگار ابر مدام

تری نظر پڑے جس پر وہ تیرا شیدا ہو — وہ کوہسار ہو ساحل، چمن، کہ صحرا ہو

وہ آسماں ہو، زمیں ہو کہ آدمِ کامل — تری نگاہ کا اُن میں ہر ایک ہے گھائل

ہر ایک پر تجھے اُن میں سے افضلیت ہے — وہ تیری شان اُن میں نہ تیری شوکت ہے

سماع وجد میں آتا ہے سُن کے نغمہ ترا — نشاطِ قلب ہے تو اور سرورِ بے صہبا

دلوں کو لڑیوں میں ہنس ہنس کے گوندھتی ہے تو — جدا بھی کرتی ہے جس طرح پھول سے خوشبو

ہے انحصار خوشی پر تری جو چاہے کرے — لگائے آگ تلوّن سے پھر بجھا بھی دے

پھرے جو تیری نگہ، دردمند روتے ہیں — پھر اشک، موجِ تبسم میں جذب ہوتے ہیں

یوہیں لبوں سے تبسم جدا ہوتا ہے — ظہورِ گریۂ بے اختیار ہوتا ہے

بیان ہو نہیں سکتی تری فسوں سازی — کہ حسن و محبت کا ہے وسیلہ تو ہی

کبھی جمالِ جہاں سوز کی ہمسر ہے — کبھی تو خاک نہیں، خاک سے بھی بدتر ہے
شگفتگی میں گلِ تر کی ہے کبھی ہمسر — فسردگی میں کبھی دل سے بھی ہے بالاتر
بتا تو کچھ کہ ترے دل پہ کیا گزرتی ہے — جو کہتی ہے کبھی محسوس بھی وہ کرتی ہے
یہ سچ ہے تجھ سے ہے اک چشمہ نور کا جاری — مگر تو آپ ہے لمعاتِ حسن سے عاری
وہ بچہ جو رہے گریاں کنارِ مادر میں — گہر جو غرق ہوا ہے خود اپنے جوہر میں
وہ پھول جس کو نہیں علم اُس میں خوشبو ہے — اُسی میں مشک ہے آوارہ لیکن آہو ہے
اگرچہ قابلِ افسوس ان کی حالت ہے — خدا کے سامنے تجھ سے زیادہ وقعت ہے

ترا وطن ہے کہاں؟ بول سایۂ باطل — تجھے خبر نہیں گو نور کی ہے تو حامل
ذرا تجھے نہیں احساس نور و ظلمت کا — کبھی نہ تھا، نہ ہوا ہے، نہ ہوگا آئندہ
سمجھ میں ہم نہیں آتی ہے تیری خلقت کی — نمونہ غیظ کا ہے یا بُرائی قسمت کی
فریب دیتی ہے اور پھر فرشتہ بنتی ہے — جو بدترین بھی کوئی گناہ کرتی ہے
اٹی ہوئی ہے غلاظت میں تو کرِم؏ کی طرح — مٹی ہوئی ہے نمائش پہ تو ورم کی طرح

بہت ہی قابلِ افسوس ہے تری حالت — شرف قبول کا پاتی نہیں تری محنت
کوئی حصول نہیں ہے مصیبتوں کا تری — ہمیشہ ہوتی ہے ضایع تری عرق ریزی
فغانِ درد کا ہے عرش پر خدا شنوا — فقیرِ زار کی ہر سانس کا شمار ہوا
فرشتے گاتے ہیں اس لحن میں بھجن اُن کے — کہ رقص کرتے ہیں سن سن کے جن کو سیارے
ترے لبوں سے جو فریاد کی صدا نکلی — زمین ہی پہ رہی اور جزو خاک ہوئی

؏ عام تلفظ کا تتبع ۔ اثر

تری صحبتیں شیطان کا ہو نہیں حصہ
خوشی سے اُس نے اُنہیں بڑھ کے ہاتھوں ہاتھ لیا
اضافہ کرتا ہے اپنے دروغ و مکر میں وہ
فریب و شر میں شرارت میں اور غدر میں وہ
خدا بھی کرتا ہے واپس اُنہیں نتیجۂ کار
خدا کی ذات سے اُن کو ہے جس طرح انکار

نہ یہ سمجھ کہ ترا شاعری مخالف ہوں
تجھی سے حسن کی نشو و نما ہے واقف ہوں
تجھی سے ہستیٔ کامل کی یاد ہے قائم
تجھی سے بزم محبت کی زیب ہے دائم
مجھے تو رحم فقط اُس کے حال پر آیا
فریب زیست کا بدبخت جو شکار ہوا
اک احتضار کی حالت تمام عمر رہی
کلیجا کھا گئی جس کا کہ یاد ماضی کی
توہمات پریشاں کی ایسی کثرت ہے
لباس زیست مجسم اُسے ملامت ہے
وہ جس نے روح کو اپنی ترے سپرد کیا
جو تیرے سایہ کو سمجھا کہ جسم ہے تیرا
اُمید جاہ و حشم میں خیال شہرت میں
اسیر رہتا ہے جو کذب میں ضلالت میں
اُسے تو خاک میں اے شاعری ملاتی ہے
پھر اُس کی خاک بھی دوزخ میں جھونک آتی ہے

مگر وہ دل ہے مبارک وطن جو تیرا ہے
جہاں تو مسند عزت پہ جلوہ فرما ہے
خدا ہے آنکھ سے دنیا میں جس طرح پنہاں
مگر وجود ہے اُس کا ہر ایک شی سے عیاں
ہر ایک چیز سے جلوے ہیں آشکار اُس کے
شرار و برق بھی اُس کے ہیں نور و نار اُسکے
یہ کہہ اُٹھیں جو دلوں میں ترنگ اُلفت ہو
"یہاں ہے، ہم میں ہے، دیکھو نظر جو ہو دیکھو"
تو اُن کی انجم رہبر ہے نور پیشانی
دروغ جن کی زباں سے نہ آشنا ہو کبھی
اُنہیں طلب ہے تری، تو ہے اُن کی مطلوبہ
حبیب ہیں وہ ترے، تو ہے اُن کی محبوبہ

بسر و زیست میں یہ لوگ مو بمو داں ہیں　　　تمام خلق سے الفت ہے اُن کو انساں ہیں

رہِ وفا میں قدم جس کا ڈگمگاتا ہے　　　حصولِ زر کا وسیلہ تجھے بناتا ہے
جو حظِ نفس میں تجھ کو شریک کرتا ہے　　　قدم کے رنگوں میں رنگِ حدوث بھرتا ہے
وہ شوخ رنگ کہ جنیا د نور ہے جن کی　　　جنہیں زوال نہیں جو ہیں عکسِ یزدانی
تو اُس کو دیکھ کے منہ اپنا پھیر لیتی ہے　　　مگر کچھ اُس کی طرف پھول پھینک دیتی ہے
کہ جن سے موت کا سہرا وہ گوندھنا چاہے　　　تمام عمر نہ کافی ہو گوندھنے کے لئے
تو اشکِ خوں اُسے لے شاعرئ لاتی ہے　　　ہر ایک اشک میں تارِ سقر چھپاتی ہے

ہلاک فریب

(ایک ڈرامہ)

پہلا وقفہ

تمام متین چیزوں میں شادی نہایت مضحکہ انگیز ہے۔ (بومارشے)

پہلا نظارہ

(صبح کا وقت، کاؤنٹ ہنری کا محل، فرشتہ محافظ نازل ہوتا ہے)

شتہ :۔ ہر نیکوکار کو نوید امن! مبارک ہے وہ شخص جو صاحب دل ہے، وہی نجات پائے گا۔ نیک اور باعصمت بیوی سے اس خاندان میں ایک خوبصورت فرزند پیدا ہو۔ (فرشتہ غائب ہو جاتا ہے)

اح خبیثہ کا ایک غول (ظاہر ہو کر)۔

آؤ! بھوتو، چڑیلو، آؤ! فضا میں چکر کاٹو! اس کو گھیر لو! اے وہ جس سے عنفوان شباب میں اس نے اوّل، اوّل محبت کی تھی اور جو کل ہی دفن ہوئی، اپنی لحد سے

نکل اور ان کی قافلہ سالار بن! آگے آگے چل تاکہ ہر ہر قدم پر جماعت میں اضافہ ہو۔ بخارات صبح میں از سرنو غسل کر! اپنی پیشانی کو موسم بہار کی دہن بستہ کلیوں سے آراستہ کر! اے شاعری بچھڑی ہوئی معشوقہ[5] اس کے پیش پیش ہوا میں مست پرواز ہو!

اُٹھ! اے شہرت[6] اُٹھ! اے فراموش شدہ عقاب صدیوں سے جہنم جس کا دارالقرار ہے، جو شکم سیر و توانا ہے، اپنے شکستہ اڈے سے اُتر! اپنے عفریتی بازوؤں کو جو دھوپ میں سفید ہو گئے ہیں کھول اور شاعر کے سر کے گرد پھڑپھڑا تاکہ اس کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں!

اے صنعت شیطانی کے بہترین بوسیدہ نمونے! ہماری قبروں کے گنبدوں سے نکل! اے دیوی ارم کے بھوت کن مرقع جو اس کے قلم سے شکل پذیر ہوا اپنے قرمزی کے کہنہ شگافوں میں سرخی بھر اور قوس قزح کے عکاس بادلوں کا باریک لباس پہن لے! شاعر کی آنکھوں کے سامنے چمک، اور پھیل، اور رواں ہو!

اے پہاڑو اور سمندرو! اے سرکش چوٹیو! تاریک جنگلو! اپنی ارغوانی سحر اور سنہری پھیکی شام میں شاعر کو لوریاں دو تاکہ سو جائے اور شیریں مگر بے بنیاد خواب دیکھے!

مادر گیتی! اپنے فرزند کو چھاتی سے لگائے رکھو!

---

۵. شاعری کا استعارہ ہے۔ مریم سے شادی کے بعد شاعری کو کاؤنٹ ہنسری کی مردہ اور بچھڑی ہوئی معشوقہ کہا ہے۔

۶. حقیقی شہرت نہیں، جس کا دارومدار مجاہدہ و تزکیہ نفس پر ہے بلکہ وہ شہرت مراد ہے جس کے محرک غرور و خود پرستی ہوتے ہیں۔ مترجم۔

دوسرا نظارہ

(ایک قریہ اور گرجا جس پر فرشتۂ محافظ ہوا میں پر تولے ہوئے ہے)

فرشتہ :- اگر تو اپنے عہد پہ قائم رہا تو پاک پروردگا کے سامنے میرا بھائی ہے -

فرشتہ اگر تو اپنے عہد پہ قائم رہا تو پاک پروردگا

تیسرا نظارہ

(اندرون کلیسا قربان گاہ پر موی شمعوں کی تیز روشنی ہے، گرد لوگ جمع ہیں۔ قربان گاہ کے سامنے ایک دولھا اور دُلہن گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں)

پادری :- (دُعا دے کر)۔ میرے الفاظ اچھی طرح یاد رکھنا!

(دولھا اور دُلہن کھڑے ہو جاتے ہیں، نوشہ دست عروس کو بوسہ دے کر اپنے ایک عزیز کے پاس لے جاتا ہے۔ تمام حاضرین بجز نوشہ گرجے سے چلے جاتے ہیں)

نوشہ :- میں دنیوی مناکحت پر اس لئے آمادہ ہوا کہ مجھے ایسی بیوی ملی جس کا خواب میری روح دیکھا کرتی تھی۔ اگر اس کی محبت سے منھ موڑوں تو مجھ پر عذاب خدا نازل ہو!

چوتھا نظارہ

(ایک وسیع و آراستہ کمرہ جو مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہے۔ رقص و سرود۔ پھول سلیقے سے چنے ہوئے ہیں۔ کمرہ، روشنی اور مہمانوں کی زرق برق پوشاک سے جگمگا رہا ہے۔ دُلہن چند مہمانوں کے ساتھ ناچنے کے بعد اتفاقاً اپنے شوہر کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ اُس کے پہلو میں بیٹھ کر اپنی گردن اُس کے شانہ پر نیوڑھا دیتی ہے)

نوشہ :- تم تھک کر اور زیادہ خوبصورت ہوگئیں! نارنگی کے پھول اور موتی کس بے ترتیب لطافت سے تمہارے گھونگروالے بالوں کی موجوں میں بکھرے ہوئے ہیں! تم ہمیشہ میرا نغمۂ محبت رہوگی!

عروس :- ہاں جو میری ماں نے سکھایا تھا وہی میرا دل سکھاتا ہے۔ میں ہمیشہ تمہاری وفادار بیوی رہوں گی۔

کتنے مہمان جمع ہیں! کس قدر غل ہے! کیسی گرمی ہے! میرا دم اُلجھتا ہے۔

نوشہ :- جاؤ اور ان کے ساتھ مصروف رقص ہو تاکہ میں دیکھوں تم کس طرح روح مجسم بن کر ہواؤں میں تیرتی ہو۔ اسی طرح میں نے خواب میں فرشتوں کو دیکھا ہے۔

عروس :- اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو جاؤں گی مگر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تھک گئی ہوں، میرا دل دھڑک رہا ہے۔

نوشہ :- آرام جاں! میں تیری منت کرتا ہوں، جا!

پانچواں نظارہ

(ایک خبیث روح دوشیزہ لڑکی کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ آدھی رات گئی ہے۔ مطلع ابر آلود ہے۔ چاروں طرف سناٹا ہے، فاصلہ پر محل ہے ادھر باغ اور قبرستان ہے)

خبیث روح :- زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ یہی وقت تھا اور ایسی ہی رات جب میں دنیا میں خوش خوش پھرتی تھی۔ آج بھوت دوڑا رہے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ لباس پارسائی اختیار کروں۔

(باغ پر اُڑتی ہوئی نظر آتی ہے)

اے مہکتے ہوئے پھولو! نازک ڈالیوں سے ٹوٹ کر میرے بالوں میں بندھ جاؤ۔عہ

(قبروں کے درمیان اُترتی ہے)

اے مدفون حسینوں کی تازہ و دلکش اداؤ جو ہوا میں منتشر ہو کر قبروں سے ٹکراتی ہو مجتمع ہو اور میرے تاریک رُخساروں کو اُمید و عشق و جوانی کے گلابی رنگوں میں رنگ دو! اس کائی لگے پتھر کے نیچے ایک سنہرے بالوں والی لڑکی کی لاش پھپھوندی لگ لگ کر سڑ رہی ہے، اور بہت جلد جزو خاک ہو جائے گی۔ اُس کے حلقہائے زلف آئیں اور میری جلتی ہوئی پیشانی پر سایہ فگن ہوں!

اس گری ہوئی صلیب کے نیچے دو چمکدار آنکھیں جن کا نیلگوں رنگ آسمان کو شرماتا تھا اپنے حلقوں میں مُردہ پڑی ہوئی ہیں، مجھے! وہ صاف و زباں دراز شعلہ مجھے! جو کبھی اُن سے لپکتا تھا!

اُن سلاخوں کے اندر سیکڑوں شمعیں روشن ہیں تاکہ وہاں کیڑے بجھاتے ہوئے دکھائی دیں جہاں بادشاہ بصد شان و شوکت محو خواب ہیں! اُس جگہ آج ہی ایک نوجوان شہزادی دفن کی گئی ہے، اسے اُس کے قیمتی اور برف کے مانند سفید ریشمی ملبوس! نرم پروں والی فاختہ کی طرح پھڑپھڑاتا ہوا چاک قفس سے نکل اور مردوں میں اس دوشیزہ کی لاش کو برہنہ چھوڑ کر میرے ضائع شدہ اور بے گوشت کے جسم سے لپٹ جا . . . . . .

ہاں! ہاں! چلو! بڑھو!

عہ چونکہ منظر مافوق الفطرت ہے لہٰذا شاعرانہ صداقت قائم رکھنے کو ماحول جس کا متقاضی ہے مصنف نہیں کہتا کہ بھوت نے پھول توڑ کر اپنے بالوں میں لگائے بلکہ بھوت پھولوں کو حکم دیتا ہے اور وہ خود بخود بالوں میں بندھ جاتے ہیں۔ آرائش تن کا یہی انوکھا طریقہ آخر تک قائم رکھا ہے۔ اختر

دوسرا وقفہ

پہلا نظارہ

(آدہی رات، اُسی محل کی خواب گاہ، میز پر لیمپ جل رہا ہے جس کی دھیمی روشنی شوہر کے چہرہ پر پڑ رہی ہے)

شوہر :- (خواب دیکھ رہا ہے) - ہا! تو کہاں سے آئی جس کو میں اب نہیں دیکھتا اور نہ کبھی دیکھوں گا - آہ! اتنے برس کس مصیبت میں گزرے!

جس طرح پانی آہستہ آہستہ بہتا ہے یہی تیری رفتار کا نقشہ ہے - تیرے پاؤں وہ کف ور دہاں موہیں ہیں - پیشانی پر مقدس سکون ہے - تو میری محبت اور تخیل کا مجموعہ ہے -

(چونک کر) میں کہاں ہوں؟ . . . .

ہا! اپنی بیوی کے پہلو میں لیٹا ہوں (اس کے چہرہ کو بغور دیکھ کر)

یہ اور میری بیوی!

آہ! ایک زمانہ تھا جب میں خیال کرتا تھا کہ تو ہی میرا "خواب اوّلین" ہے لیکن مجھے دھوکا ہوا - میرا خواب اب واپس آیا - مریم! تو وہ خواب نہیں نہ اُس سے مشابہ ہے، تو نیک، بردبار اور باعصمت ہے، لیکن وہ . . . .

پروردگار! میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں؟ کیا میں درحقیقت جاگ رہا ہوں؟

سایہ :- تو نے میرے ساتھ دغا کی - (غائب ہو جاتا ہے)

شوہر:۔ چلی گئی؛ ٹھہر، ٹھہر! اے میرے خواب ٹھہر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لعنت ہو اُس لمحہ پر جب
میں نے شادی کی اور اپنے عہد شباب کی معشوقہ کو چھوڑ کر اُس سے بد عہدی کی۔ اُس سے جو
میرا شیرازۂ خیال تھی، جو میرا نفس اور روح کی سطح تھی۔

بیوی:۔ (بیدار ہو کر) ۔ کیا ماجرا ہے؟ کیا اس قدر جلد سویرا ہو گیا؟ آج ہمیں کچھ سامان خریدنا ہے کیا
سواری دروازے پر آ گئی؟

شوہر:۔ نہیں ابھی صبح ہونے میں دیر ہے، سو رہو۔

بیوی:۔ ہنری تم بیمار ہو، میں دوا لاتی ہوں۔

شوہر:۔ نہیں، نہیں! آرام کرو۔

بیوی:۔ پیارے! مجھے بتاؤ کیا معاملہ ہے، تمہاری آواز بدلی ہوئی ہے، گال تمتمائے ہوئے اور
آگ کی طرح جل رہے ہیں۔

شوہر:۔ (اُٹھ کر) میرا دم گھٹ رہا ہے، تازہ ہوا کی ضرورت ہے، مریم! برائے خدا سو رہو۔
میرے پیچھے پیچھے نہ آنا! (کمرہ سے چلا جاتا ہے)

دوسرا نظارہ

(گرجا اور اُس کے ملحق گورستان۔ شوہر پائیں باغ میں ٹہل رہا ہے، چاندنی کھیت کئے
ہوئے ہے)

شوہر:۔ اللہ اللہ! جب سے شادی ہوئی میری زندگی کیسی غفلت اور بیکاری میں بسر ہوئی!
کھانا، پینا، اور بے حس کاہل کی طرح بیوی کے پہلو میں سونا!
میرے گرد و پیش کی دنیا بھی میری طرح خواب میں ہے؛ ہم لوگ، عزت سے ملے

دوکانوں سے چیزیں خریدیں اور اپنے بچے کے لئے جس کی ولادت ہونے والی ہے دایہ نوکر رکھی۔ (گرجے کا گھنٹا بارہ پر دو بجاتا ہے)

یہ وہ ساعت ہے جب میں اپنے تخت پر متمکن ہوتا تھا۔ واپس آ، اے میری شاندار سلطنت واپس آ! آہ! وہ فانوس خیال کہاں ہے جس کو میری فکر گردش دیتی تھی؟ اے حسن و وجاہت کے عکس و نقوش! پھر عہد گذشتہ کی طرح مجھ کو اپنے جھرمٹ میں لے کر میرے دل و دماغ کو منور کر دو! (بیتابانہ پھرتا اور ہاتھ ملتا ہے)

اے خدا کیا دراصل شادی تیری طرف سے ہے؟ کیا تو اُن معاہدوں کو تسلیم کرتا ہے جن سے دو ہستیاں وابستہ ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ موت اُن کو جدا کرے؟ کیا تو نے فی الحقیقت یہ کہا ہے کہ کوئی طاقت اُس رشتہ کو نہیں توڑ سکتی جس پر تو نے اپنی برکتیں عالی علیین سے نازل کیں؟ کیا اُس وقت بھی نہیں جب دو روحیں پیہم اور شدید تصادم کے بعد ایک دوسرے سے گریزاں ہوں، اور قدم بڑھانا اُسی صورت میں ممکن ہو کہ دونوں کے راستے مختلف ہوں، تاہم ان کے اعضا باہم ایک ہی زنجیر سے ایسے مضبوط جکڑے ہوں کہ اینٹھ جائیں، ہور جائیں، برف کی طرح جم جائیں، اور جمود پذیر ہو کر دو لاشوں میں منتقل ہو جائیں لیکن رستگاری محال ہو؟

(یکایک سایہ ظاہر ہوتا ہے)

تو یہاں! اے میری محبوبہ تو! تو جو میری ہے، صرف میری — آہ! مجھے بھی اپنے ساتھ لے چل۔ اگر تو محض خواب ہے، وہ رعنا خیال ہے جو میرے کھولتے ہوئے دماغ سے معرض وجود میں آیا، تو اے پری جو میرے دل کو لبھاتی ہے میرا انتظار کر، یہاں تک کہ میں بھی سایہ بن کر تجھ سے متحد ہو جاؤں!

سایہ :- کیا تو قسم کھائے گا کہ جہاں اور جب تجھے بلاؤں میرا ساتھ دے گا

شوہر :- میری زندگی کا ہر دقیقہ تیرا ہے! میں تیرا ہوں!

سایہ :- یاد رکھنا!

شوہر :- ٹھہر! بخارات کی طرح غائب نہ ہو- اگر تیرا دلفریب حسن تمام حسن سے بالاتر ہے، اگر تیرے خیال کو ہر خیال پر فوق ہے تو پھر کس لئے ایک موہوم خواہش کی طرح روپوش ہوتی ہے؟

(مکان کا ایک دریچہ کھلتا ہے)

مریم کی آواز :- میرے پیارے! میرے دل! رات بہت سرد ہے تمہارے دشمن بیمار ہو جائیں- مجھے اس لق و دق اندھیرے کمرے میں اکیلے ڈر لگتا ہے، اُدھر ہوا سے پردے ہلتے ہیں ادھر میرا دل دھکتا ہے، چلے آؤ، پیارے چلے آؤ!

شوہر :- اچھا مریم! آتا ہوں - آہ سایہ غائب ہو گیا! لیکن واپس آنے کا وعدہ کر گیا ہے، اُس وقت رخصت اے میرے مکان اور باغ اور اہلیہ جو اُن کے لئے مخلوق ہوئی ہے، میرے لئے نہیں-

مریم کی آواز :- ہنری خدا کے واسطے چلے آؤ، صبح کی آمد کے ساتھ سردی بڑھتی جاتی ہے-

شوہر :- میرا فرزند! اے خدا کیا اُس سے بھی دست بردار ہوں؟

تیسرا نظارہ

(وسیع و آراستہ کمرہ، پیانو پر دو شمعیں روشن ہیں، بیوی باجے کے سامنے بیٹھی ہے، اُس کے قریب گہوارہ ہے جس میں شیر خوار بچہ سو رہا ہے شوہر دونوں ہاتھوں سے سر تھامے

ہوئے کوچ پر بیٹھا ہے)

بیوی :۔ میں فادر بخایین کے پاس گئی تھی اُنھوں نے وقت مقررہ پر آنے کا وعدہ کیا ہے۔

شوہر:۔ شکریہ!

بیوی:۔ مٹھائی کا بھی حکم دے دیا ہے۔ کیکوں پر جارج اسٹینلا لکھا ہوگا۔

شوہر:۔ شکریہ! شکریہ!

بیوی :۔ نہیں خدا کا شکر کرو، تمام رسوم کا عنقریب تکملہ اور ہمارا بچہ پکا عیسائی ہو جائے گا،

مجھے اُمید ہے کہ تم نے سب دوستوں اور عزیزوں کو بپتسمہ میں مدعو کیا ہے؟

(گہوارہ کے پاس جاکر چادر درست کرتی ہے)

سو! میری آنکھوں کے تارے سو! تجھے کیا تکلیف ہے؟ میں اُڑھاتی ہوں اور تو لاتیں مار مار کے اُلٹ دیتا ہے۔ لے! میں چادر کے کونے سب طرف سے دبائے دیتی ہوں اور تیرے بازوؤں کو بھی ڈھکے دیتی ہوں،اب تو نہ اُلٹ سکے گا! ارے! تو نے چادر پھر پھینک دی۔ میرے بچے کیا تو ابھی سے خواب دیکھتا ہے؟ چپکا لیٹ، میرے خوبصورت جارج! میرے لاڈلے بیٹے، (شوہر سے مخاطب ہوکر) مجھے بڑی فکر ہے ہمارا جارج سوتا کیوں نہیں۔ (پھر گہوارہ کے پاس جاتی ہے) میرے ننھے جارج، میرے پیارے بچے سو جا!

شوہر (علٰحدہ):۔ طوفان آرہا ہے، معاذاللہ کیسی گھٹن ہے! کیا وہاں بجلی گرے گی اور یہاں میرا دل ٹوٹے گا؟

بیوی (پیانو کے سامنے بیٹھ کر کچھ بجانے کی کوشش کرتی ہے مگر ہاتھ روک لیتی ہے، پھر شروع کرتی ہے بیک ایک کھڑے ہوکر اپنے شوہر سے کہتی ہے)

آج دن بھر میں تم نے مجھ سے ایک دفعہ بھی بات نہیں کی، نہ کل بولے تھے، بلکہ ایک ہفتہ سے نہیں، اللہ اللہ! ایک مہینا ہو گیا کہ تم نے مجھ سے ایک لفظ بھی کہا ہو، سوائے اس کے میرے سوالوں کا جواب دیدو۔ اور جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے کہ میں بہت گھل گئی ہوں

شوہر (علیحدہ) :۔ وقت موعودہ آپہنچا، ٹل نہیں سکتا۔ (بیوی سے)

تم مجھے تو اچھی خاصی معلوم ہوتی ہو۔

بیوی :۔ اُنھ! میں تندرست ہوں یا بیمار، تمہارے نزدیک یکساں ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم نہ تو میری بات سنتے ہو نہ میری طرف دیکھتے ہو، جب تمہارے قریب آتی ہوں تو منہ پھیر لیتے ہو یا ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیتے ہو، میرے خاوند! بتاؤ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ کاش مجھے خود معلوم ہو جائے، میں نے کل ہی اپنی سرگزشت پادری کے سامنے بیان کی اور اپنی روح کا جائزہ لیا، اپنے خیالات کو کریدا، ہنری، مجھے کوئی بات ایسی نہیں ملی جو تمہاری ناخوشی کا سبب ہو۔

شوہر :۔ تم نے مجھے ناراض نہیں کیا۔

بیوی :۔ اے میرے پروردگار!

شوہر :۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت کرنا چاہیئے۔

بیوی :۔ آہ! یہ نہ کہو، میں ایسے خوفناک الفاظ نہیں سن سکتی "محبت کرنا چاہیئے!" نہ معلوم کیوں یہ لفظ میرے کلیجے میں نشتر پیدا کرتے ہیں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہدیتے کہ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔ سچ ہر حال میں بہتر گو تلخ ہے، میں اس کشمکش سے تو چھوٹ جاؤں گی۔ (گہوارہ سے بچے کو اٹھاکر) اس کو نہ بھول جانا، یہ میرا نہیں تمہارا بیٹا ہے، صرف مجھ پر اپنا غصہ اتارو، اس کی بھولی بھولی صورت دیکھو، ہمارا بیٹا! ہمارا خوبصورت

پہلا مہمان (دھیمی آواز میں) :- تعجب ہے کاؤنٹ اس وقت موجود نہیں۔ نہ معلوم کہاں چلا گیا۔

دوسرا مہمان :- کہیں دیر ہو گئی یا شاعری کی دُھن میں بھول گیا۔

پہلا مہمان :- زچہ کیسی زرد اور تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہے گویا سوئی نہیں، نہ منھ سے بولتی ہے نہ مہمانوں کا خیر مقدم کرتی ہے۔

تیسرا مہمان :- یہ بپتسمہ مجھے ایک جلسۂ رقص یاد دلاتا ہے جس میں میں شریک تھا، میزبان اُسی دن قمار بازی میں اپنی تمام دولت ہار کر بالکل دیوالیا ہو گیا تھا، تاہم اپنے مہمانوں سے بکمال خلق و تواضع پیش آیا گو چہرے سے آثار حزن و یاس نمایاں تھے۔

چوتھا مہمان :- میں اپنی خوبصورت شہزادی کو چھوڑ کر اس اُمید پہ آیا تھا کہ انواع و اقسام کے لذیذ کھانے ملیں گے، خوب چہلیں ہوں گی، مگر یہاں تو اور ہی کچھ رنگ ہے جیسا کہ مقدس کتاب میں درج ہے "رونا پیٹنا اور دانت پیسنا!"

فادر بنجامین :- جارج اسٹیلا! میں تجھ پہ صلیب کا نشان بناتا ہوں، کیا تو مقدس بپتسمہ قبول کرتا ہے؟

منھ بولے ماں اور باپ :- ہاں قبول کرتا ہوں۔

ایک عزیزہ :- دیکھو! دیکھو! کاؤنٹس بیدار ہوئی، اُس کی آنکھیں کیسی چمک رہی ہیں اور پھٹی پھٹی ہیں، دیوانہ وار اُٹھی اور اس طرح چلتی ہے جیسے کوئی خواب میں چلے، آہستہ آہستہ پادری کی طرف بڑھتی ہے ....

دوسرا عزیزہ :- لو! بچے کی طرف ہاتھ پھیلائے، نہ جانے کیا بڑبڑا رہی ہے، بیچاری کیسی زرد ہو رہی ہے، وہ لڑکھڑائی! کوئی سنبھالے، نہیں تو گرتی ہے!

فادر بنجامین :- جارج اسٹیلا! کیا تو دل سے شیطان اور اُس کے تکبر سے بیزار ہے؟

منھ بولے ماں اور باپ :۔ ہاں میں اُن کو رد کرتا ہوں۔

پہلا عزیز :۔ کاؤنٹس کچھ کہنا چاہتی ہے، اُس کے سفید ہونٹ اینٹھتے بر رہے ہیں . . .
اُس کی پتلیاں پلٹی جاتی ہیں . . . . . خاموش رہو! سنو کیا کہتی ہے!

کاؤنٹس :۔ میرے خوبصورت جارج تیرا باپ کہاں ہے (آہستہ سے بچے کے سر پہ ہاتھ رکھتی ہے)

فادر بنجامین :۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس مقدس رسم میں خلل نہ ڈالئے۔

کاؤنٹس :۔ جارج میں تجھے برکت دیتی ہوں، تو شاعر ہو تاکہ تیرے باپ کی محبت تجھ سے وابستہ رہے، تجھ کو چھوڑ کر چلا نہ جائے اور تیرا خیال اپنے متلون دل سے نہ نکالے۔

منھ بولی ماں :۔ مریم! اپنی طبیعت کو سنبھالو، تم پادری کے خیالات پراگندہ کر دو گی۔

کاؤنٹس :۔ جارج شاعر ہو تاکہ اپنے باپ کی محبت کا مستحق ثابت ہو، شاید اُس وقت وہ واپس آئے اور تیری ماں کی خطا معاف کر دے۔

فادر بنجامین :۔ آپ ادائے رسم میں حارج ہوتی ہیں، یہ مذہب کی توہین ہے۔

کاؤنٹس :۔ جارج میں تجھے کوسوں گی اگر شاعر نہ ہوا۔ (غش کھا کر گر پڑتی ہے، نوکر اُٹھا لے جاتے ہیں)

مہمان (آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہیں) :۔ یہ کیا ہوا! عجب حیرت ناک واقعہ ہے ہمیں اس مکان سے فوراً چلا جانا چاہئے!

(اس دوران میں رسم بپتسمہ ختم ہوتی ہے اور روتا ہوا بچہ جھولے میں لٹا دیا جاتا ہے)

منھ بولا باپ (گہوارہ کے پاس کھڑے ہو کر) :۔ جارج اسٹینلا! تم احاطۂ عیسائیت کے حلقے میں داخل اور سوسائٹی کی ایک فرد ہو گئے۔ آنے والے زمانے میں والدین کی تربیت

اور خدا کی مدد سے شہر کے رُکن ہو گے، مدبر یا مجسٹریٹ۔ یاد رکھو کہ اپنے وطن سے محبت ضروری ہے اور اپنے ملک کے لئے جان فدا کرنے میں بڑی شان اور عزت ہے۔

پانچواں نظارہ

(ایک مسحور کرنے والا منظر، پہاڑیاں اور جنگل، فاصلے پر اونچے پہاڑ)

کاؤنٹ ہنری:۔ شکر ہے کہ جس کی ایک مدت سے آرزو تھی، جس کی تلاش میں کب سے سرگرداں تھا، جس کے لئے کیا کیا دُعائیں مانگیں وہ قریب قریب میرے دسترس میں ہے، میں نے انسانوں کی دُنیا کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ انسانی چیونٹیاں اپنے ٹیلوں پر جمع ہوں اور شکار کی جدوجہد کریں اور جب صیدنگل جائے تو رنج وغضب کی آگ میں فنا ہوں، مجھے کوئی سروکار نہیں میں تنہا ہوں اور اب اُن کے ساتھ پیٹ کے بل نہ رینگوں گا!

سایہ (ظاہر ہو کر غائب ہو جاتا ہے):۔ آ! اس طرف آ!

چھٹا نظارہ

(پہاڑ اور ناہموار چٹان، چوٹیاں، گھاٹیاں، نیچے غضبناک سمندر، بادل، ہوا، طوفان)

کاؤنٹ ہنری:۔ لیکن میری محبوبہ کہاں ہے؟ وہ نظر نہیں آتی، صبح کی ٹھنڈی ہوائیں، بھینی بھینی خوشبوئیں، طائروں کے چہچہے سب یکایک بند ہو گئے، بادِ تند کے جھونکے کیسے دفعتاً آتے ہیں! آسمان کس قدر تاریک ہے! ان پہاڑوں کا کوئی نام بھی ہے؟ کیسی دوران سر پیدا کرنے والی سیڑھیاں آسمان تک چلی گئی ہیں! میں سب

سے اونچی پہاڑی پر تنہا کھڑا ہوں! میرے گرد کیسی ویران و پُر وحشت دنیا ہے! ہوائے سرد اس درّے میں کیسی چیختی چنگھاڑتی ہے! پناہ بخدا! کیسے کیسے گہرے غار اژدہوں کی طرح میرے پاؤں کے پاس منہ کھولے ہوئے ہیں!

سایہ (دور سے آواز دیتا ہے):۔ میرے بہترین محبوب! آ! میرے پاس پہنچ جا!

کاؤنٹ ہنری:۔ پیاری تو کہاں ہے؟ فقط آواز دور سے سُنائی دیتی ہے۔ پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی آگئی، معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں مُعلق ہوں،! اس قعر کو جو سامنے ہے کیونکر پھاند کر تجھ تک پہنچوں؟

ایک آواز (قریب سے سُنائی دیتی ہے):۔ تیرے بال و پر کہاں ہیں؟

کاؤنٹ ہنری:۔ او خبیث روح کیوں میری ہنسی اُڑاتی ہے، تجھے ٹھوکر پر مارتا ہوں!

دوسری آواز:۔ کیا؟ روح؟ تیری عظیم و لافانی روح جو ایک جست میں آسمان تک پہنچنا چاہتی تھی ایک گَنڈے سے عبور کرنے میں کانپتی ہے! وہ بدنصیب، لرزاں و ترساں تیرے پاؤں لپٹتی اور تجھے روکتی ہے! اے بہادر روح جو نامحدود سے گزرنا چاہتی تھی اس کرۂ خاک کے ایک چھقر کے سامنے تھرا رہی ہے! واہ ری نڈر روح! واہ رے مردانہ دل! خوف تجھ پر فتحیاب ہوا!

کاؤنٹ ہنری:۔ ظاہر اور متشکل ہو کہ میں تجھ سے مقابلہ کروں۔ مجھے دوہرا کر دے، بند سے بند جدا کر، کچل، روند، اگر مجھ سے بُزدلی کا اظہار ہو تو ابدالآباد تک اُس سے محروم رہوں جس کا شیدا ہوں!

سایہ (قعر کے دوسرے کنارے سے):۔ ادھر آ! میرا ہاتھ پکڑ لے اور اس قعر سے گزر جا!

کاؤنٹ ہنری:۔ آہ! تجھ میں کیسا فوری اور وحشیانہ تغیر پیدا ہوا! پھول کنپٹیوں سے علٰحدہ

ہوکر زمین پر گرے اور گرتے ہی کیڑے بن گئے! چھپکلیوں کی طرح دوڑتے، سانپ کی طرح رینگتے اور پھنکاریں مارتے ہیں!

سایہ :- تعجیل کر! میرے محبوب!

کاؤنٹ ہنری :- اُف! ہوا نے تیرا نورانی ملبوس پارہ پارہ کر دیا، اب جسم سے کثیف دھجیاں لٹک رہی ہیں!

سایہ :- آ، بجلی تاکیوں ہے؟

کاؤنٹ ہنری :- اُف! تیرے گیلے بالوں سے پانی اُبل رہا ہے ...... تیرا برہنہ سینہ ہڈیوں کا ڈھانچا بن گیا!

سایہ :- آ، تو نے قسم کھائی ہے کہ ہمیشہ میرا تابع رہے گا۔

کاؤنٹ ہنری :- ہیبت! نفرت! بجلی نے تیری آنکھوں کا نور جلا دیا!

ارواح خبیثہ (مل کر گاتی ہیں) :- عفریت دیرینہ تیرا کام ختم ہوا، جہنم کو واپس جا! تو نے ایک مقدس روح کو بہکا کر تباہ کیا، وہ روح جس کا ہر شخص ثنا خواں تھا، جسے خود اپنی عظمت پر ناز تھا، اے ویران روح! اپنی محبوبہ کے ساتھ آوارہ پھر!

کاؤنٹ ہنری :- اے خدا کیا تو مجھے اس وجہ سے مردود ٹھہرائے گا کہ میرا نصب العین تیرے جمال کا پرتو اور دنیا کی تمام حسین چیزوں سے بلند تر تھا اور میں اسی کی پرداخت میں منہمک رہا، اس کے لئے مصائب جھیلے یہاں تک کہ شیاطین مجھ پر استہزا کرنے میں، اے خدا کیا تو بھی میرے خلاف فیصلہ کرے گا؟

ایک خبیث روح :- سنو بھائیو، سنو!

کاؤنٹ ہنری :- میرا آخری لمحہ آ گیا۔ ہوا کے تند جھونکے، بادلوں کو اڑائے لئے جاتے اور

طوفان خیز سمندر میں ڈبوئے دیتے ہیں۔ تیز رفتار موجیں بلند ہو رہی ہیں اور بہت جلد مجھ تک پہنچ جائیں گی، زمین اُبھرتی اور اُبھر کر دھنستی ہے، نادیدہ قوتیں چٹانوں سے ٹکرا رہی ہیں، بھوتوں کے غول بگولوں کی شکل میں میرے شانوں پر سوار ہو کر مجھے پہاڑی کے کنارے کی طرف ڈھکیل رہے ہیں . . . .

خبیث روحیں :۔ بھائیو، بغلیں بجاؤ، وہ آ رہا ہے۔

کاؤنٹ ہنری :۔ مقاومت بے سود ہے، مدافعت لاحاصل، گرداب کا مستانہ رقص مجھے بیخود کئے دیتا ہے اور اپنی طرف کھینچتا ہے، سر گھوم رہا ہے اور مہلک غوطہ کھانے کو بے اختیار دل چاہتا ہے . . . . . . اے خدا! دشمن ظفریاب ہوا۔

فرشتۂ محافظ (سمندر پر ہوا میں اُڑتا ہوا ظاہر ہوتا ہے) :۔ یا الٰہا! ان اضطراب زدہ موجوں کو سکون اور طوفانی سمندر کو قرار دے۔ (کاؤنٹ ہنری سے)

ابھی وقت بپتسمہ کا پانی تیرے معصوم بچے کے سر پر ڈالا جا رہا ہے . . . . اے شوہر اُس گھر کو واپس جا جسے خیرباد کہہ چکا، اے صاحب اولاد! اُس فرزند کی خبر لے جس کو چھوڑ دیا، آئندہ اُس کی محبت سے دست کش نہ ہونا اور گناہ نہ کرنا۔

ساتواں نظارہ

(محل کا وہ کمرہ جس میں پیانو رکھا ہے، کاؤنٹ ہنری داخل ہوتا ہے، کچھ ملازم ہمراہ ہیں، کچھ روشنی لاتے ہیں)

کاؤنٹ ہنری :۔ تمہاری بیگم کہاں ہیں؟

ملازم :۔ خداوندا! وہ بیمار ہیں۔

کاؤنٹ ہنری :- اپنے کمرے میں تو نہیں ہیں۔

ملازم :- یہاں نہیں ہیں۔

کاؤنٹ ہنری :- یہاں نہیں ہیں! مکان سے چلی گئیں؟ کب؟

ملازم :- وہ گئیں نہیں بلکہ لوگ لے گئے۔

کاؤنٹ ہنری :- گئیں نہیں : لوگ لے گئے! کون لے گیا؟ کہاں لے گیا؟ فوراً جواب دے۔

ملازم (خوف سے پیچھے ہٹ کر) :- ڈاکٹر آیا اور پاگل خانے لے گیا!

کاؤنٹ ہنری :- یہ سچ نہیں ..... ایسا ہولناک حادثہ! مریم! تم شاید مجھے ستانے کو چھپ گئی ہو، شاید مجھے سزا دیتی ہو ...... کیا اُس نے کہا "دیوانی؟" (چلّا کر) مریم بوبو!

مریم بوبو! مریم! میری مریم! آؤ، مجھے تکلیف ہو رہی ہے ..... میرے پاس آؤ ...... نہیں وہ یہاں نہیں ہے ورنہ ضرور جواب دیتی (پکارتا ہے) جیکب، جیکب، کیتھرین! ...... یہاں کوئی نہیں، گھر بھر گونگا، بہرا اور ویران ہے، کیا یہ حقیقت ہے؟ ....

میں ایک مکھی کو نقصان نہیں پہنچاتا لیکن اُس دل کو جس نے میرا اعتبار کیا، اُس بے گناہ مخلوق کو جس سے محبت کی قسم کھائی تھی اور ہر آفت سے بچانے کا عہد کیا تھا دوزخ میں ڈھکیل دیا۔ افسوس! میری سانس جسے چھو جاتی ہے وہ برباد ہو جاتا ہے انجام کار یہ مجھے بھی تباہ کر دے گی، کیا میں دوزخ سے اسی لئے بچ نکلا کہ چند گھنٹوں کے واسطے اس دنیا میں اُس کی سوزاں تمثال بن جاؤں؟

نہ جانے اُس عفت مآب کا سر کیسے تکیے پر ہوگا؟ کیسی کیسی چیخیں اور عجیب الفاظ اُس کے کانوں کے سہمے ہوئے پردوں کو مجروح کر رہے ہوں گے، دیوانوں

کی بھی صدائیں اور ڈکاریں اُن کی کوٹھریوں سے بلند ہو رہی ہوں گی، اُن کی زنجیروں کا غل اُن کے مصائب، اُن کے ناسزا کلمات کفر اُس کے دماغ پر تازیانے کا کام کرتے ہونگے۔

مریم! یہ مکان ہے جو میں نے تیرے واسطے مہیا کیا! میں تجھے وہاں دیکھ رہا ہوں تیری حسین اور پاک پیشانی پر شکنیں پڑ گئی ہیں اور سر پکڑے ہوئے بیٹھی ہے۔

آہ! تو شدت الم سے پاگل ہو گئی۔

ایک آواز:۔ اے شاعر تو ایک ڈراما تصنیف کر رہا ہے!

کاؤنٹ ہنری:۔ ہا! میرا جن پھر مجھ سے ہم کلام ہوا! (دروازے کی طرف دوڑ کر جاتا اور کھولتا ہے) جیکب میرا عربی گھوڑا لاؤ تعجیل کرو! تعجیل کرو! چوغہ اور پستول بھی

آٹھواں نظارہ

(کوہستانی خطۂ ملک، دیوانوں کے رہنے کا مکان جس کے گرد باغ ہے، ڈاکٹر کی بیوی جس کے ہاتھ میں کنجیوں کا بھاری گچھا ہے ایک سلاخدار دروازہ کھولتی ہے، کاؤنٹ ہنری اُس کے ہمراہ برآمدے میں داخل ہوتا ہے)

ڈاکٹر کی بیوی:۔ شاید آپ کاؤنٹس کے عزیز ہیں؟

کاؤنٹ ہنری:۔ میں اُس کے شوہر کا دوست ہوں اور اُسی نے بھیجا ہے۔

ڈاکٹر کی بیوی:۔ اُس کے اچھے ہونے کی بہت کم اُمید ہے، افسوس آپ ایسے وقت آئے کہ میرا شوہر موجود نہیں ورنہ آپ کو مریضہ کا پورا حال بتاتا، وہ اس مکان میں سخت دوروں کی حالت میں لائی گئی (چہرے سے پسینا پونچھ کر) کیسی گرمی ہے! ہمارے یہاں متعدد مریض ہیں لیکن ایسا بیمار کوئی نہیں جیسی وہ ہے، ہم نے اس جگہ کی قیمت

دولا کہ فلورن اوا کی آب و ہوا اچھی اور پہاڑوں کا منظر دلکش ہے...... کیا آپ کو کاؤنٹس سے ملاقات کی جلدی ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رات میں ڈاکو آئے اور کاؤنٹ کو گرفتار کرلے گئے، بعض کا قول ہے کہ ایک عورت کے ساتھ چلا گیا اور...... اور اسی وجہ سے کاؤنٹس دیوانی ہوگئی..... کیا آپ کو بہت جلدی ہے؟

(ایک وزنی دروازے کا قفل کھولتی ہے، ایک کمرہ جس میں سلاخ دار کھڑکی لگی ہوئی ہے نظر آتا ہے، کاؤنٹس ایک پست کوچ پر بیٹھی ہوئی ہے)

براہ مہربانی آپ یہیں انتظار کیجئے۔

کاؤنٹ ہنری (کمرے میں داخل ہوکر):- تم جاؤ میں اُس سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر کی بیوی:- میرا شوہر ناراض ہوگا، مجھے یہاں موجود رہنا چاہئے۔

کاؤنٹ ہنری (دروازہ بند کردیتا ہے):- میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ چلی جاؤ، میں اُس سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔

(چھت کے اُوپر سے آواز آتی ہے):- تم نے خدا کو پابزنجیر کیا ہے! ایک خدا کو صلیب پر چڑھایا، میں دوسرا خدا ہوں، مجھے جلاد کے حوالے کیا۔

(فرش کے نیچے سے آواز آتی ہے):- بادشاہوں اور امیروں کو سولی دیدو، صرف میرے تو سل سے خلقت آزاد ہوگی۔

(دہنی طرف سے آواز آتی ہے):- بادشاہ کے سامنے سر جھکاؤ، اپنے مالک، اپنے خداوند کے سامنے، اپنے جائز ولی نعمت کے آگے گھٹنے ٹیکو۔

(بائیں جانب سے آواز آتی ہے):- ایک دُمدار ستارہ شعلہ بار، فضائے چرخ طے کررہا ہے، ..... یوم الغیظ آگیا!

OSMANIA UNIVERSITY

کاؤنٹ ہنری:- مریم اودھر دیکھو، پیاری مجھے پہچانتی ہو؟

کاؤنٹس :- کیا میں نے تم سے وفاداری کا عہد نہیں کیا جب تک موت ہم دونوں کو جدا نہ کر دے؟

کاؤنٹ ہنری :- مجھے اپنا ہاتھ دو، اُٹھو! اُٹھو! یہاں سے چلو!

کاؤنٹس :- اچھا! لیکن مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جاتا، رُوح نے تمام جسم سے کنارہ کیا، صرف دماغ میں جوش کھا رہی ہے۔

کاؤنٹ ہنری :- سواری موجود ہے، بس چند قدم چلنا ہوگا، میں تمہیں گود میں اُٹھا لوں گا۔

کاؤنٹس :- ذرا دیر میں تمہاری خدمت کے قابل ہو جاؤں گی۔

کاؤنٹ ہنری :- میں نہیں سمجھا۔

کاؤنٹس :- میں نے تین دن اور تین رات متواتر دُعا مانگی، آخر میرے خدا نے میری سن لی!

کاؤنٹ ہنری :- کیونکر معلوم ہوا کہ دُعا قبول ہوئی؟

کاؤنٹس :- جب تمہیں کھو بیٹھی تو میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ میں نے اللہ کو پکارا اور برابر دُعا مانگی، چھاتی کوٹی، سینے میں ایک متبرک شمع روشن کی، چوکی بھری اور چلائی کہ "اے میرے معبود مجھ پر الہام نازل کر تاکہ میرے اندر شاعری کا شعلہ فروزاں ہو!" بس تیسرے دن شاعرہ تھی!

کاؤنٹ ہنری : مریم!

کاؤنٹس :- ہنری مجھے پورا یقین ہے کہ اب تم اپنی مریم سے نفرت نہ کرو گے اور دونوں وقت ملتے اکیلا چھوڑ کر نہ چلے جایا کرو گے کیونکہ وہ شاعرہ ہے۔

کاؤنٹ :- میں تم کو کسی وقت اکیلا نہ چھوڑوں گا نہ دن کو نہ رات کو۔

کاؤنٹس :- تم دیکھو گے کہ قوت شاعری میں تمہاری ہم پلہ ہو جاؤں گی اور تمہارے شعروں کی

مگر کے شعر کہوں گی، ہر شئے کی حقیقت سمجھنے لگی ہوں، مجھے الہام ہوتا ہے اور اس کا جوہر الفاظ اور نغمہائے نغز میں ضیا بار ہوتا ہے میرے گیتوں میں سمندروں، ستاروں، بادلوں، لڑائیوں، اور آسمانوں کا ذکر ہوتا ہے . . . . . ہاں سمندروں اور ستاروں اور آسمانوں اور بادلوں کا . . . . . . مگر لڑائیاں؟ نہیں، میں نے کوئی لڑائی نہیں دیکھی، میرے منھ سے ایسی بات نکلی جس کا مجھے علم نہ تھا٭، ہنری! مجھے ایک دفعہ اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے چلو تاکہ آدمیوں کو دم توڑتے دیکھوں اور اُس منظر کی الفاظ میں تصویر کھینچوں . . . . . . شبنم، ماہتاب، لاشیں، سیاہ کلغیاں، مُردوں کے صندوق، تلواریں، کفن، خون، تابوت، جنازوں کے جلوس، ان سب کے گیت گاؤں گی . . . . . . فضائے نامحدود میرے گرد بساط آرا ہوگی حسن کو قریب و دور تلاش کرنے میں بلند ترین ستارے تک ہوا کو چیرتی ہوئی تیزی سے اُڑوں گی، عقاب کی طرح اُونچی ہوتی جاؤں گی، قرونِ ماضی پیچھے چھوٹ جائیں گے، تاریکی و بے ترتیبی و ہنگامہ مجھے گھیرے ہوں گے جن کے دھندلکے میں سبک پرواز ہونگی، ناتناہی قعروں سے، اس دنیا سے بھی زیادہ سیاہ دُنیاؤں سے گزرتی رہوں گی یہاں تک کہ ظلمت ولاشئے کی عمیق و نامحدود گہرائیوں میں غرق ہو جاؤں گی۔

کاؤنٹ ہنری:- یہ کیا قہر ہے؟

کاؤنٹس (گلے میں باہیں ڈال کر):- ہنری اب میں بہت خوش ہوں!

(فرش کے نیچے سے آواز آتی ہے) مشعل آفتاب گل ہو رہی ہے، ستارے اپنے محور سے الگ ہو گئے اور مجنونانہ طریقے سے ظلمت شب میں فراٹے بھر رہے ہیں، وَیل! وَیل!

کاؤنٹ ہنری:- یوم الحساب میرے سر پہ ہے!

٭ الہام کی مکمل تعریف ہے۔ اقبر

کاؤنٹس :- پیارے اُداس کیوں ہو؟ میرا دل کڑھتا ہے، اب کس چیز کی کمی ہے.....
مجھے ایک راز معلوم ہے جس کو سُن کر بہت خوش ہوگے۔

کاؤنٹ ہنری :- وہ کیا؟ جو تمہاری خوشی ہوگی وہی ہوگا۔

کاؤنٹس :- تمہارا لڑکا بھی شاعر ہوگا!

کاؤنٹ ہنری :- مریم! مریم!

کاؤنٹس :- جب پادری نے بپتسمہ دیا اور تم نے جو نام تجویز کیا تھا رکھا یعنی جارج اسٹینلا تو
میں اُس کی طرف دوڑی اور اپنی جان و روح سے اُس کو برکت دی، میں نے خدا سے
دُعائیں مانگ مانگ کر یہ تحفہ حاصل کیا ہے...... میں نے یہ بھی کہا کہ جارج تجھے
بددُعا دوں گی اگر شاعر نہ ہوا۔ ہنری میں تم سے کس قدر محبت کرتی ہوں!

(چھت کے اوپر سے آواز آتی ہے) :- پروردگار! وہ قابل عفو ہیں، وہ نہیں جانتے کہ کیا
کر رہے ہیں۔

کاؤنٹس :- سنو! کیا تم نے سُنا؟ یہ شخص یقیناً فاترالعقل ہے۔ کیا یہ بڑی حیرت کی بات نہیں کہ
لوگ دیوانے ہو جائیں؟

کاؤنٹ ہنری :- بے شک حیرتناک امر ہے۔

کاؤنٹس :- وہ نہیں جانتا کہ کیا بک رہا ہے لیکن میں تمہیں بتا سکتی ہوں کہ اگر خدا دیوانہ ہو جائے
تو کیا ہو۔ دنیائیں فضائے بسیط میں اپنا اپنا راستہ بھول جائیں گی اور اُوپر چڑھتی چلی
جائیں گی پھر نیچے اُتریں گی اور آپس میں ٹکرائیں گی، ذلیل سے ذلیل شخص، حقیر سے حقیر
کیڑا بھی خدائی کا دعویٰ کرے گا، پھر سب فنا ہو جائیں گے اور ان کی لاشیں سڑیں گی،
دُمدار ستارے اور آفتاب سب بجھ جائیں گے، مسیح بھی ہماری حفاظت نہ کریں گے

.... اپنے خوں آلود ہاتھوں کو بڑی بڑی کیلوں سے جو اُن میں پیوست ہیں
نوچ لیں گے اور اپنی صلیب کو بے پایاں تاریکی میں پھینک دیں گے، اُسی کے ساتھ بے شمار
ارواح کی اُمیدوں کا خاتمہ ہو جائے گا ....
دیکھو، دیکھو! صلیب ستاروں سے ٹکراتی، اُچھلتی، کودتی، جھل جھل کرتی گری اور گر کر پاش
پاش ہو گئی، اُس کے برباد شدہ ٹکڑے ہر طرف بکھرے اور وہ خاک اُڑی کہ سنسار پر
اندھیرا چھا گیا...... صرف حضرت مریم مشغول دُعا ہیں جو ستارے ان کے تابع
تھے اب تک اپنے عہد پر قائم ہیں لیکن تمام ڈھانے والی دُنیاؤں کے ساتھ ان کا تباہ
ہونا بھی لازم ہے ...... مسیح نے اپنی صلیب پھینک دی اور خدا دیوانہ ہے!

کاؤنٹ ہنری :- مریم کیا تمہیں اپنے بچے کو دیکھنے کی بھی چونپ نہیں؟ چلو، گھر چلو!

کاؤنٹس :- وہ وہاں نہیں ہے، میں نے اُس کے پر لگا کر تمام عالم کی سیر کو روانہ کر دیا ہے تاکہ
ہر خوفناک اور رفیع اور عظیم چیز کا سراغ لگائے، میں نے اُس کو سمندروں اور بادلوں میں
غوطہ..... ایک نہ ایک دن واپس آکر تمہارا دل خوش کرے گا.....اُف!

کاؤنٹ ہنری :- مریم تمہیں کیا تکلیف ہے؟

کاؤنٹس :- کسی نے میرے دماغ میں ایک لمپ لٹکا دیا ہے، وہ ہلتا اور لپ لپ کرتا ہے،
میرے حواس ٹھکانے نہیں ہیں، اُف! اُف!

کاؤنٹ ہنری :- میری جان! اپنے دل کو سنبھالو۔

کاؤنٹس :- کوئی شاعر ہو کر زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہ سکتا (غش آ جاتا ہے)

کاؤنٹ ہنری :- مدد! مدد! ڈاکٹر کو جلد بھیجو!

(بہت سی عورتیں داخل ہوتی ہیں جن میں ڈاکٹر کی بیوی بھی ہے)

ڈاکٹر کی بیوی :- گولیاں! سفوف! افسوس کوئی دوا حلق سے نہیں اُترتی۔ مارگریٹ! دوڑ دیکھ ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں (کاؤنٹ سے) یہ آپ کا قصور ہے، آپ نے اُس کی حالت اور زیادہ خراب کر دی، میرا شوہر مجھ پر بہت خفا ہوگا۔

کاؤنٹس :- ہنری! خدا حافظ!

ڈاکٹر کی بیوی :- تو آپ ہی کاؤنٹ ہیں؟

کاؤنٹ ہنری :- مریم! مریم! (آغوش میں لے کر بار بار بوسے لیتا ہے)

کاؤنٹس :- پیارے میں اچھی ہوں، دم تیرے سینے پر نکل . . . . . تا (منکا ڈھل جاتا ہے)

ڈاکٹر کی بیوی :- چہرہ تمتایا ہوا ہے، خون کا دوران سر کی طرف ہے۔

کاؤنٹ ہنری :- کوئی اندیشہ نہیں، کچھ نہ ہوگا . . . .

ڈاکٹر (کوچ کے پاس آکر کھڑا ہوتا ہے) :- آپ نے سچ کہا، اُس میں کچھ نہیں رہا، روح پرواز کر گئی، مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا!

تیسرا وقفہ

مرکب خاک و آتش (از فاؤسٹ گیٹے)

بچے! تو اپنے کھلونوں سے کیوں نہیں کھیلتا؟ کیوں بید کا گھوڑا بنا کر سرپٹ نہیں دوڑتا؟ چکیلے پردوں کی تتلیاں کیوں نہیں پکڑتا؟ اُن کی آخری ضیا کا مشاہدہ کیوں نہیں کرتا؟ گھاس پر کیوں نہیں اُچھلتا، کودتا اور قلابازیاں کھاتا؟ تنگ پائے کیوں نہیں چڑاتا؟ سیب کے درختوں کو کیوں نہیں لوٹتا؟ حروف تہجی کو آنسوؤں سے تر کیوں نہیں

کرتا! اے خرگوشوں، کتوں، شہد کی مکھیوں، پروانوں، پھولوں، گولیوں، کنکووں اور لٹوؤں کے بادشاہ! چڑیوں اور کٹھ پتلیوں کے شاہی مُربّی! اے بے گناہ شرارتوں کے مجرم! اپنی سلطنت سے کیوں دست بردار ہوا؟ شاعر کے فرزند! اس قدر غمگین کیوں ہے؟ تو اس بھیس میں بالکل فرشتہ معلوم ہوتا ہے، تیری نیلگوں آنکھوں میں کیا معنی پنہاں ہیں؟ وہ زمین کی طرف کیوں جھکی رہتی ہیں؟ کیا سرنگوں پلکیں بار رہیں؟ اُن سے اس قدر حسرت کیوں ٹپکتی ہے حالانکہ گنتی کے موسم ہائے بہار اور ان کے اُودے اُودے پھولوں کا نظارہ کیا ہے، تیرا سر ننھے ننھے سفید ہاتھوں میں لنگر کی طرح کیوں ڈوبا رہتا ہے جس طرح چھوٹے چھوٹے سفید پھول شبنم کے بوجھ سے کچلتے ہیں۔ پُر اسرار خیالات کا تیری پیشانی پر وزن معلوم ہوتا ہے! مجھے بتا کہ تو کیا دیکھتا، سنتا اور کس سے باتیں کیا کرتا ہے کیونکہ تیرے زرد رُخسار دفعتاً دمکنے لگتے ہیں جس طرح گلاب کا پھول سرشار خسار! تو اپنے سنہری بالوں کو جھٹک کر ماتھے سے ہٹاتا اور آسمان کی طرف بغور دیکھتا ہے اُس وقت ہلکی اور متحرک شکنیں کسی نامعلوم تیلے سے تیری پیشانی پر ایک زندہ جال بنتی ہیں، نیلی رگیں نمایاں ہیں مگر وہ مجھے نظر نہیں آتے جن سے پیدا ریشم سا جلد جلد رنگ بدلنے والا کیڑا تیار ہوتا ہے اُسی کے ساتھ تیری آنکھوں میں ایک عجیب شعلہ چمکا کرتا ہے جس کا مخزن کوئی دریافت نہیں کرسکتا۔ تیری دایہ پکارتی ہے اور تو نہیں سنتا۔ بے چاری کو خیال ہوتا ہے کہ تو اُس سے محبت نہیں کرتا اور زار زار روتی ہے۔ تیرے رشتے کے بھائی اور دوست آوازیں دیتے ہیں مگر تو جواب نہیں دیتا اُنھیں شک ہوتا ہے کہ تو عمداً متوجہ نہیں ہوتا۔ تیرا باپ منھ سے کچھ نہیں کہتا مگر خاموشی اور افسوس کے ساتھ ٹکٹکی باندھے تیری صورت دیکھا کرتا ہے۔ اُس کی آنکھیں ڈبڈباتی اور پپوٹے بھر بھرا جاتے ہیں مگر آنسو نہیں ٹپکتے، شاید اُسے

بہکر اس کے دل پر گرتے ہیں۔

ڈاکٹر تیری نبض دیکھ کر اعصابی کمزوری تجویز کرتا ہے، تیرا ضعیف منہ بولا باپ تیرے لئے مٹھائی لاتا اور پیٹھ ٹھونک کر کہتا ہے کہ جا سچ تو اپنے ملک کا نامور مدبر ہوگا پروفیسر تیرے گھونگروالے بالوں میں انگلیاں دوڑا کر کہتا ہے کہ تجھ میں سائنس کی استعداد ہے، فقیر جس کی طرف سے تو کبھی نہیں گزرا اگر کچھ نہ کچھ بطور خیرات ضرور دیا تیری خاطر خوبصورت بیوی اور بہشتی تاج کی پیشین گوئی کرتا ہے۔ لنگڑا سپاہی تجھے ہوا میں اچھال کر کہتا ہے کہ تو فوج کا جنرل ہوگا۔ خانہ بدوش کاہن تیرے چہرے کو غور سے دیکھتا اور تیرے نازک ہاتھوں کی لکیروں سے تیرا مستقبل دریافت کرنا چاہتا ہے مگر بے سود! آخر حسرت بھری نگاہوں سے تیری طرف مڑ مڑ کر دیکھتا اور ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہوا چلا جاتا ہے، جو سونے کا سکہ تو اُسے دیتا ہے قبول نہیں کرتا۔ مقناطیسی قوت کے ماہر نے تیرے آفتاب کے مانند درخشاں بالوں اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا، تو نے اُس کی طرف حیرت سے دیکھا، وہ خوف زدہ ہو کر ٹھہر گیا کیونکہ ایسا محسوس ہوا کہ بجائے تیرے وہ معمول ہے اور سویا جاتا ہے

فادر بنجامین تیاریاں کر رہے تھے کہ تو اُن کے سامنے اپنی خطاؤں اور لغزشوں کا اعتراف کرے اُن کا کیا حال ہوا؟ بے اختیار دل چاہتا تھا کہ تیرے آگے سر نیاز جھکائیں گویا تو کوئی مقدس مجسمہ ہے۔

ایک مرتبہ کسی مصور نے دیکھ لیا جب تو غصے میں اپنے ننھے ننھے پاؤں فرش پر پٹک رہا تھا۔ اُس نے روزنامچہ کی تصویر میں تجھے اُس کمسن فرشتے کی جگہ دی جو منحرف ہوگیا تھا۔

تو بہت جلد بڑھ رہا ہے اور ہر گھڑی تیری دلربائیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ تیری خوبصورتی بچوں کی گلاب اور برف کی آمیختہ خوبصورتی نہیں ہے بلکہ بدیع و پُر از رمز خیالات کا وہ روحانی حُسن ہے جو نادیدہ دنیاؤں سے ودیعت ہوا ہے۔ تیرے رخسار زرد ہیں، آنکھوں سے افسردگی ٹپکتی ہے، پلکیں زمین کی طرف گڑی رہتی ہیں، سینہ تنگ ہے، تاہم جو تجھے دیکھتا ہے پاگل ہو جاتا ہے اور فرطِ حیرت سے کہتا ہے:۔

"کس قدر حسین ہے یہ بچہ! فرشتہ معلوم ہوتا ہے!"

اگر کسی پھول میں جو مرجھا چلا ہو قدرت اپنی سانس اور نورانی روحانیت پھونک دے اور اُس کی ہر سرنگوں پنکھڑی سے قطرات شبنم کی جگہ فرشتوں کے خیالات آویزاں کرے تو اے بچے ایسا پھول تجھ سے بہت مشابہ ہوگا!

شاید بہشت میں قبل زوال آدم ایسے ہی شگوفے کھلتے تھے!

پہلا نظارہ

(کاؤنٹ ہنری اور جارج گورستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھے ہیں)

کاؤنٹ ہنری:۔ اے فرزند سر برہنہ ہو جاؤ اور دُعا کرو کہ تمہاری مادر مرحومہ کی روح کو قرار آئے۔

جارج:۔ مژدہ انبساط اُس مریم کو جو مجموعۂ حُسن و خلق تھی! مژدۂ انبساط اُس ملکہ کو جو پھولوں کی نکہت اور چشموں کی روانی . . . . . .

کاؤنٹ ہنری:۔ بیٹا دُعاؤں کے بول بھول گئے اور اپنے دل سے جوڑ رہے ہو؟ جارج اپنی ماں کے لئے دعا مانگو جو آج سے پورے دس برس پہلے عین عالم شباب میں اس دُنیا سے اُٹھ گئی۔

جارج:۔ مژدۂ انبساط اے خوشخو مریم! تو خدا کے جمال سے معمور ہے اور فرشتے برکت

دیتے ہیں۔ جب تو فضائے چرخ سے خراماں گزرتی ہے تو اپنے چمکدار بازوؤں سے
قوس قزح کے ہمرنگ پر نوچ نوچ کر تیرے قدموں پہ نثار کرتے ہیں تو اس طرح چلتی ہے گویا
دوش موج پہ سوار ہے۔

کاؤنٹ ہنری :۔ جارج ! جارج !

جارج :۔ ابا جان ناراض نہ ہوجیئے یہ خیالات جوش کھا کھا کر میرے دماغ کو صدمہ پہنچاتے
ہیں، میں اُن کے اظہار پر مجبور رہوں۔

کاؤنٹ ہنری :۔ جارج اُٹھو، ایسی دُعائیں درِ قبول تک نہیں پہنچتیں، تمہیں اپنی والدہ یاد نہیں
لہٰذا اُن سے محبت بھی نہیں۔

جارج :۔ ابا جان، میں اُنہیں اکثر دیکھتا ہوں۔

کاؤنٹ ہنری :۔ دیکھتے ہو! کہاں؟

جارج :۔ خواب میں۔ لیکن بالکل خواب میں بھی نہیں بلکہ سونے سے پہلے۔ کل ہی دیکھا تھا۔

کاؤنٹ ہنری :۔ بیٹا، کیسی باتیں کرتے ہو۔

جارج :۔ وہ زرد اور لاغر تھیں۔

کاؤنٹ ہنری :۔ تم سے کیا باتیں کیں؟

جارج :۔ معلوم ہوتا تھا نامحدود ظلمت میں گامزن ہیں، خود اُن کا رنگ سفید تھا، کل رات کو
میرے سامنے گائیں! گیت مجھے یاد ہے، کہیے تو سُناؤں؟ (گاتا ہے)

دہر میرا فرش پا انداز ہے	تا ثریا ایک ہی پرواز ہے
سیر بے نغمی و تاریکی رہی	روشنی کی اور تناسب کی کبھی
غور سے نغمے ملائک کے سُنے	بول اُن کے یاد رکھے اس لئے

وہ لب و لہجہ سکھاؤں تجھ کو میں　　جو سنوں اُن سے سناؤں تجھ کو میں
میں تلاشِ حسن میں سرگشتہ ہوں　　تاکہ اے دلدار تجھ کو ہدیہ دوں
ملتی ہیں مجھ کو جہاں روحیں عظیم　　عرش کے پائیں، سرا باغِ نعیم
منتیں کرتی ہوں اُن کی، دو مجھے　　رنگ جو قوسِ قزح میں ہیں بھرے
اُن سے کمتر روحوں سے یہ ہے سوال　　کس طرح ممکن ہے تجدیدِ مثال
نور و ظلمت کی نقیضیں کھول دو　　راز جو پنہاں ہیں اُن میں کھول دو
گیت فردوسِ بریں سے لونگی میں　　لال میرے! لا کے تجھ کو دونگی میں
زمزمہ گو اُن میں، زیر و بم بھی ہے　　چھوٹ بھی ہے، دون بھی، مدہم بھی ہے
اور گانوں سے ہیں تانیں مختلف　　تال، سم، سرگم، اُٹھانیں مختلف
ہے نیا پھیلاؤ، نیا ر اِرکھ رکھاؤ　　اور ہی سمبندہ اور ہی کچھ سبنھاؤ
چھیڑے جاتے ہیں بقا کے ساز پر　　رقص کرتی ہے فضائے نیلوفر
اس لئے ان تحفوں کی ہے جستجو　　ہے یہی حسرت، یہی ہے آرزو
اے مرے فرزند تو شاعر بنے　　بن کے شاعر باپ کا دل موہ لے
جاگزیں دل میں تری اُلفت رہے　　بھول کر تجھ سے نہ وہ نفرت کرے

آپ نے دیکھا؟ میری اچھی اماں مجھ سے باتیں کرتی ہیں اور جو کچھ کہتی ہیں مجھے یاد رہتا ہے! ابا جان میں جھوٹ نہیں بولتا۔

کاؤنٹ ہنری (مقبرہ کے ایک ستون کا سہارا لیکر) :۔ مریم! کیا اپنے حسین فرزند کو فنا کر دے گی اور مجھے اپنی اور اُس کی مفارقت کے صدمہ سے کچل ڈالے گی؟

---

۵ بروزن فعلن عروض کی بحث معاف۔ اثرؔ

میں کیا یک رہا ہوں، وہ بہشت میں ویسی ہی محفوظ و مطمئن ہے جیسی اس دُنیا میں نیک اور پاکدامن تھی۔ میرا غریب جارج خواب دیکھتا ہے۔

جارج:۔ اس وقت بھی ان کی آواز سُن رہا ہوں مگر صورت نہیں دکھائی دیتی۔

کاؤنٹ ہنری:۔ کہاں؟ آواز کس سمت سے آرہی ہے؟

جارج:۔ اُن صنوبر کے درختوں سے جو آفتاب کی آخری شعاعوں میں چمک رہے ہیں (گاتا ہے)

تری روح کو میں چھکاتی ہوں پیارے		محبت سے طاقت سے موسیقیت سے
وہ طرہ جبیں پر سجاتی ہوں پیارے		کہ جس میں ہیں سب پھول زینت کے

بصارت اگر تیری ہو جائے زائل		وہ شکلیں نظر تجھ کو آتی رہیں گی
کہ جو عالم قدس میں بھی ہیں شاغل		ترے من کو ہر دم لُبھاتی رہیں گی

فرشتوں سے منسوب ہیں آسماں پر		زمیں پر اُنہیں حُسن کہتے ہیں انساں
حفاظت کریں گے تری جان مادر		مصیبت میں ہرگز نہ ہونا پریشاں

مرے پیارے جس دن تو پیدا ہوا تھا		اُسی روز یہ عہد میں نے کیا تھا
ترے باپ کا راز دل پا لیا تھا		اُسے جو تھا مد نظر کھل گیا تھا

کسی طرح بیدار ہو روح تیری		یہی سعی میری یہی آرزو تھی
کہ تجھ سے ہوں وابستہ امیدیں کیا		خموشی میں دل سے یہی گفتگو تھی

بھڑکتا رہے تیری اُلفت کا شعلہ | نہ آئے کبھی فرق تیزی میں اصلا
دل اُس کا ہمیشہ کو ہوجائے تیرا | مرے ننھے شاعر پڑھے تیرا کلمہ

کاونٹ ہنسری:- کیا فانی انسانوں کے آخری جذبات بعد مرگ بھی زندہ رہتے ہیں اور اُن کے دائمی وطن میں اُن کو ایذا دیتے ہیں؟ کیا مبارک روحیں بہشت میں بھی آمادۂ سودا رہتی ہیں؟ اور اے خدا اُن کی جگہ تیرے فرشتوں میں ہوتی ہے؟ کیا جنون بھی جزوِ بقا ہے؟

جارج:- اُن کی آواز بتدریج دہیمی ہوتی جاتی ہے۔ قبرستان کی دیوار کے پاس ختم ہوگئی، ابا جان اُس جگہ .... (کان لگا کر سنتا ہے) پھر وہی الفاظ دُہرا رہی ہیں:-

بھڑکتا رہے تیری اُلفت کا شعلہ | نہ آئے کبھی فرق تیزی میں اصلا
دل اُس کا ہمیشہ کو ہوجائے تیرا | مرے ننھے شاعر پڑھے تیرا کلمہ

کاونٹ ہنسری (زانو ٹیک کر):- اے خدا میرے معصوم بچے پر رحم کر! کیا تو نے غضبناک ہو کر اس کے لئے بھی بیماری و دیوانگی و مرگ بے ہنگام مقدر کی ہے؟ آہ! اُس کو عقل و ہوش سے محروم نہ کر، اُس معبد کو خالی نہ چھوڑ جو تو نے تعمیر کیا ہے، اُس مقدس زیارت گاہ کو جو تیرا ہی تو ہے۔ میرا اضطراب روحانی دیکھ! اس فرشتے کو شیاطین جہنم کے سپرد نہ کر! میں اپنے واسطے دُعا نہیں مانگتا کیونکہ تو نے مجھے جذبات و خیالات کا بار اٹھانے کی طاقت دی ہے، لیکن اُس پر ترس کھا، اُس ضعیف و ناتواں ہستی پر جس کے نازک رشتۂ حیات کو صرف ایک شعاع تخیل قطع کردے گی۔ اے خدا! اے میرے خدا! دس برس کی طویل مدت میں مجھے ایک ساعت اطمینان نصیب نہیں ہوا، لوگوں کو میری ظاہری فراغت پر رشک ہوتا ہے، وہ نہیں جانتے کہ عذاب روحانی

کے ذریعے خونی برف کی طرح میری ہلاکت کے درپے ہیں، تاریک وسوسے، توہمات

آلام . . . . تو نے میرے حواسوں کو مالا مال مگر دل کو

بے حس کر دیا، پتھر کا بنا دیا، تیری تمام نعمتیں میرے دماغ کے واسطے تھیں، میری

خنک اور منجمد ہونے والی رُوح کے لئے کچھ نہ تھا! اتنی مہلت دے کہ اپنے فرزند کے

ساتھ دل کھول کے محبت کر لوں . . . . آج خالق و مخلوق میں معاہدۂ

امن ہو جائے (ایستادہ ہو کر)

اے فرزند اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا اور میرے ساتھ آ۔ تیری ماں

کی روح کو سکون دائمی نصیب ہو!

دوسرا نظارہ

(سیر گاہ عالم، مرد اور عورتیں ٹہل رہی ہیں، ایک فلسفی اور کاؤنٹ ہنری)

فلسفی :۔ مجھے کامل یقین ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے لہٰذا اس امر کے دوبارہ اعلان کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ وہ وقت قریب آگیا جب حبشی اور عورتیں غلامی سے آزاد ہونگی!

کاؤنٹ ہنری :۔ آپ کا خیال درست ہے۔

فلسفی :۔ علاوہ بریں طرز معاشرت میں عمومی اور خصوصی تغیر رونما ہونے سے میں استنباط کرتا ہوں کہ قتل و قمع اور اصول قدیمہ کی بربادی کے بعد نسل انسانی بہتر حالت میں نظر آئے گی۔

کاؤنٹ ہنری :۔ کیا آپ کا ایسا خیال ہے؟

فلسفی :۔ جس طرح ہمارا کرۂ ارض اپنے محور پر لہراتا ہوا گردش کرتا اور کبھی بلند کبھی پست

ہوتا ہے اُسی طرح متواتر انقلابات کے ذریعے سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کاؤنٹ ہنری (بات کاٹ کر) :۔ کیا آپ اُس کھوکھلے درخت کو دیکھتے ہیں ؟

فلسفی :۔ وہ جسکی نچلی شاخوں میں نئی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں ؟

کاؤنٹ ہنری :۔ جی ہاں وہی ، کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُس درخت کی مدت اب کتنی ہے ؟

فلسفی :۔ میں کیا جانوں ۔ شاید ایک یا دو سال ۔

کاؤنٹ ہنری :۔ اس کی جڑیں خشک ہو گئی ہیں تاہم چند ہری پتیاں نکل آئی ہیں ۔

فلسفی :۔ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے ؟

کاؤنٹ ہنری :۔ کچھ نہیں بجز اس کے کہ یہ درخت ضرور گریگا اور جلا دیا جائیگا کیونکہ اندر سے خالی ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کی لکڑی خراد پر چڑھا کر کوئی کار آمد چیز بنائی جائے ۔

فلسفی :۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مضمون زیر بحث سے اس کو کیا تعلق ہے ۔

کاؤنٹ ہنری :۔ حضور معاف ! یہ درخت آپ کی ، آپ کے مقلدین ، آپ کے معتقدات ، اور اس موجودہ صدی کی مثال ہے !

(دونوں ٹہلتے ہوئے آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں)

تیسرا نظارہ

(پہاڑوں میں ایک درہ ، کاؤنٹ ہنری تنہا ہے)

کاؤنٹ ہنری :۔ میں نے سالہا سال تھکانے والی سعی و کاوش کی کہ علم کا آخری مقصد دریافت کروں ، رموز فطرت و دُنیائے جذبات و تخیلات کی عقدہ کشائی کروں اور اسرار قسمت

سمجھوں مگر دل کی گہرائیوں میں قبر کی بے معنی تاریکی کے سوا کچھ نظر نہ آیا، مجھے تمام احساسات انسانی کے نام معلوم ہیں مگر محسوس کچھ نہیں ہوتا۔ میری روح میں اُمید و عقیدت و محبت کی جلوہ گری نہیں، البتہ چند دھندلے شبہات اب تک اس ویرانے میں خاک بسر ہیں، میں جانتا ہوں کہ میرا فرزند بہت جلد نابینا ہو جائے گا، میں جانتا ہوں کہ یہ سوسائٹی جس کی ایک فرد ہوں متزلزل اور معرض ہلاک میں ہے۔ میں اتنا ہی ناشاد ہوں جتنا خدا خوش ہے یعنی میرا غم بھی مجھی تک محدود اور مجھی میں محصور ہے!

فرشتۂ محافظ کی آواز:۔ اپنے مایوس و گرسنہ بھائیوں کی امداد کر، اُن کو تشفی دے، اپنے ہمسائے سے اُتنی ہی محبت کر جتنی اپنے آپ سے کرتا ہے۔ اسی میں تیری نجات ہے۔

کاؤنٹ ہنری:۔ یہ کون بولا؟

شیطان (زہرو کے بھیس میں):۔ یہ آپ کا ناچیز خادم ہے۔ بعض اوقات آواز بدل کر گفتگو کرتا اور دل بہلاتا ہوں، اسی تدبیر سے لوگ میری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ فطرت نے مجھے یہ ہنر عطا کیا ہے۔

کاؤنٹ ہنری (اپنی ٹوپی چھو کر):۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت میں نے پہلے کبھی دیکھی ہے، کسی قدیم تصویر یا کتاب میں۔

شیطان (علیحدہ):۔ کاؤنٹ کا حافظہ بہت قوی ہے!

کاؤنٹ ہنری:۔ خدا ہمیشہ اور ہر حال میں قابل ستائش ہے[ع۵]۔ آمین!

شیطان (چٹانوں کے درمیان غائب ہو کر):۔ لعنت اس پر اور اس کی حماقت پر[۵]!

ع۵ پولینڈ میں جہاں سے اس ڈرامے کا تعلق ہے عام طریقۂ سلام یہی ہے۔ مترجم

۵ مسلمانوں کا بھی عقیدہ ہے کہ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے۔ مترجم

کاؤنٹ ہنری :- غریب لڑکے تیری بصارت ہمیشہ کے لئے چھین لی گئی کیونکہ تیرے باپ نے گناہ کیا اسی سبب سے تیری ماں مخبوط الحواس ہوگئی، تجھ میں کوئی جذبہ نہیں لہٰذا نامکمل ہے، تیری زندگی بعید از قیاس خواب وخیال میں بسر ہوتی ہے، تیری قسمت میں عمر طبیعی تک پہنچنا نہیں لکھا ہے، تو زمین پر فرشتے کا سایہ ہے، توہمات تیرے محرک ہیں، غموں نے تجھ کو ہدف بنایا ہے . . . . کیسا قوی ہیکل عقاب اس چٹان سے اڑا جہاں اجنبی غائب ہوا تھا!

عقاب :- تجھے مژدہ! تجھے مژدہ!

کاؤنٹ ہنری :- وہ میری طرف اڑتا ہوا آرہا ہے، میرے کانوں میں اس کے بڑے بڑے پروں کی آواز آرہی ہے اور میرے دل میں وہ جوش پیدا ہو رہا ہے جو ہنگام کارزار گولیوں کی باڑھ سے پیدا ہوتا ہے!

عقاب :- کھینچ اُس تلوار کو جو کبھی تیرے بزرگوں کے ہاتھ میں تھی - اُن کی شان و اقتدار قائم رکھ!

کاؤنٹ ہنری :- اُس کے سیاہ پر سایہ فگن ہو کر میرے خون میں آگ لگا رہے ہیں، اُس کی مبہوت کرنے والی آنکھیں میری آنکھوں میں گھسی جاتی ہیں - اخاہ! اب میں نے پہچانا!

عقاب :- کبھی اطاعت نہ کرنا، مایوس و پسپا نہ ہونا، تیرے دشمن، ذلیل، مغلوب ہو کر خاک پھانکیں گے -

کاؤنٹ ہنری :- کیا غائب ہوگیا؟ اس چٹان سے جو ہماری ملاقات کا شاہد ہے تجھے سلام کرتا ہوں -

جو کچھ بھی ہو، مستقبل سچ ہو یا غلط، فتح ہو یا شکست، اے پیک عظمت میں

تیرا اعتبار کرتا ہوں! اے ماضی کی مجموعی صولت میری مددگار ہو۔ اگر اپنے پیدا کرنے والے کے پاس چلی گئی ہے تو بھی پلٹ آ، مجھ میں حلول کر اور خیال و قوت و عمل بن کر میری رگوں میں دوڑ (ایک سانپ کو کچل کر) فنا ہو، اے کیڑے فنا ہو! جس طرح تجھ کو روندنے پر سینۂ فطرت سے آہ نہیں نکلی اُسی طرح وہ سب نیست و نابود ہوں گے اور کوئی رونے والا نہ چھوڑ جائیں گے۔ کیسی یاد اور کہاں کی شہرت! ان رواں دواں بادلوں میں بھی کوئی ایک لمحہ توقف کر کے ان فرزندان خاک کی تباہی کو بنظر ترحم نہ دیکھے گا جن کو میں ہلاکت عام کے سپرد کروں گا .... پہلے وہ فنا ہوں گے .... پھر میں!

اے نامحدود سیال فضائے چرخ جو تیلی دنیا پر چھائی ہوئی ہے میں طفل نوزائیدہ کی طرح روتا چلا آتا اور سسکیاں بھرتا ہوں لیکن تو جس تک کسی کا گزر نہیں نہ تو سنتی ہے نہ خبر لیتی ہے، کوئی جس قدر چاہے فریاد و زاری کرے تو ہمیشہ بحر ناپیدا کنار سے ہمکنار ہونے کو متلاطم ہے۔ رخصت! اے مادر فطرت، رخصت! میں چلا! اپنے بھائیوں کے خلاف مردانہ وار اعلان جنگ کروں گا!

چوتھا نظارہ

(محل کا کمرہ، کاؤنٹ ہنری، جارج اور طبیب)

کاؤنٹ ہنری :۔ اب تک تمام سائنس ناکام رہا، آخری اُمید آپ سے وابستہ ہے۔

طبیب :۔ آپ اس سے زیادہ میری عزت کرتے ہیں جس کا مستحق ہوں

کاؤنٹ ہنری :۔ جارج بتاؤ کیا حال ہے اور کیا محسوس کرتے ہو؟

جارج :۔ ابا جان! آپ کی صورت نہیں دکھائی دیتی نہ اُن بزرگ کو دیکھ سکتا ہوں جن سے آپ مخاطب
ہیں، روشن چنگاریاں اور سیاہ دھاگے میرے آنکھوں کے سامنے متصل گزر رہے ہیں
کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چمکدار سانپ نکلا، کبھی سنہرا بادل جو پستی سے بلندی اور بلندی
سے پستی کی طرف آتا جاتا ہے، ایسی صورت میں قوس قزح پیدا ہوتی ہے، بعض وقت یہ
سب چیزیں غائب ہو جاتی ہیں اور صرف اندھیرا رہ جاتا ہے۔ ابا جان مجھے کوئی تکلیف
نہیں نہ درد محسوس ہوتا ہے،

طبیب :۔ ماسٹر جارج اس محراب کے سامنے میں آؤ۔ تمہاری عمر کیا ہے؟

جارج :۔ پندرھواں سال ہے۔

طبیب :۔ روشنی کی طرف آنکھیں پھیرو (معائنہ کرتا ہے)

کاؤنٹ ہنری :۔ کہئے کیا اُمید ہے؟

طبیب :۔ ڈھیلے سالم ہیں، آنکھوں کی سفیدی صاف ہے، نسیں اور پٹھے مطلق کمزور نہیں،
نیلاہٹ گہری اور بے داغ ہے، رگیں بھی ویسی ہیں جیسی ہونا چاہئے (جارج سے) گھبراؤ
نہیں بہت جلد اچھے ہو جاؤ گے (کاؤنٹ ہنری سے علحدہ)
کوئی اُمید نہیں، پٹوں کو دیکھئے۔ روشنی کا اثر نہیں ہوتا، بصارت کی نس
بالکل مُردہ ہو گئی۔

جارج :۔ ہر شئے پر ایک سیاہ بادل چھایا ہوا ہے۔

کاؤنٹ ہنری (علحدہ) :۔ آہ بالکل سچ ہے! آنکھیں کھلی ہوئی اور روشنی کی طرف ہیں مگر
کچھ نہیں دیکھتیں، نیلی اور بے جان ہیں۔ مردہ!

جارج :۔ ابا جان آنکھیں کھلی رکھنے کے بجائے اگر بند کرتا ہوں تو زیادہ دکھائی دیتا ہے۔

طبیب (کاؤنٹ ہنری سے):۔ آپ کو بہت ہوشیار رہنا چاہیے، لڑکے کے دماغ نے اُس کے جسم کو ہلاک کر دیا ہے اور سکتے کا اندیشہ ہے۔

کاؤنٹ ہنری:۔ ڈاکٹر صاحب اُسے اچھا کر دیجئے اپنی نصف جائداد نذر کروں گا۔

طبیب:۔ جو چیز فنا ہو گئی اس کا احیا نہیں ہو سکتا (لکڑی ٹوپی اٹھا کر) میری ہمدردی قبول کیجئے ابھی نہ جاتا مگر ایک مریضہ کی آنکھ قدح کرنا ہے۔ خدا حافظ!

کاؤنٹ ہنری:۔ برائے خدا ٹھہریئے شاید کوئی سبیل نکلے۔

طبیب:۔ آپ شاید اس بیماری کا نام جاننا چاہتے ہیں؟

کاؤنٹ:۔ کیا کوئی اُمید نہیں؟

طبیب:۔ ہم لوگ اس مرض کو یونانیوں کے اتباع میں "اماروسس" (زوال بصارت) کہتے ہیں (رخصت ہوتا ہے)

کاؤنٹ (جارج کو گلے لگا کر):۔ میرے بیکس جارج! کیا کچھ دکھائی دیتا ہے؟

جارج:۔ ابا جان صرف آپ کی آواز سُنائی دیتی ہے!

کاؤنٹ:۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے، کھڑکی میں سے دیکھو، کچھ نظر آتا ہے؟

جارج:۔ میری آنکھوں کے ڈھیلوں اور پپوٹوں کے درمیان بہت سی چیزیں متحرک ہیں، جو مقام اور شکلیں میں نے دیکھیں یا کتابیں پڑھی ہیں۔۔۔۔۔۔۔

کاؤنٹ (آس باندھ کر):۔ تو تم دیکھ سکتے ہو؟

جارج:۔ ابا جان روح کی آنکھوں سے، جسمانی آنکھیں جواب دے گئیں۔۔۔۔۔ اب ان سے کبھی نہیں دیکھ سکتا۔

(دُعا کے قصد سے جھک کر۔۔۔۔۔۔ لیکن تھوڑے سوچ کے بعد ھرا

ہو جاتا ہے)۔ کس کے آگے سرنیاز خم کروں؟ کس سے اس غم کی تلافی چاہوں جو میرے فرزند کو ہلاک کر دے گا .... یہی مناسب ہے کہ ہر مصیبت خاموشی سے برداشت کی جائے .... خدا ہماری دعاؤں کا اور شیطان کوسنوں کا مضحکہ اڑاتا ہے۔

ایک آواز :۔ تیرا لڑکا شاعر ہے اور کیا چاہتا ہے؟

پانچواں نظارہ

(محل کا ایک کمرہ، طبیب اور منھ بولا باپ)

منھ بولا باپ :۔ نابینا ہونا سخت مصیبت ہے۔

طبیب :۔ اور اتنی کم عمر میں غیر معمولی!

منھ بولا باپ :۔ یہ لڑکا ابتدا سے کمزور تھا اور اس کی ماں انتقال کے وقت .... اُس کا دماغ (انگلی سے اپنی پیشانی چھوتا ہے)

طبیب :۔ اُس کی ماں نے کس حالت میں قضا کی؟

منھ بولا باپ :۔ قدرے ..... اُس کا دماغ بالکل صحیح نہ تھا۔

کاؤنٹ ہنسری (داخل ہوتا ہے) :۔ معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو ناوقت تکلیف دی لیکن کچھ عرصہ سے میرا غریب فرزند راتوں کو جاگ اُٹھتا اور اس طرح چلتا ہے جیسے کوئی خواب میں چلے، ڈاکٹر صاحب ملاحظہ کیجئے۔ میرے ساتھ آیئے۔

طبیب :۔ حاضر ہوں، عجب معاملہ ہے!

چھٹا نظارہ

(جارج کا کمرۂ خواب، کاؤنٹ ہنری، جارج، طبیب، منہ بولا باپ، اعزہ اور دایہ)

پہلا عزیز:۔ خاموش! خاموش!

دوسرا عزیز:۔ وہ بیدار ہے مگر ہمیں دیکھتا ہے نہ آواز سنتا ہے!

طبیب:۔ براہ کرم خاموش رہیئے۔

منہ بولا باپ:۔ یہ عجیب واقعہ ہے۔

جارج:۔ (اُٹھ کر) میرے خدا! میرے خدا!

پہلا عزیز:۔ کس قدر آہستہ چل رہا ہے، پاؤں کی چاپ نہیں سُنائی دیتی۔

دوسرا عزیز:۔ دونوں ہاتھ سینے پر تلے اُوپر رکھے ہوئے ہیں۔

تیسرا عزیز:۔ آنکھیں کھلی ہیں مگر پپوٹوں کو حرکت نہیں۔ ہونٹوں کو جنبش نہیں ہوئی لیکن کیسی صاف اور کرخت چیخ کی آواز نکلی!

جارج:۔ تاریکی دور ہو! میں روشنی و اتحاد کے بطن سے ہوں، مجھے تجھ سے کیا واسطہ؟ میں ہرگز تیرا مطیع نہوں گا، وحشی ہوائیں میری آنکھوں کا نور اُڑا لے گئیں تاکہ وسعت فضا میں بہتا پھرے لیکن وہ جلتے ہوئے ستاروں کی روشنی سے جھولیاں بھرے ہوئے ایک نہ ایک دن ضرور واپس آئے گا اور میری آنکھیں اُن شعلوں سے دوبارہ منور ہو جائینگی

منہ بولا باپ:۔ وہ اپنی ماں کی طرح دیوانہ ہوگیا اور نہیں جانتا کہ کیا کہہ رہا ہے عجب معاملہ ہے

طبیب:۔ دراصل حیرت انگیز بات ہے۔

دایہ (دست بدعا ہوکر)،- اے پاک مریم، اے مادر عیسٰی مسیح! میری آنکھوں کی روشنی لے کر میرے غریب جارج کو دیدیجئے۔

جارج :- اماں! اماں! مجھے نورانی خیالات اور حسین تشبیہیں بھیجئے تاکہ اپنے لئے زندہ رہوں اور اپنے اندر ایک ایسی دنیا آباد کروں جیسی خارجاً کھو بیٹھا۔ اماں جان آپ جواب نہیں دیتیں .... آہ مجھ سے منہ نہ موڑیئے۔

طبیب :- (کاؤنٹ ہنری سے) میرا فرض ہے کہ آپ سے سب حال بے کم و کاست بیان کروں سخت اندیشہ ہے کہ آپ کا لڑکا دیوانہ ہو جائے گا، اس کے اعصاب نہایت ذکی الحس ہیں اور ساتھ ساتھ دماغ میں ہیجان ہے جس کے، باعث خیالات میں پراگندگی اور یہ حالت نوم رونما ہوئی ہے، وہ جاگ بھی رہا ہے اور سو بھی رہا ہے۔ اجازت ہو تو ان علامتوں کو اور وضاحت سے بیان کروں۔

کاؤنٹ ہنری (علٰحدہ)۔- اے خدا یہ شخص تیرے قوانین اور تیرے فیصلے مجھے پڑھ کر سنانا چاہتا ہے! (سب لوگ رخصت ہوتے ہیں ڈاکٹر دوسرے کمرے میں نسخہ لکھنے چلا جاتا ہے)

جارج :- ابا جان میں بہت بیمار ہوں، عجب طرح کی آوازوں نے مجھے جگا دیا ..... میں نے اماں جان کو گھٹنوں تک کو کا بیلی کے پھولوں میں غرق دیکھا (سو جاتا ہے)

کاؤنٹ :- اے میرے نامراد فرزند! میں تجھے دعا دیتا ہوں سوا دعاؤں کے اور کچھ نہیں دے سکتا۔ روشنی، خوشی، نہ شہرت! افسوس تیری بصارت بھی تجھے واپس نہیں دے سکتا.... کشت و خون کی گھڑی آگئی! وہ گھڑی جب مٹھی بھر آدم ایک جم غفیر کا مقابلہ کریں گے۔

اے ننھے شاعر تیرا کیا حشر ہوگا؟ تو نابینا و بیمار ہے، کوئی تیرا محافظ و مددگار

نہ ہوگا، کوئی تیری باتیں سننے والا نہ ہوگا، اے میرے خورد سال گویئے، تیری روح بہشت میں ہے لیکن جسم زار دنیوی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ کل فرشتوں میں ایک تو ہی بدنصیب ہے، آہ میرے فرزند! آہ میرے جارج! (منہ کو ہاتھوں سے چھپا لیتا ہے)

دایہ (دروازے کے باہر سے) :۔ حضور ڈاکٹر صاحب نے بھیجا ہے، آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

کاؤنٹ ہنری :۔ اچھا آتا ہوں۔ کیتھرین (دایہ) تم میرے بچے کے پاس بیٹھو اور دیکھ بھال کرو۔

چوتھا وقفہ

گیت! دوسرا گیت! نیا اور جوش میں لانے والا۔ یہ گیت شروع کون کریگا؟ آہ اُسے ختم کون کرے گا؟ مجھے عہد باستاں دیدہ جو فولاد میں غرق ہے جس پر لوہے کے گوکھرو بچھے ہوئے ہیں، جہاں زرہ پوش سواروں کے جھنڈے ہوا میں لہراتے ہیں اور ان کے خودوں کی کلغیاں دھوپ میں چمکتی ہیں، میں جادو کے زور سے تمہارے سامنے بلند گاتھک تکلے اور رعب ڈالنے والی چار دیواریاں، توپوں سے آراستہ مضبوط فصیل اور عالیشان محرابیں کھڑے کردوں گا، وسیع گنبد جن کی تعمیر میں انتہائی نزاکت صرف کی گئی ...... مگر شاید یہ ممکن نہیں، گزرا ہوا زمانہ واپس نہیں ہو سکتا ......

تم جو کوئی ہو میرے سوال کا جواب دو! بتاؤ تمہارا مذہب کیا ہے؟ جان سے ہاتھ دھونا آسان ہے مگر نیا مذہب ایجاد کرنا اور اس پر اعتقاد رکھنا یا مُردہ مذہب میں روح پھونکنا دشوار ہے۔

اے شیر دل، یا کمزور و متکبر انو! تم سب کو شرمانا چاہیئے!

تم لاکھ جتن کرو دنیا اپنی قسمت کی تکمیل کو تیزی سے آگے بڑھا رہی ہے اور اپنے ساتھ تمہیں بھی گھسیٹے لئے جاتی ہے، تم ہاتھ پاؤں مارا کرو وہ تمہیں اپنی مرضی کے مطابق کبھی آگے ڈھکیلتی کبھی پیچھے گھسیٹتی ہے کبھی پاگل کر دیتی ہے اور کبھی منھ کے بل گرا دیتی ہے۔ تمہیں اتنا مقدور نہیں کہ اپنے سانچے میں ڈھالو۔ رقاصۂ دہر اپنے مقررہ حلقہ میں گردش کر رہی ہے، بازی گر برابر آتے، غائب ہوتے اور پھر نمودار ہوتے ہیں، وہ سب کو ننگی کا ناچ نچاتی ہے، یہاں تک کہ سڑکوں پر خون کے چھڑکاؤ سے پھسلن ہو جاتی ہے اور وہ گر پڑتے ہیں! یہ رقص مرگ آٹھ پہر جاری ہے، خون! ہر جگہ خون! نئے بھانمتی حلقے میں داخل ہوتے ہیں، خون کا سیلاب آتا ہے، دنیا رنگین ہو جاتی ہے، میں سچ کہتا ہوں!

آدمیوں کا ازدحام شہر پناہ پر قبضہ اور پہاڑیوں کا محاصرہ کر لیتا ہے محفوظ وادیوں کی طرف سب ایک ساتھ حملہ کرتے ہیں

- -

درختوں کے سایے میں عالی شان خیمے نصب ہیں۔ میخوں یا لکڑیوں یا گرے ہوئے درختوں کے تنوں پر لمبے لمبے تختے رکھے ہوئے ہیں جو میز کا کام دیتے ہیں۔ ذرا دیر میں یہ میزیں سامان خورونوش یعنی گوشت روٹی اور شراب کے بوجھ سے جھکنے لگتی ہیں۔ آپے سے باہر لوگ جوق جوق آتے، ان میزوں کے گرد بیٹھتے اور اپنا دوزخ پاٹتے ہیں۔ شراب کا قدح تیزی سے گردش کرتا اور پیہم خالی و لبریز ہوتا ہے۔ مشتاق و تشنہ ہونٹوں کا تر ہونا تھا کہ ان سے گالیوں، دھمکیوں اور کلمات کفر کی بوچھار شروع ہوئی، شراب ارغوانی کا دور اور تیزی سے چلنے لگا! جام کف در دہان و عرق بر جبیں جس قدر جلد بھرتا ہے اسی قدر جلد خالی ہوتا ہے۔ ساغر سے ساغر ٹکراتا ہے،

شراب چھلکتی اور اُس کی چمک اور زیادہ بڑھ جاتی ہے، مرحبا! مرحبا! تادیر رہے یہ دورِ مستی و سرخوشی!

انقلاب کی غضبناک تحریک جوش پر ہے، بے صبری کے آثار نمایاں ہیں۔ دبی ہوئی آوازیں ہنگامہ و شوروغل اور مہیب چیخوں میں بے سلیقگی سے بدل جاتی ہیں۔

بدنصیب و مفلس افرادِ انسانی جیتھڑے لگائے ہوئے ہیں، ان کے دھوپ میں جلے ہوئے ناہموار چہروں پر محنت و مشقت کے گہرے نشان ہیں۔ بال پریشان وخاک آلودہ، پسینے میں گتھے ہوئے، گرہ دار پیشانیوں سے بڑے بڑے قطراتِ عرق رواں مضبوط شاندار ہاتھوں میں پھاوڑے، کلہاڑیاں، ہتوڑے، کدالیں، اور بسولے ہیں۔ اُس قوی الجثہ انسان کو دیکھو جس کے ہاتھ میں بیلچہ ہے، اور اُس کسرتی جوان کو جو ایک موٹے ڈنڈے کو تکان دے رہا ہے۔ کسی کے کاندھے پر بندوق ہے جس میں سنگین چمک رہی ہے۔ ایک لڑکا ایک ہاتھ سے منھ میں بیر بھرتا ہے اور دوسرے سے درخت میں برما پیوست کر رہا ہے۔

دیکھو! ان کی عورتیں بھی ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوگئی ہیں اور برابر اُمڈی آتی ہیں۔ یہ انھیں مردوں کی لڑکیاں، بیویاں یا مائیں ہیں اور انھیں کی طرح فاقہ زدہ! اُن پر قبل از وقت خزاں آگئی اور بہارِ حسن و جوانی ختم ہوگئی، بال اُلجھے ہوئے اور گرد میں اٹے ہیں، بے رونق آنکھیں سیاہ حلقوں میں بالکل دھنس گئی ہیں تاہم ان میں موت کی خونخوار چمک ہے گویا حیاتِ انسانی کے زندہ مناظر کی ہنسی اُڑا رہی ہیں، لیکن ذرا دیر میں ان کی تابش بڑھ جائے گی کیونکہ ان کے ہونٹ بھی بادۂ ناب سے ناآشنا نہیں ہیں بلکہ ان کے منھ سے پیالہ لگتا ہے تو بغیر خالی ہوئے الگ نہیں ہوتا۔

مرحبا! مرحبا! دورِ بدمستی و انبساط! متوالا ساغر تا دیر چلے!

سنو! اس انسانی طوفان میں آوازوں کا ہمہمہ سنو! یہ خوشی کی زٹیل تھی یا خوف کی چیخ؟ اُس آواز کا مطلب کوئی کیا سمجھ سکتا ہے جو بے شمار گلوں سے ایک ساتھ نکلے جو اتنی بے ترتیب صداؤں کا مجموعہ ہو۔ ایک شخص وارد ہوتا اور میز پر چڑھ کر اس مجمع کو مخاطب کرتا ہے۔ ہنگامہ آرا سامعین کے جذبات کی عنان جس طرف چاہتا ہے موڑ دیتا ہے۔ اس کی آواز کرخت اور کانوں کو ناگوار ہوتی ہے لیکن مختصر، قوی اور سریع الصوت الفاظ راستہ تراشتے ہوئے دلوں سے گزر جاتے ہیں۔ لوگ بآسانی سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں۔ اس کے اشاروں اور تقریر میں وہی توازن ہے جو ساز و موسیقی میں ہوتا ہے۔ پیشانی بلند و کشادہ ہے اسر پر بال بالکل نہیں گویا خیالات نے جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دئے۔ رنگ بجھا ہوا کثیف زردی مائل جس میں خون کی چھینٹ نہیں جو تخیل کی غمازی کرے۔ اس کے چہرہ پر جذبات نے اپنے زندہ بھیدوں کی مصوری کبھی نہیں کی، جھریوں نے ہڈیوں اور پٹھوں کے درمیان اس کے کاغذی چہرہ پر گہرے نشان چھوڑے ہیں۔ گھنی ڈاڑھی سیاہ جھالر کی طرح ہے جس سے نہ متغیر ہونے والے خد و خال نمایاں ہیں۔

نظر جما کر مجمع کی طرف دیکھتا ہے، سرد و بے رحم آنکھوں سے شبہ یا اضطرار کا اظہار نہیں ہوتا نہ آواز کانپتی ہے، ہاتھ بلند کرتا اور مجمع کی طرف پھیلا کر سخت و راست قائم رکھتا ہے۔ غیر مستقل مجمع اُس کے سامنے سر جھکاتے اور زانوئے ادب تہہ کرنے کو تیار ہے تاکہ ایک طاقتور دماغ نہ کہ شریف دل کی برکتیں قبول کرے۔

شریف دل! جن کے دل شریف ہیں اُن کو کچل ڈالو، غارت کر دو پرانی لغتوں

اور رجحانات کو مٹا دو!

مرحبا! طمانیت! نشاط! خونریزی!

یہ شخص جمہور کا معبود ہے جس سے وہ آندھی کی طرح محبت کرتے ہیں، یہ اُن کا سر تاج اور حکمراں ہے، ان کے جوش کے مختلف رُخ پہچانتا اور اُن کو قابو میں رکھتا ہے، وہ اُس کی قسم کھاتے ہیں، وہ ایک ساز ہیں یہ جس کے ایک ایک پردے اور سُر سے واقف ہے اور ان سے وعدہ کرتا ہے کہ تمہارے واسطے روزی، سامان تفریح، شراب، اور مال و زر مہیا کروں گا۔ ان کی چلاّہٹ اُٹھتے ہوئے طوفان گردو باد کی طرح بلند ہوتی اور ان کی صدائے مرحبا چار طرف گونجتی ہے،

مرحبا پنکراس! مرحبا! روٹی، شراب، مال و زر، ہمارے اور ہمارے بچوں کے لئے! مرحبا! مرحبا!

وہ میز پہ ہاتھ ٹیکے کھڑا ہے اور اس کے قدموں کے پاس اُس کا خادم و دوست و شاگرد لیونارڈ ہے، وہ جس کی سیاہ آنکھیں لمبی اور گھنی پلکوں سے چمک کر مشرقی نسل کا اعلان کر رہی ہیں۔ شانے جھکے ہوئے ہیں اور چلنے میں پتا ہے گویا اس کے کاہل اعضا جسم کے بوجھ کو بمشکل سنبھال سکتے ہیں۔ ہونٹ موٹے ہیں جن سے ظلم و عیش پرستی ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کی اُنگلیوں میں جوہر کی قیمتی انگوٹھیاں چمک رہی ہیں۔ حلق سے آواز نکال کر وہ بھی چلاّتا ہے "مرحبا پنکراس"۔

مقرر اس کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے اور کہتا ہے:۔

"محب وطن نیو فانٹ، میرا رومال دو"۔

شور و غوغا بڑھتا جاتا ہے، کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ "امیروں کو موت!

"تاجروں کو موت!" "سٹے والوں کو موت!" روٹی! شراب! خون!

پہلا نظارہ

(خیمہ، لیمپ، ایک کھلی ہوئی کتاب، متعدد نیوفائٹ یعنی وہ یہودی جنہوں نے حال میں عیسائی مذہب قبول کیا مگر دل سے یہودی ہیں، صرف جبر و تعدی سے بچنے کو عیسائیت کا اقرار کرتے ہیں)

ایک نیوفائٹ :۔ اے میرے پیارے مگر مظلوم بھائیو! مسکین بھائیو، جس طرح طفل نوزائیدہ اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ کھینچتا ہے اُسی طرح مقدس توریت کے منزہ صفحوں سے ہمیں قوت و حیات اخذ کرنا چاہئے۔ ان میں ہمارے لئے شہد و توانائی کے چشمے ہیں مگر ہمارے دشمنوں کے لئے حنظل کی تلخی ہے۔

سب نیوفائٹ (مل کر) :۔ یاھو ہمارا خدا ہے، صرف ہمارا۔ جب ہی تو اُس نے ہماری نسل کو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلایا ہے تاکہ اژدہے کی طرح غافل پرستاران صلیب کے گرد لپٹے رہیں، ہم نے اپنے پیچوں میں مغرور مگر کمزور تاہم مائل پیکار امرا کو جکڑ لیا ہے، ان پر تین بار تھوکو، تین بار لعنت بھیجو!

نیوفائٹ :۔ خوش ہو کہ ہمارے جانی دشمن کی صلیب نصف سے زیادہ خالی ہو چکی ہے، اب چرچرا کر آرہے گی! خون کے وحشی و سیاہ سمندر کی طرف جھک رہی ہیں، اب کی گری تو پھر نہیں اُبھر سکتی، صرف اُمرا اس کے محافظ ہیں اور وہ ہمارے بس میں ہیں۔

سب نیوفائٹ (مل کر) :۔ ہمارا کام ہمارا طولانی کام جس میں مصیبت ناک صدیاں گزریں انجام پانے والا ہے، پیام اجل ان امرا کو جو صلیب کے محافظ ہیں!

نیوفائٹ :۔ اُس بدنظمی پر جو آزادی کا ثمر ہوئی، اُس قتل و قمع پر جو کبھی ختم نہ ہوگا، امرا کی نخوت

اور جمہور کی دیوانگی و مطلق العنانی پر ہم دوبارہ بنی اسرائیل کی پرشکوہ عمارت اٹھائیں گے لیکن پہلے فرقۂ امرا کو نیست و نابود کر کے اُن کی لاشوں کو صلیب کی افتادگی کا پردہ بنا لیں۔

سب نیو فائٹ (مل کر) فی الحال صلیب ہی ہمارا نشان ہے اور بپتسمہ کے چھینٹوں نے افواج عیسائیت میں شامل کر دیا ہے۔

کیا مزے کی بات ہے کہ نفرت کرنے والوں کو اُن کی محبت پر اعتماد ہے جن سے نفرت کی گئی! ...... "حریتِ جمہور" ہمارا نعرہ اور اس کی بہبود ہمارا انشا ہے...

فیا فاس اُمت عیسوی کو اپنے مضبوط بازوؤں میں دبوچے ہوئے ہے!

عہد گزشتہ میں ہمارے اسلاف نے دشمن کو صلیب پر چڑھایا آج ہم پھر صلیب نصب کرتے ہیں، پھر بصد عقوبت اُس کے ہاتھوں کو فگار کرتے ہیں لیکن اس مرتبہ وہ دوبارہ زندہ نہ ہو سکے گا اُس گہری قبر سے نہ نکل سکے گا جس میں ہم اُسے تو پیں گے۔

سب نیو فائٹ (مل کر):۔ یاھو! خدائے بنی اسرائیل ہے، صرف اُن کا، دوسری قوموں کو رد کرو، معاصی کی پاداش میں فنا اور شدید عذاب میں مبتلا ہوتے دو۔

نیو فائٹ:۔ بھائیو اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔ (توریت کو چھپا دیتا ہے) اے مقدس کتاب! غیبت اختیار کر تا کہ کسی کی لعنت زدہ نگاہ تیرے پاک اوراق کو آلودہ نہ کرے۔ کون ہے؟

آواز:۔ کھولو بھائیو! حریت کے نام پر دروازہ کھولو!

نیو فائٹ:۔ بھائیو اپنا کام جلد جلد شروع کر دو، کوئی ہتوڑا پیٹے، کوئی چرخا کاتے، کوئی رسا بٹے!

لیونارڈ (داخل ہوکر)۔ کل کے واسطے کام کر رہے ہو؟ تلواروں کو سان چڑھا رہے ہو اور لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہو؟ شاباش! (ایک شخص کے قریب جاکر) تم اس گوشے میں کیا بنا رہے ہو؟

ایک نیوفائٹ:۔ رسا؟

لیونارڈ:۔ بہت ٹھیک، کیونکہ جو تلوار کے گھاٹ نہ اُترے گا درخت سے لٹکا دیا جائے گا۔

نیوفائٹ:۔ تو کیا طے ہوگیا کل وار انیا را ہے!

لیونارڈ:۔ تمہارے سوال کا جواب وہ دیگا جو بلحاظ عقل وطاقت ہم سے برتر ہے، اُس نے تمہیں میری معرفت بلایا ہے اور تمہارا منتظر ہے۔

نیوفائٹ:۔ ہموطنوں کی خدمت کو تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں (آدمیوں سے) کام بند نہ کرنا۔ ینقل ان کے نگراں رہو۔ (لیونارڈ اور نیوفائٹ چلے جاتے ہیں)

سب نیوفائٹ (مل کر):۔ یہ رسے، چھریاں، ڈنڈے، کلہاڑیاں اور تلواریں جو ہمارے ساختہ ہیں اس وقت نکالے جائیں گے جب ہمیں اپنے جانی دشمنوں کو نیست ونابود کرنے کی ضرورت ہوگی۔ امرا کے گلے اُنہیں کے ساتھی میدانوں میں گھونٹیں گے یا جنگلوں اور باغوں میں اُن کو پھانسی پر لٹکائیں گے۔ جب ان کا کام ختم ہو جائے گا تو ہمارا کام شروع ہوگا۔ اُس وقت لٹکانے والوں کو ہم لٹکائیں گے، اُن کے گلے گھونٹیں گے جنہوں نے گلے گھونٹے، اُنہیں قتل کریں گے جنہوں نے قتل کیا، جن سے نفرت کی جاتی تھی وہ نفرت کرنے والوں پر حد جاری کریں گے، ہم یاھو کے صاعقے سے مسلح ہوں گے، اُس کا پیام حیات جدیدہ ہمارے لئے ہے اُس کی محبت صرف ہمارے واسطے ہے، ہمارے دشمنوں پر وہ اپنا غضب نازل کرتا اور ہلاک کرتا ہے، وہ ہمارا ملجا وماوا ہے اور ہمارے مخالفین کو

خاک سیاہ کرنے والا، ہم اُن کو قضائے مبرم کے حوالے کرتے ہیں، اُن پر لعنت! سو بار لعنت!

دوسرا نظارہ

(ایک خیمہ جس میں صراحیاں، پیالے، قرابے، اور بوتلیں ہر طرف پڑی ہوئی ہیں)

پینکراس (تنہا):۔ گھنٹا بھر ہوا کہ یہاں ہزاروں بہائم چیخ رہے تھے اور بدمستی میں ہنگامے کی آمیزش کرتے تھے، میرے منھ سے بات نکلی نہیں اور انھوں نے "مرحبا" "مرحبا" کے نعرے مارنا اور ہر اشارہ پر "احسنت" "احسنت" کہنا شروع کیا، بیہودہ ستائش! کیا ان میں ایک متنفس بھی ایسا ہے جو دراصل اُس تحریک کے اغراض و مقاصد سمجھتا ہو جس کا استقبال نعرہائے مسرت سے کیا گیا؟ وہ فقط میرے جوش کے نقال ہیں۔ (لیونارڈ اور نیوفائٹ داخل ہوتے ہیں) (نیوفائٹ سے مخاطب ہوکر) کیا تم کاؤنٹ ہنری کو جانتے ہو؟

نیوفائٹ:۔ ہاں اے شہری میں نے ایک مرتبہ اُس کی صورت دیکھی ہے، تہوار کے دن کلیسا میں عبادت کو گیا تو اُس سے مڈبھیڑ ہوئی، اُس نامعقول نے غصہ ہوکر کہا "مردود! راستے سے دور ہو!" اور مغرورانہ انداز سے مجھ کو گھورا جیسا ان امرا کا طریقہ ہے۔ میں نے اُسی وقت عہد کیا تھا کہ ان ذات شریف کو رسی سے لٹکاؤں گا۔

پینکراس:۔ کل علی الصباح اُس کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں اُس سے بوقت شب تنہا ملنا چاہتا ہوں

نیوفائٹ:۔ میرے ساتھ کتنے آدمی جائیں گے؟ کیونکہ کمک بغیر وہاں کا قصد پُرخطر ہے۔

پینکراس:۔ یہ خفیہ کام ہے، اکیلے جاؤ، میرا نام تمہاری حفاظت کرے گا اور لالٹین کا وہ کھمبا جس سے تم نے کل ایک جاگیردار کو لٹکایا تمہاری ہمت بڑھائے گا۔

نیوفائٹ:۔ بے شک! بے شک!

پینکراس:۔ کہدیناکہ آج سے دودن بعد آدھی رات گئے اُس سے ملاقات کو لشکر سے تنہا روانہ ہوں گا۔

نیوفائٹ:۔ اگر اُس نے مجھے قید کرلیا اور اذیت پہنچائی؟

پینکراس:۔ ایسا ہوا تو حقوق جمہور کے تحفظ میں شہید ہوئے!

نیوفائٹ:۔ جمہور کے واسطے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں (علٰحدہ) بے شک! بے شک!

پینکراس:۔ رخصت! راستے میں کہیں لیت ولعل نہ کرنا۔ (نیوفائٹ چلا جاتا ہے)

لیونارڈ:۔ پینکراس! یہ دودلی کیسی؟ ملاقات کی خواہش کیوں؟ یاد رکھو جب میں نے قسم کھائی تھی کہ تمہاری عزت اور تمہارے احکام کی تعمیل کروں گا تو یہ خیال کیا تھا کہ تم وہ جوانمرد ہو جو سخت سے سخت مصیبت میں جوہر شجاعت دکھائے گا، وہ عقاب ہو جو سیدھا اپنے شکار پہ جاتا ہے، وہ جواری ہو جو ایک ہی داؤں پر اپنی اور دوسروں کی قسمت لگا دیتا ہے، یعنی تم دل ودماغ کے مضبوط ہو۔

پینکراس:۔ صاحبزادے چپ رہو!

لیونارڈ:۔ کل سامان لیس ہے، قوی بازوؤں نے اسلحہ تیار کئے ہیں، رستے بٹے ہیں، ہمارے سپاہی قواعد داں ہیں، لکھوکھا مخلوق منتظر ہے، جہاں تمہارے حکم کی بجلی کوندی وہ آگ بھڑکے گی کہ ہمارے دشمنوں کو بھسم کردے گی۔

پینکراس:۔ تم بہت کم عمر ہو اور تمہارے دماغ کا گرم خون تمہاری رگوں میں آگ پھیلا رہا ہے، لیکن جب ہنگامہ کارزار گرم ہوگا تو کیا تمہارے عزم میں مجھ سے زیادہ استقامت ہوگی؟

تم نے اپنی طبیعت کو قابو میں رکھنے کی کبھی کوشش نہیں کی، ناعاقبت اندیشی

حقیقی شجاعت نہیں :

لیونارڈو :۔ سوچو کیا کرتے ہو، امرا تھک گئے ہیں اور پناہ کے واسطے اپنے آخری قلعہ ہولی ٹرینٹی میں محصور ہوئے ہیں، جس طرح قاتل پھانسی یا سولی کے منتظر رہتے ہیں اور موت آنکھوں میں پھرا کرتی ہے اسی طرح وہ ہمارے منتظر ہیں۔ بلا تاخیر اُن پر حملہ کرو، میدان ہمارے ہاتھ ہے۔

پینکراس :۔ اُن پر حملہ آور ہونے کو تعین وقت کوئی اہمیت نہیں رکھتا، تعیش نے اُن کی جسمانی قوت کو زائل اور کاہلی نے قوائے دماغی کو معطل کر دیا ہے، کل یا پرسوں، بہرکیف اُن کی شکست ناگزیر ہے۔

لیونارڈو :۔ تمہیں ڈر کس کا ہے؟ کون تمہاری فوج کو روک سکتا ہے؟

پینکراس :۔ میں کسی شخص یا کسی چیز سے خائف نہیں، یہ صرف میری مرضی ہے!

لیونارڈو :۔ کیا تمہاری کورانہ تقلید کروں؟

پینکراس :۔ تم نے میرے دل کی بات کہی!

لیونارڈو :۔ کیا ہمارے ساتھ دغا کروگے؟

پینکراس :۔ تمہارا ہر جملہ دغا پر ختم ہوتا ہے گویا کسی عجیب کہنہ راگ کا آخری بول ہے، آہستہ بولو، ممکن ہے کوئی سُن لے!

لیونارڈو :۔ یہاں کوئی جاسوس نہیں، کوئی سُنے گا بھی تو کیا؟

پینکراس :۔ کچھ نہیں . . . . . . بجز اس کے کہ تمہارے سینہ پر بارہ بندوقوں کی باڑھ ایک ساتھ اس جرم کی پاداش میں چلے گی کہ میرے سامنے بلند آواز سے بولے! (قریب جاکر) مطمئن رہو اور میرا اعتبار کرو۔

لیونارڈ :- میں ایسا ہی کرتا ہوں اور کروں گا پینکراس! میں نے جلدبازی کی لیکن سزا کا خوف مطلق نہیں اگر میری موت سے ہمارے نصب العین کو مدد ملے تو یہ جان حاضر ہے!

پینکراس (علٰحدہ) :- اس نوجوان میں کس قدر جوشِ عقیدت اور اُمید ہے! وہ خوش نصیب ہے جو محبت اور اعتماد کرتا ہے۔ میں اس کی موت نہیں چاہتا۔

لیونارڈ :- تم نے کیا کہا؟

پینکراس :- سوچو زیادہ اور باتیں کم کرو۔ ایک وقت آئے گا جب میرا مطلب خود بخود سمجھ میں آجائے گا، تمہارے پاس کارتوسوں کے واسطے بارود ہے۔

لیونارڈ :- ڈیاز تمام سامانِ حرب لایا ہے اور حفاظت کو اُس کے ہمراہ کافی فوج ہے۔

پینکراس :- موچیوں سے چندہ وصول ہوگیا؟

لیونارڈ :- ہاں انھوں نے ایک لاکھ فلورن خوشی خوشی دئے۔

پینکراس :- کل اُنہیں بھی دعوت میں بلائیں گے، تم نے کاؤنٹ ہنری کے متعلق کوئی نئی بات تو نہیں سُنی؟

لیونارڈ :- نہیں: علاوہ بریں مجھے امرا سے اس قدر نفرت ہے کہ لوگ جو کچھ اُس کی بابت کہتے ہیں مجھے باور نہیں ہوتا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ فنا ہونے والی نسل اتنی قوت فراہم نہیں کرسکتی کہ ہمارا مقابلہ کرے۔

پینکراس :- تاہم یہ سچ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کسانوں اور تابعین کو جمع کرتا اور تعلیمِ جنگ دیتا ہے، اُن کی وفاداری پر گھمنڈ ہے اور اُن کو لے کر موت کے منہ میں پھاندنے کو تیار رہے ہولی ٹرینٹی کے قلعہ میں مورچہ بند اور حملہ کا منتظر ہے۔

لیونارڈ :- کون ہمارا مقابلہ کرسکتا ہے ہم اس صدی کے خیالات کے زندہ نمونے ہیں۔

پینکراس :- میں نے تہیہ کیا ہے کہ اُس سے مل کر اُس کے خیالات کا اندازہ کروں گا اور اس کی روح کے پوشیدہ راز دریافت کر کے آمادہ کروں گا کہ ہمارا شریک ہو جائے۔

لیونارڈو :- اُسے جو طبقۂ اعلیٰ میں پیدا ہوا!

پینکراس :- یہ سچ ہے مگر وہ شاعر بھی ہے، لیونارڈو رخصت!

لیونارڈو :- تم نے مجھے معاف کر دیا؟

پینکراس :- جاؤ اور مطمئن رہو۔ اگر پہلے ہی معاف نہ کر چکا ہوتا تو اب تک دائمی نیند سوتے ہوتے!

لیونارڈو :- کیا کل کچھ نہ ہوگا؟

پینکراس :- سلام اور شیریں خواب! (لیونارڈو چلا جاتا ہے) لیونارڈو! لیونارڈو! (لیونارڈو دوبارہ داخل ہوتا ہے) مقررہ وقت پر میرے ہمراہ کاؤنٹ ہنری کے کیمپ چلنا۔

لیونارڈو :- سردار کے حکم کی تعمیل ہوگی۔

پینکراس (تنہا) :- میں بے شمار لوگوں پر حکمراں ہوں اور میری کثیر فوج کے مقابل اُس کی قلیل جماعت سائے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی، ایک پھونک میں اُڑ جائیگی پھر بھی اس مغرور کاؤنٹ کے تیور سے مجھے تشویش ہے، مٹھی بھر تابعین اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتے، جس طرح کتا اپنے مالک کا رفیق اور معتمد ہوتا ہے...... میری حماقت ہے، وسوسے بے بنیاد ہیں...... لیکن کاؤنٹ سے ملنے، اُسے مطیع اور اپنی طرف شامل کرنے کا اس قدر اشتیاق کیوں ہے؟ شاید میری بے لوث روح کو پہلی مرتبہ اس کا مدمقابل مل گیا، وہ میری روح کو اوج کی طرف جانے سے مانع ہے، ارتقائے کامل میں خلل انداز ہے، میرے راستے میں صرف اس کی مخالفت رکاوٹ پیدا کرتی ہے، میرا فرض ہے کہ اُس کو مغلوب کروں، پھر....... اُس کے بعد....... اے میرے حکمتی دماغ کیا تو اپنے

آپ کو بھی دوسروں کی طرح فریب دے سکتا ہے؟ نہیں دے سکتا؟ ...... ہرگز نہیں ...... کمبخت پھر اپنے اوپر کیوں شک کرتا ہے؟ شرم! تجھے اپنی قوت کا اندازہ اور اپنی ذات پہ بھروسا چاہئے، تو ہی جمہور کا خیال و ذہن اور ان کا حاکم بلا دست ہے، تو لاکھوں پہ تنہا حکومت کرتا ہے اور ان کی قوت ارادی کا سرچشمہ ہے، ان کی تمام عفریتی قوتیں تیری تابع ہیں۔ تو ہی اُن کا مرکز ثقل ہے، تمام مخلوق کی طاقت کا مجموعہ ہے تو ہی حاکم اور تو ہی حکومت ہے۔ جو افعال دوسروں سے سرزد ہونے پہ جرم سے تعبیر ہوتے ہیں اگر تو اُن کا مرتکب ہو تو باعثِ شہرت و عظمت ہیں، تو گمنام شخصوں کو عزت نفس، اپنے حقوق کا احساس اور مطالبے کے لئے آواز بخشتا ہے، ان بہائم کو جو قریب قریب دماغی و اخلاقی محاسن سے خالی ہیں! تو نے اپنی ہم شبیہہ ایک دنیا بنائی ہے، ایک دور نو پیدا کیا ہے تو جس کا معبود ہے، تاہم تذبذب ہے، اپنے اوپر اعتماد نہیں، وثوق نہیں .... غلط! غلط! ہزار بار غلط! تو عظیم ہے! (اپنے خیالات سے مغلوب ہو کر لڑکھڑاتا ہوا کرسی پر بیٹھ جاتا ہے)

تیسرا نظارہ

(ایک جنگل جس میں کچھ میدان صاف کر لیا گیا ہے، ایک پھانسی نصب ہے اُس کے گرد جھونپڑے اور خیمے ہیں، روشنی اور محافظت کے لئے آگ روشن ہے، مٹکے اور میزیں ڈھیر ہیں، مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہے، کاؤنٹ ہنری ایک شہری کا بھیس بدلے، سیاہ چوغہ اور کلاہ آزادی پہنے ہوئے داخل ہوتا ہے۔ نیوفائٹ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے)

کاؤنٹ ہنری:۔ یاد رکھنا!

نیوفائٹ (کان میں)۔ اپنی عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ آپ کو دھوکا نہ دوں گا نہ افشائے راز کروں گا۔

کاؤنٹ :۔ اگر تمہاری آنکھ بھی مشتبہ طریقہ سے جھپکی یا انگلی بھی اٹھی تو کتے کی طرح بھیجا اڑا دونگا خیال کر سکتے ہو کہ جب اپنی جان ٹھنڈے بیٹھوں خطرے میں ڈالتا ہوں تو تمہاری بے حقیقت زندگی کی کیا قدر ہوگی۔

نیوفائٹ :۔ مگر جناب آپ میرا ہاتھ اس سختی سے دبائے ہوئے ہیں گویا فولاد کا تنگ چھلا چڑھا ہوا ہے، آخر چاہتے کیا ہیں؟

کاؤنٹ :۔ میرے ساتھ ایسا طرز عمل رکھو گویا ابھی ابھی تم میں شامل ہوا ہوں تاکہ مجمع کو مغالطہ ہو۔ یہ انوکھا ناچ کیسا ہے؟

نیوفائٹ :۔ یہ ایک آزاد جماعت کا طرب انگیز رقص ہے! (مرد اور عورتیں اچکتی، کودتی، ناچتی اور پھانسی کے گرد گاتی ہیں)

سب مل کر :۔ روٹی، گوشت، اور کام! مرحبا!

جاڑے میں آگ! مرحبا!

گرمی میں آرام! مرحبا!

خدا نے ہم پہ رحم نہ کھایا! مرحبا!

بادشاہوں کو ترس نہ آیا! مرحبا!

امیروں کا دل نہ پسیجا! مرحبا!

ہم خدا اور بادشاہوں اور امیروں سے منہ موڑتے ہیں! مرحبا!

کافی ناز برداری کر چکے، مرحبا! مرحبا!

کاؤنٹ (ایک لڑکی سے):- تمہیں اتنا خوش اور تازہ دم دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا!

لڑکی:- میں اس دن کی مدت سے منتظر تھی، برسوں فرش دھویا، برتن مانجے، چھری کانٹے صاف کئے کبھی کسی نے سیدھے منہ بات نہیں کی اب آزاد ہوں بھوک کے وقت کھانا اور پینے کو شراب ملتی ہے، ترنگ آتی ہے تو ناچتی ہوں۔

کاؤنٹ ہنری:- ناچو! ناچو! شہریہ خوب ناچو!

نیو فائٹ (کان میں):- کاؤنٹ خدا کے واسطے ہوشیار رہو نہیں تو پہچان لئے جاؤ گے۔

کاؤنٹ:- پہچانا میں جاؤں گا مگر مرو گے تم! آؤ لوگوں میں مل جائیں۔

نیو فائٹ:- اُس شاہ بلوط کے نیچے ملازمت پیشہ لوگوں کا مجمع ہے۔

کاؤنٹ:- قریب جا کر سننا چاہئے کہ یہ کیا گاتے ہیں۔

پہلا ملازم:- میں نے اپنے آقا کو قتل کر ڈالا!

دوسرا ملازم:- میں اپنے کاؤنٹ کی فکر میں ہوں اور اس کلب کا جام صحت تجویز کرتا ہوں۔

ملازم خاص:- سخت سے سخت مصیبت میں، جوتا صاف کرنے اور اپنے مغرور مالک کے قدموں کی خاک چاٹنے میں، الغرض کسی حالت میں بھی میں نے اپنے حقوق فراموش نہیں کئے بلکہ ہمیشہ محسوس کرتا رہا کہ ہم سب ایک ہی شہر کے افراد اور مساوی حیثیت رکھتے ہیں! میں اس مجمع کا جام صحت پیتا ہوں!

سب ملازم (مل کر):- پریسیڈنٹ کا جام صحت! وہ ہم میں سے ہے اور عزت داری کے رستے میں قدم رکھا ہے، وہ ہماری شہرت کا باعث ہوگا اور ہم اُس کے شہرۂ آفاق نام پر نعرۂ تحسین بلند کرتے ہیں!

ملازم خاص:- اے اہل شہر، اے بھائیو، تمہارا بے حد شکرگزار ہوں!

سب ملازم (مل کر) :- محلوں کے کمروں سے لے کر باورچی خانہ و شاگرد پیشہ تک ہر جگہ ہمارے لئے محبس تھی، اب قید سے چھوٹ کر آزادی کے مرغزاروں میں آئے ہیں، ہمیں اپنے مالکوں کا کچا چٹھا معلوم ہے اور خوب سمجھتے ہیں کہ مصنوعی چیزوں میں کیسی چمک دمک ہوتی ہے۔ ہمیں اُن کی تمام حماقتوں، بدکاریوں، جرائم، فسق و فجور کا علم ہے کیونکہ ہم اُن کے دروغ و مکاری و کمینگی کا خمیازہ بھگت چکے ہیں، شرمناک کام ختم ہوا اب ہم آزادی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

بھائیو، کھلم کھلا پیو! دن دہاڑے پیو!

کاؤنٹ :- وہ لوگ کون ہیں جن کی آوازیں دوسروں سے زیادہ کرخت اور وحشیانہ ہیں؟

وہ! وہ! بائیں جانب ذرا بلندی پر۔

نیوفائٹ :- وہ قصائیوں کی ٹولی ہے، وہ بھی اپنا راگ الاپ رہے ہیں۔

سب قصائی (مل کر) :- چھری اور کلہاڑی ہمارے حربے ہیں، ہماری زندگی مسلخ میں گزری ہے ہمیں خون کا رنگ پسند ہے اس سے کچھ غرض نہیں کہ ہماری تیز چھری کس کے گلے پر چلتی ہے امیر ہوں یا بچھڑے سب کے گلے اُسی چھری سے ریتیں گے۔ ہم فرزندان قتل و قصاص ہیں! چھری سے پیٹ چاک کرنا بس یہی ہماری معلومات ہے جس کو ہماری حاجت ہو موجود ہیں، اس پیشے والوں کو تعلیم و تربیت اور کالج میں داخلے کی ضرورت نہیں، امرا کے لئے فربہ دُنبے کاٹتے تھے، اب جمہور کی خاطر امرار کو چھری کے گھاٹ اُتاریں گے، ہا! ہا! ہا! اس سے غرض نہیں کہ چھری کے تلے کسی امیر کا گلا ہے یا گائے کا، مسلخ کا بول بالا! بول بالا خون کے گہرے رنگ کا! بول بالا قصائیوں کی ہمت کا! گرم اور عنابی خون میں کھڑے ہوتے سے ذرا نہیں ڈرتے!

کاؤنٹ :- یہ بہت اچھے رہے! خیر اتنا تو ہے کہ عزت و فلسفہ کی آڑ نہیں ڈھونڈتے!

اخاہ! یہ کون آرہا ہے؟ بیگم صاحبہ تسلیم بجا لاتی ہوں!

نیوفائٹ (کان میں) :- آپ سے چوک ہوئی "دخترِ آزادی" یا "شہریہ" کہنا چاہئے تھا نہ کہ بیگم صاحبہ۔

عورت :- بیگم صاحبہ! بیگم صاحبہ! اے چولھے سے منھ! پھپھوندی کی بو آتی ہے!

کاؤنٹ :- خوبصورت شہریہ معاف کرو۔

عورت :- میں ویسی ہی آزاد ہوں جیسے تم ہو، ہوا کی طرح آزاد ہوں اور اس طیفے پر اپنی محبت کھلے بندوں نچھاور کرتی ہوں جس نے مجھے آزاد کیا، دنیا نے تسلیم کرلیا کہ مجھے پورا اختیار ہے اپنی محبت کی باگ جدھر چاہوں موڑ دوں۔

کاؤنٹ :- واہ رے دانشمند عہد جدید! کیا انہیں لوگوں نے تمہیں یہ انگوٹھیاں اور سیلم کا گلوبند دیا ہے؟ کیسے سخی اور حوصلہ مند ہیں!

عورت :- یہ نوابن کا تحفہ نہیں بلکہ میرے شوہر نے اُس وقت دئے تھے جب اس کی بیوی تھی، آزاد ہو کر شوہر کو تو دھتا بتائی مگر زیور پر قبضہ رکھا، تمہیں معلوم ہو گا کہ شوہر سے مراد خصم ہے، آزادیٔ نسواں کا دشمن! مدتوں لونڈی بنی رہی، اب آزاد ہوں!

کاؤنٹ :- آزاد شہریہ میرا سلام لو، دلچسپ سیر نصیب ہو! (کاؤنٹ ہنسری اور نیوفائٹ آگے بڑھتے ہیں)

وہ عجیب وضع کا جنگجو کون ہے جو دوہری باڑہ کی سیف پر ٹیک لگائے ہے
مُردے کی کھوپڑی ایک اُس کی ٹوپی پر دوسری وردی پر تیسری چھاتی پر بنی ہوئی ہے
کیا یہی وہ مشہور سپاہی ہے جس کا نام بیاچیٹی ہے اور جسے جمہورے کرائے پر لئے

کو بلایا ہے، سابق میں اسی طرح بادشاہ و امرا نوکر رکھتے تھے، کیوں وہی ہے نا ؟

نیوفائٹ :- آپ کا قیاس درست ہے حال ہی میں ہماری سپاہ میں داخل ہوا ہے۔

کاؤنٹ :- بیاپخیٹی اس قدر بہادری سے کیا ملاحظہ کر رہے ہو، شاید غنیم دکھائی دیتا ہے ؟

بیاپخیٹی :- جنگل میں جو تھوڑی جگہ کھلی ہوئی ہے اس سے دیکھو تو پہاڑی پر ایک قلعہ معلوم ہوگا اس قوی دوربین سے اس کے دس دیواریں اور چاروں فصیل نظر آتے ہیں۔

کاؤنٹ :- سچ تو ہے، لیکن اس قلعے کو فتح کرنے میں دانتوں پسینا آجائے گا۔

بیاپخیٹی :- تمام شیاطین کی قسم ہرگز نہیں ! اس میں سرنگ لگائی جا سکتی ہے۔ پہلے ڈھکے ہوئے راستے . . . .

نیوفائٹ :- شہریوں کے جنرل . . . . . (بیاپخیٹی کو اشارہ سے روکتا ہے)

کاؤنٹ (نیوفائٹ کے کان میں) :- ذرا جوغہ کے نیچے دیکھو، تمنچہ دونوں پاؤں پر چڑھا ہوا ہے !

نیوفائٹ (علحدہ) :- کمبخت کہیں غارت ہو !

کاؤنٹ (بیاپخیٹی سے) :- آپ کے نزدیک اس قلعے کے محاصرے کا بہترین طریقہ کیا ہے ؟

بیاپخیٹی :- آزادی میں میرے بھائی ہو مگر معاملات جنگ میں میرے مشیر کار ہو۔ قلعہ سر ہونے پر میرے منصوبے خود بخود آئینہ ہو جائیں گے۔

کاؤنٹ (نیوفائٹ سے) :- میری نصیحت مان اور اسے فوراً قتل کر ڈال۔ ایسے ہی لوگوں سے امارت و انانیت کی ابتدا ہوتی ہے۔

ڈیکسا جولاہا :- لعنت ! ان سب پر لعنت !

کاؤنٹ :- بھائی اس درخت کے نیچے کیوں پڑا ہوا ہے، رنگ فق ہے چہرے سے وحشت برستی ہے

جولاہا :- کارخانوں کے مالکوں پر لعنت! سوداگروں پر لعنت! اور لوگ عشق و عاشقی کرتے ہیں، سیر سپاٹے میں وقت گزارتے ہیں، دلکش سبزہ زاروں میں خوش خوش پھرتے اور اپنا دل بہلاتے ہیں یا بحری سفر کرتے ہیں جہاں چاروں طرف کھلا ہوا سمندر ہے اور تازہ ہوا ہر سانس کے ساتھ دل میں اُمنگیں پیدا کرتی ہے مگر میری زندگی کا بہترین حصّہ تاریکی میں بسر ہوا، تیرہ و تار غاروں میں جہاں دم گھٹتا تھا، ریشم کاتنے کے چرخے نے اسی طرح پابزنجیر رکھا جس طرح ایسے مجرم کو بیڑیوں سے سابقہ رہتا ہے جسے حبس دوام کی سزا ملی ہو۔

کاؤنٹ :- تمہارے کمزور ہاتھوں میں پیالۂ شراب ہے فوراً چڑھا جاؤ اضمحلال دُور ہوکر توانائی آجائیگی۔

جولاہا :- مجھ میں اتنا حال بھی نہیں کہ اس ظرف کو ہونٹوں تک لے جاؤں۔ اس قدر ضعیف ہوں کہ یہاں تک بمشکل رینگتا آیا۔ اگرچہ آج موعودہ یوم آزادی ہے لیکن میرے لئے بہت تاخیر ہوگئی، (دم اُکھڑ جاتا ہے) کھانا، شراب، آرام، روشنی یہ سب میرے لئے بدیر مہیا ہوئے، لعنت اُن سوداگروں پر جو ریشمی کپڑا خریدتے ہیں اور اُن کارخانوں پر جو ایسا کپڑا تیار کرتے ہیں اور اُن امراء پر جو ایسے کپڑے پہنتے ہیں! لعنت!

(ایڑیاں رگڑ کر مر جاتا ہے)

کاؤنٹ :- پناہ بخدا! کیسی عبرتناک موت ہے! اے آزادی کے سخرے، عیسائی نما یہودی! اس جسد بے روح کو دیکھ جس پر غروب ہونے والے آفتاب کی خونیں شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ تیرے تمام وعدے اس کے کام نہ آئیں گے، وہ لفظوں

کے گھروندے کہاں ہیں جن میں دل کی جگہ خلو ہے، تکملۂ نفس، مساوات، انسانی آزادی، عالمگیر مرفہ الحالی؟

نیوفائٹ (علیحدہ) :- مغرور کاؤنٹ! کاش تو بھی ایسی ہی موت مرے! اوبد کتے تیری سڑی ہوئی لاش نوچیں۔ (بلند آواز سے) میں نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ اب مجھے رخصت کیجئے، مجھے اپنی سفارت کا نتیجہ بیان کرنا ہے۔

کاؤنٹ :- ڈرتا کیوں ہے، کہدینا کہ جاسوس کے شبہ میں میں نے تجھے حراست میں رکھا (چاروں طرف نظر دوڑا کر) اس دعوت مطلق العنانی کا شور ختم ہوا، اب صنوبر کے درختوں کے ماسوا جو آفتاب کی شفق گوں روشنی میں جھوم رہے ہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ یہ خونی روشنی گہرے معنی کی حامل ہے۔

نیوفائٹ :- کثیف بادل تیزی سے جمع ہو رہے ہیں، یہ طوفان کا پیش خیمہ ہے، ہوا سائیں سائیں چلنے لگی، آپ کو اپنے رفقا کے پاس جانا چاہیئے، درۂ کوہ میں وہ دیر سے آپ کے منتظر ہوں گے!

کاؤنٹ :- منتظر ہوں گے تو ہونے دو! میں بالکل محفوظ ہوں اور طوفان کا خوف نہیں۔ تجھے میری جان کا خیال ہے؟ شکریہ! لیکن میرے ساتھ پلٹ! ابھی ان شہریوں کا اچھی طرح معائنہ کرنا ہے۔

درختوں کے نیچے سے آوازیں آتی ہیں :- اے کہنہ آفتاب! تیری رات عیش میں بسر ہو! اے دشمن دیرینہ ہم فرزندان بام تجھے سلام اور تیرا جام صحت نوش کرتے ہیں۔ سن رکھ! تو نے ایک مدت ہمیں بلا اجرت کام کرنے پر مجبور کیا اور منہ اندھیرے سے شام تک برابر محنت لی، کل جس وقت برآمد ہوگا اپنے غلاموں کو سوتا پائیگا تا

پتیا پائے گا، ہم گوشت اور شراب سے پُر ہوں گے اور یہ بھی خبر نہ ہوگی کہ تو کب طلوع ہوا۔

ایک کسان (پیالہ پٹک کر) :- اے خالی پیالے، مجھے شیطان کے حوالے کیا!

نیو فائٹ :- یہ کسانوں کے غول ہمارا راستہ روکیں گے۔

کاؤنٹ :- تو مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتا، اس درخت کی آڑ میں چھپ جا اور اگر اپنی جان پیاری ہے تو خاموش رہ!

سب کسان (مل کر) :- آگے بڑھو! آگے بڑھو! تاکہ ان بھائیوں میں مل جائیں جو سفید خیموں میں یا شاہ بلوط کے عفریتی سائے میں چھاونی چھائے ہیں ہم دلچسپ شام کا خیر مقدم کرتے ہیں، چلو آرام کریں، سوئیں اور پھر جاگیں، جو جس لڑکی سے محبت کرتا ہے وہ اس کی منتظر اور مشتاق ہوگی تاکہ اپنا ہاتھ میں دے۔ ہم جن فربہ مویشیوں سے ہل چلاتے تھے انھیں دعوت کے واسطے ذبح کر ڈالا، اب کوئی تھکانے والی محنت نہ کریں گے۔

ایک آواز :- میں اپنی پوری طاقت سے اس کو گھسیٹ رہا ہوں مگر وہ زمین پکڑے لیتا ہے بلکہ میرے مقابلے کو آمادہ ہوتا ہے! آ، بوڑھے، بیوقوف! (جاگیردار کو زدوکوب کرتا ہے) لیٹ مردوں میں!

جاں بلب جاگیردار کی آواز :- تم میری اولاد کی جگہ ہو رحم کرو!

دوسری آواز :- ہونہہ! تو نے کبھی ہم پر رحم کیا تھا؟ آ اور ہمیں دوبارہ اپنی زمین کے ساتھ مجبور کر ہم سے جکڑ اور مفت خدمت لے! کیا ارادہ ہے؟ بتا کیا ارادہ ہے؟

تیسری آواز :- تو نے میرے اکلوتے بیٹے کو کوڑے مار مار کر ہلاک کیا، اب اسے خواب

مرگ سے بیدار کر یا خود موت کی چاشنی چکھ اور اسی کی راہ لگ !

چوتھی آواز (بطریق استہزا) - اے بوڑھے سردار! فرزندان ہام تیرا جام صحت پیتے ہیں اور تیرے آگے زمین پر ناک رگڑتے ہیں، عفو کے اُمیدوار ہیں۔

سب کسان (مل کر) :- ایک موذی نے ہمارا لہو چوسا تھا، ہم نے اُس وقت اُسے گرفتار کیا جب اُس کے ہونٹ ہمارے خون سے رنگین ہو رہے تھے، اب وہ ہمارے قابو میں ہے اور جیسا کہ ایک جاگیردار کے شایان شان ہے ہم قسم کھاتے ہیں کہ وہ بہت بلندی پر لٹکے گا، ہم لوگوں کے سر سے ہاتھوں اُونچا! شیطان کی قسم وہ ضرور مارا جائے گا!

ہر امیر کے لئے موت! ظالموں کا وقت برابر آ لگا! کھانا، شراب، آرام اب ہمارے واسطے ہیں، انھوں نے ہمیں فاقے دئے، حق تلفی کی، اب ہم زمین اور مکان، گوشت اور شراب ضرور حاصل کریں گے، ہم ننگے سہی مگر انسان ہیں، موذیو غارت ہو کر قبریں بساؤ!

دوسرے کسان :- تمہارے کشتوں کے پشتے یوں لگائے جائیں گے جیسے کھیتوں میں بالیوں کے انبار، تمہاری گردنیں مروڑی جائیں گی اور تمہارے فلک نما محلوں کی اینٹ سے اینٹ بجے گی اور خاک اس طرح اُڑے گی جیسے غلہ پھٹکنے میں بھوسی! اس طرح فنا ہو گے جیسے آگ سے بھوسے کا ڈھیر، اس بھاری آلاؤ کے سامنے فرزندان ہام ناچیں گے اور تمام رات اس کے گرد ناچیں گے۔

کاؤنٹ :- اس قدر ازدحام ہے کہ مقتول امیر کی لاش نہیں دکھائی دیتی!

نیو فائٹ :- شاید وہ تمہارا دوست یا عزیز تھا؟

کاؤنٹ :- خاموش! میں اس کو ذلیل سمجھتا ہوں اور مجھ سے کراہت آتی ہے! تاہم اس وحشیانہ و نفرت خیز منظر کو بھی میری شاعری کسی دن آب زر میں غوطہ دیکر پیش کریگی!
یہودی! آگے بڑھو! (درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو جاتے ہیں)

(اسی جنگل کا دوسرا حصہ - ایک ٹیلے پر کئی جگہ آگ روشن ہے - ایک جلوس گزرتا ہے جس کے ہمراہ مشعلیں ہیں، کاؤنٹ ہنری اور یہودی ٹیلے کے نیچے نمودار ہوتے ہیں)

کاؤنٹ :- کانٹوں نے میری ٹوپی کو تار تار کر دیا! وہ عنابی شعلے کیسے ہیں جو دوزخ کی آنچ کی طرح درختوں سے بلند ہو رہے ہیں اور جنہوں نے تاریک جنگل کی طویل و سایہ دار محرابوں میں آتشیں کرن ٹانک دی ہے۔

نیوفائٹ :- درے کی تلاش میں ہم لوگ راستہ بھول گئے۔ پچھلے پاؤں جنگل کو پلٹنا چاہئے۔ اس مقام پر آج کی رات لیونارڈو اپنے جدید مذہب کے رسوم بڑی دھوم دھام سے ادا کرے گا۔ میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ واپس چلئے آگے بڑھنے میں موت کا سامنا ہے!

کاؤنٹ :- میں نے اپنے جی میں ٹھان لی ہے کہ ضرور سیر کروں گا، یہی تو دیکھنا چاہتا تھا، یہودی ڈرتے نہیں، کوئی ہمیں پہچان نہیں سکتا۔

نیوفائٹ :- دوراندیشی سے کام لیجئے، اس وقت ہماری جانیں بال کے سہارے بندھی ہیں۔

کاؤنٹ :- چاروں طرف کیسی بھیانک بربادی کے آثار نمایاں ہیں، جہاں ملبہ دنیا ہمارے سامنے پڑی ہے وہ اپنی شکستوں میں بھی عظیم ہے، صدیوں کے مقابلہ کے بعد مغلوب ہوئی منہدم و شکستہ ستون و گنبد، منقش چھتیں، نازک بیل پائے، مرمریں مجسمے، کانسیں جن میں سنہری کام بیل ہے، گلابی کھڑکیاں اور گلنار شیشے کھلے جا رہے ہیں اور کراہتے ہیں،

مصوری اور سنگ تراشی کے نمونے، قدیم صناعیاں، دیواروں کے اُبھرے ہوئے نقش و نگار سب پامال ہو رہے ہیں!

اے خدا کیا وہ حضرت مریم مادر مسیح کا چہرہ ہے جو تاریکی میں چمک رہا ہے؟ وہ غائب ہو گیا! اُس کی جگہ ایک فرشتہ مقدس کا چہرہ حلقۂ نور میں نمودار ہوا، ایک عجیب ہے جس کے گرد ہر دھات کا جنگلہ ہے، اُف! مشعل کی روشنی میں کسی پچھلے سورما کی منقلب قبر دکھائی دی۔ صلیبیں اور دوسری یادگاریں برف کے گالوں کی طرح منتشر ہو رہی ہیں!

اے یہودی! میں کہاں ہوں؟

نیوفائٹ: — ہم لوگ مذہب قدیم کے جدید ترین قربان گاہ سے جو گرجے کے متعلق تھا گذر رہے ہیں۔ چالیس دن لگاتار کوشش کی تب کہیں ڈھا سکے، معلوم ہوتا تھا کہ ابدالآباد تک قائم رہنے کو بنایا گیا ہے!

کاؤنٹ: — اے نئے آدمیو، تمہارے گیت اور بھجن میرے کانوں کو ناگوار ہیں۔ مجھے ہر چہار طرف دھندلی پرچھائیاں چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں، سایہ دور کے تغیر پذیر اجسام سیلاب بھرنے والی ہوا کے جھونکوں میں اڑتے پھرتے ہیں، گویا روحوں کے ساختہ پرداختہ بادل ہیں۔

ایک شخص: — اے شہری، آزادی کے نام پر تجھ کو خوش باش کہتا ہوں۔

دوسرا شخص: میں تمہیں امرا کے قتل پر مبارکباد دیتا ہوں!

تیسرا شخص: — پیشوایانِ دین آزادی کا ترانہ الاپ رہے ہیں، شریک ہو کے جلد جلد قدم کیوں نہیں اُٹھاتے؟

نیوفائٹ: — گریز دشوار ہے مجبوراً آگے بڑھنا چاہئے۔

کاؤنٹ:۔ وہ نوجوان کون ہے جو سامنے قدیم قربان گاہ کے منہدم آثار پر ایستادہ ہے، اُس کے قدموں کے پاس تین شعلے فروزاں ہیں جن کی تیز روشنی اور دھوئیں میں اُس کا چہرہ عجیب طور پر چمک رہا ہے، اُس کے اشاروں سے وحشت و بیخودی برستی ہے اور آواز اس طرح گونجتی ہے جیسے کسی دیوانے کی چیخ۔

نیوفانٹ:۔ یہی لیونارڈ ہماری آزادی کا نوجوان و صاحب الہام نبی ہے! یہ سب فلسفی و شاعر و صناع و پیشوایان مذہب ہیں جو مع اپنی لڑکیوں اور معشوقوں کے اُس کے گرد حلقہ کئے ہوئے ہیں۔

کاؤنٹ:۔ میں سمجھا یہ تمہارا طبقۂ امرا ہے! وہ آدمی کہاں ہے جس نے تم کو میرے پاس ملاقات کا بندوبست کرنے بھیجا۔

وہ تو یہاں نہیں معلوم ہوتا۔

لیونارڈ:۔ اُڑ کر میری گود میں آجا اور ہمارے ہونٹوں کو اس طرح باہم چمٹنے دے کہ سانسیں شعلے بن جائیں! اے میری حسین محبوبہ، آ! مجھ تک پر لگا کر آ! نقاب تیرے رُخ سے اور دقیانوسی خیالات دل سے دور ہو گئے، دختران احرار میں تو ہی میرا انتخاب ہے۔

ایک لڑکی کی آواز:۔ میرے پیارے! میرے محبوب تجھ تک اُڑتی ہوئی پہنچتی ہوں!

دوسری لڑکی کی آواز:۔ میری طرف دیکھ! میں صرف اپنے ہاتھ تیری طرف پھیلا کر رہ جاتی ہوں بلکہ بے خود کرنے والی مجنونانہ مسرت کی شدت سے بیہوش ہو کر تیرے قدموں میں گرتی ہوں، اُٹھ نہیں سکتی، تیرے چہرے کی طرف ٹکٹکی بندھی ہے!

تیسری لڑکی:۔ دیکھ پیغمبر دیکھ! میں ان سب پر سبقت لے گئی چنگاریوں، جلتی ہوئی راکھ، آگ، شعلوں اور دھوئیں سے گزر کر تیرے چرن لیتی ہوں! آ میرے محبوب! تجھے گلے

لگا لوں !

کاؤنٹ :۔ اُس کے سیاہ لمبے بال ہوا میں اُڑ رہے ہیں، وہ ہانپتی ہوئی قربان گاہ پر چڑھ گئی!

نیوفائٹ :۔ ہمارے نوجوان پادری کو روز ایسے واقعات پیش آتے ہیں :

لیونارڈو :۔ آ، اے راحت جان و دل آ! اے دخترِ آزادی آ! تو الہامِ ربانی کے باعث کانپ رہی ہے، اس کا تھوڑا حصہ مجھے مستعار دے کہ اپنے بھائیوں کو درس دوں۔ الہامی الفاظ میرے تھرّاتے ہوئے ہونٹوں میں پھونک دے!

کاؤنٹ :۔ لڑکی کا سر جھک گیا اور دورے شروع ہو گئے! گر پڑی اور اعضا میں تشنج ہے!

لیونارڈو :۔ لوگو ہماری طرف متوجہ ہو۔ ہم تمہارے سامنے ایسی نسل کی شبیہ پیش کرتے ہیں جو تمام قیود سے آزاد ہے۔ ہم عہدِ ماضی کی مسمار شدہ عمارت پر کھڑے ہوئے ہیں، عزت و سربلندی ہماری ہیں۔ ہم نے ہر شئے کو کچل کر خاک میں ملا دیا، قدیم زمانے کا خدا مر گیا، بندے سے بند جُدا کیا گیا، ہمارا فاتحانہ دماغ اُس کی جائے قرار کی بلندی تک پہنچ گیا اور اس کی روح کو دائمی معدومیت کی طرف ڈھکیل دیا!

سب عورتیں مل کر :۔ خوش نصیب اور مبارک ہے پیغمبر کی معشوقہ! ہم اُس کی عظمت اور اُس کی قسمت پر رشک کرتے ہیں۔

لیونارڈو :۔ میں تمہیں ایک نئی دنیا اور بہشت کو ایک نیا خدا دیتا ہوں، یعنی خدائے آزادی و نجات، جمہور کا خدا! ہر ظالم کی لاش اُس کی قربان گاہ کے درخور ہے۔ ایسی لاشوں کا انبار آسمان تک پہنچ جائے گا اور خون کا سمندر موجزن ہو کر انسان کے گزشتہ مصائب کو بہالے جائے گا۔ آنسو بہت بہہ چکے، اب دورِ عیش و مسرتِ دوام کا آغاز ہے، آج یوم الاحرار ہے!

اُس کے لئے تباہی اور سول جماعتی کو دوبارہ ترتیب دینا چاہیے اور اس طرح انسان
کی مساوات کاملہ کے قلات سازش کرے۔

سب مرد (مل کر):۔ اوہام اور مظالم کے گنبد ڈھا گئے! اس کے لئے موت اور بربادی جو اس
کہنہ و بوسیدہ عمارت کا ایک روڑا بھی محفوظ رکھے!

نیو فائٹ (علیحدہ):۔ یا ھو کے حق میں کلمات کفر استعمال کرنے والو تم پر تین بالوقت بہت
جلد تباہ ہو گئے!

کاؤنٹ:۔ اے عقاب اگر تو اپنے وعدے پر قائم رہا تو میں اسی جگہ انہیں مردودوں کی جھکی
ہوئی گردنوں پر ابن اللہ کا ایک نیا معبد تعمیر کروں گا۔

مختلف نعرے ایک ساتھ:۔ آزادی، مساوات، شانتی!

نئے پادری: کہاں ہیں امراء و سلاطین جو ظالمانہ غرور و نخوت کے ساتھ حکومت کرتے تھے
اور تاج شاہی بر سر و عصائے خسروی در دست اپنا دبدبہ و صولت دکھاتے پھرتے تھے
وہ آج کہاں ہیں؟

آوازیں:۔ غارت ہوئے! ہمیشہ کے واسطے غارت ہوئے! مرحبا! مرحبا!

ایک قاتل: میں نے شاہ الگزنڈر کو قتل کیا!

دوسرا قاتل:۔ میں نے شاہ جوزف کو!

تیسرا قاتل:۔ میں نے شاہ ایمنوئل کو! مرحبا!

لیونارڈ:۔ بے دھڑک آگے بڑھو اور بغیر پچھتائے ہوئے قتل کرو۔ تم مقبولوں کے مقبول
ہو کیونکہ اس خدا کے بیٹے ہو جسے جمہور نے منتخب کیا ہے۔ تمہیں شہید راہ آزادی و شہ
پناہ آزادی ہو!

سب قاتل (مل کر) :- ہم رات کی تاریکی میں دبے پاؤں چلتے ہیں، سایہ ہماری نقل و حرکت کا پردہ پوش ہوتا ہے۔ ہمارے بازو قوی اور ہمارے حربے تیغ و خنجر ہیں، ہم اپنے بھائیوں کی بہبود کے واسطے خون بہاتے ہیں!

لیونارڈو (نوجوان لڑکی سے) :- اے میری محبوبہ چوکنا ہو! (بجلی کی کڑک سنائی دیتی ہے۔ جس سے مخاطب ہوکر) اُس زندہ خدا کو لبیک کہو جو زبان رعد سے گفتگو کرتا ہے! آزادی کے مستعد فرزندو میری متابعت کرو! گنگناؤ! آؤ ایک مرتبہ اور اس مردہ خدا کو جھٹکا دیں!

اے میری معشوقہ جاگ! اور اپنے جھکے ہوئے سر کو بلند کر!

لڑکی :- تیری اور تیرے خدا کی محبت نے مجھ میں گرمی اور چمک پیدا کر دی ہے وہ! میں تمام بنی آدم اور کل کائنات کو اپنی محبت میں شریک کروں گی! میں چمک رہی ہوں! چمک رہی ہوں!

کاؤنٹ :- وہ کون ہے جو راستہ روکے ہوئے ہے؟ وہ جو زمین پر گھٹنے ٹیکے ہوئے اور ہاتھ اُٹھائے ہوئے کراہ کراہ کے بولتا ہے؟

نیو فائٹ :- ہمارے فلسفی کا لڑکا ہے۔

لیونارڈو :- ہرمین! کیا چاہتا ہے؟

ہرمین :- اے بزرگ پادری مجھے بھی قتل کا منصب دے!

لیونارڈو :- تیل، خنجر اور زہر اسے ہرلاؤ! اس پاک تیل سے جو کسی وقت سلاطین کے جسم پر ملا جاتا تھا، میں اُن کے قتل کا فتویٰ دیتا اور تجھے اُن کے قتل پر مامور کرتا ہوں، اُمرا اور خطاب یافتہ لوگوں کے قدیم حربے تیرے سپرد کرتا ہوں، اُنہیں کی موت

کے واسطے ان حربوں کو استعمال کر، زہر کی صراحی تیرے سینے پر لٹکا تا ہوں، جہاں تلوار کی رسائی نہ ہوگی یہ ظالموں کی انتڑیاں کاٹے گا اور اُن کا کلیجا بھونے گا! جا تجھے دنیا کے تمام جابروں کو تباہ کرنے کا حق حاصل ہو گیا!

کاؤنٹ:۔ وہ قاتلوں کا سرخیل بن کر روانہ ہوا مجمع پہاڑی پر چڑھ کر یقیناً ہماری طرف آرہا ہے۔ لیونارڈ پیش پیش ہے۔

نیوفائٹ:۔ ہمیں یہاں سے چلا جانا چاہیے۔

کاؤنٹ:۔ ہرگز نہیں میں اس خواب کو انتہا تک دیکھوں گا!

نیوفائٹ (علحدہ) یا ھو! میری سُن لے اور اس کمبخت کو جلد غارت کر! (کاؤنٹ ہنری سے) لیونارڈ مجھے ضرور پہچان لے گا۔ آپ نے وہ خونخوار چھرا دیکھا جو اُس کے سینے پر چمک رہا ہے؟

کاؤنٹ:۔ یہودی! میرے چوغے کی تہوں میں چھپ جا! کیا اُن عورتوں کو پہچانتا ہے جو اُس شخص کے گرد ناچ رہی ہیں تو جس کو لیونارڈ کہتا ہے؟

نیوفائٹ:۔ سب کو نام بنام جانتا ہوں۔ وہ ان شہزادوں اور امیروں کی بیویاں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر ہمارا مذہب اختیار کیا ہے۔

کاؤنٹ:۔ ایک وقت تھا کہ میں عورتوں کو فرشتہ سمجھتا تھا۔ ان کی پرستش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مجمع نے اُسے گھیر کر میری نگاہ سے پوشیدہ کر دیا، لیکن چونکہ گانے کی آواز مدہم ہوتی جاتی ہے وہ مع اپنے ہمراہیوں کے ہم سے دُور ہوتا جاتا ہے، یہودی! میرے ساتھ آ، یہاں سے اچھی طرح دیکھ سکیں گے۔ (ایک دیوار کے پشتے پر چڑھ جاتا ہے)

نیوفائٹ:۔ ہائے! ہائے! یہاں تو ہر شخص ہمیں پہچان لے گا!

کاؤنٹ:۔ میں اُسے دیکھ رہا ہوں، دوسری عورتوں نے جن کے اعضا میں تشنج ہے، جن کا

رنگ زرد ہے اور فاقہ زدہ معلوم ہوتی ہیں اُس کے گرد ہجوم کیا ہے، فلسفی کالڑکا بھی

ہے، اُس کے منہ سے کف جاری ہے، عجیب وغریب اشارے کرتا اور خنجر کو گردش دے رہا

ہے، وہ شمالی برج تک پہنچ گئے، منہدم عمارت کے گرد رقص کیا، شکستہ چیزوں کو روندا

گاتھک زمانے کے تعمیر کردہ معبد کو توڑا، مقدس اُفتادہ قربان گاہوں، مذہبی تصویروں

اور ٹوٹی ہوئی صلیبوں پر آگ پھینکی! شعلے بھڑک رہے ہیں ——— دھواں بلند

ہوا اور پیش نگاہ جو منظر تھا اُس پر تاریکی چھاگئی! لعنت ہو ان مشرکوں اور مرتدوں پر!

افسوس! افسوس!

لیونارڈ:۔ حیف ہے اُن لوگوں پر جو اب تک ایک بے جان خدا کی عبادت میں سر جھکاتے

ہیں!

کاؤنٹ :۔ یہ سیاہ کارغول پلٹا اور اب ہماری طرف آرہا ہے۔

نیوفائٹ :۔ یا ابراهیم

کاؤنٹ :۔ عقاب شہرت! ابھی میرا وقت نہیں آیا!

نیوفائٹ :۔ اب قضا آگئی! کوئی صورت مفر کی نہیں!

لیونارڈ:۔ (دونوں کو ٹوک کر) :۔ بھائی تو کون ہے جس کے چہرے سے رعونت ٹپکتی ہے؟ ہماری

معیت میں کیوں نہیں چلتا؟

کاؤنٹ :۔ میں نے کل ہی اس احتجاج کی خبر سُنی اور سنتے ہی بہت مسافت قطع کرکے تمہاری

کمک کو آیا ہوں، میں ہسپانوی جماعت گُمشدگان کا رکن ہوں!

لیونارڈ:۔ اور یہ کون ہے جو تمہارے فرغل میں منہ چھپانا چاہتا ہے؟

کاؤنٹ :۔ میرا چھوٹا بھائی ہے اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک کسی امیر کو قتل نہ کرلوں گا

کسی کو منہ نہ دکھاؤں گا!

لیونارڈ :- اور تم نے کس کے قتل کا فخر حاصل کیا ؟

کاؤنٹ :- کل ہی تو قتل کا بیڑا اٹھایا ہے !

لیونارڈ :- سب سے پہلے کسے قتل کرو گے ؟

کاؤنٹ :- سب سے بڑے ظالم کو! لتیں کو، اگر دغا باز ثابت ہو !

لیونارڈ :- لے بھائی! ایسے کام کے واسطے میرا خنجر حاضر ہے !

کاؤنٹ (اپنا خنجر نکال کر) :- دغا باز کا کلیجا چیرنے کو یہ کافی تیز ہے !

بہت سی آوازیں :- آفریں لیونارڈ کو جو جمہور کا دوست ہے !

دوسری آوازیں :- زندہ باش! پائندہ باش! قاتل ہسپانوی !

لیونارڈ :- کل ہمارے جنرل کے خیمے میں مجھ سے ملنا !

سب پادری (مل کر) :- اے دوست! ہم آزادی کے نام پہ تجھے سلام کرتے ہیں۔ تو ہماری حفاظت کا امین ہے۔ وہ یقیناً فتحیاب ہوتا ہے جو ہمیشہ جنگ و جدل، قتل و غارت پہ کمربستہ رہتا ہے اور شکست کے خوف کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔

سب فلسفی (مل کر) :- آخر کار نسل انسانی کو ہم نے اس کے طویل و طفلانہ خواب سے بیدار کر دیا اور صداقت بے نقاب ہو گئی۔ ہم اس کو تاریکی سے روشنی میں کشاں کشاں لے آئے ـــــ روانہ ہو، اے مارو یامر باد۔ تاکہ اس کے وقار اور قوت کا اظہار ہو۔

ایک فلسفی پیلاٹا (کاؤنٹ ہنری سے) ساتھی اور دوست! پرانے زمانے کے ایک ولی کی خالی کھوپڑی میں تیرا جام صحت پیتا ہوں (اس کے بعد بوسیدہ کاسۂ سر کو جو ہاتھ میں ہے پھینک دیتا ہے)

ایک لڑکی (کاؤنٹ ہنری کی طرف ناچتی ہوئی آتی ہے) کیا تم شاہ پیڈلس کو میری خوشنودی

کے لئے قتل کروگے؟

لڑکے :۔ ہمارے واسطے امیروں کی کھوپریاں لا دو۔ نئے گیندوں کی ضرورت ہے!

دوسرے لڑکے :۔ قسمت کی یاوری تمہارے خنجروں کو اُن کے دلوں تک پہنچا دے!

مجمع کاریگراں :۔ ہم اپنا گرجا ان مسمار شدہ کا تھک عمارتوں پر بنائیں گے۔ اسکی چاردیواری کے اندر موتیں نہوں گی، نو کدار گدالوں اور دھاردار اوزار کی محرابیں ہوں گی۔ اس کے ستون کا سہارے سر پر قائم ہوں گے بالائی حصّوں پر بیلوں کی جگہ بالوں کی موئی موئی لٹیں ہوں گی جن سے خون کی سوتیں جاری ہوں گی۔ ہماری قربان گاہ ایسی سفید ہو گی جیسے ابھی ابھی گری ہوئی برف اور ہمارا خدا ئے واحد آزادی کی سرخ ٹوپی پہنے ہوئے متمکن ہوگا! مرحبا!

دوسری آوازیں :۔ بڑھو، بڑھو! سپیدۂ سحر نمودار ہو چلا۔

نیو فائٹ :۔ بس اب ہم سامنے والی سولی پر چڑھ جائے گے!

کاؤنٹ :۔ وہ لیونارڈ کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں، ہماری طرف متوجہ نہیں ہیں۔

خلفشار میں ڈالنے والے مستقبل کو، اُس بے ترتیبی کو جس میں جان پڑ رہی ہے، اُس تیرہ غار کو جو میرے اور میرے بھائیوں کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے اور مقابل عزّت ماضی کو فنا کی دھمکی دے رہا ہے آج آخری مرتبہ دیکھتا اور تولتا ہوں۔ پھر تو پانی سر سے اُونچا ہو ہی جائے گا۔

مایوسی وغم کی تلخی میری روح میں تازہ جوش پیدا کر رہی ہے۔ اے خدا! ایک بار پھر وہی آتشیں قوت دیدے جس کا میں کبھی مالک تھا تاکہ زنگا رے کی طرح دہکتی ہوئی ایک لفظ میں اس نئی اور بھی دنیا کی تصویر کھینچ کر اس کی خباثت کو آئینہ

کردوں جسے آنے والی نسلیں اپنی شاعری کا نصب العین بنائیں!

ایک آواز :- تو ایک ڈرامہ گا رہا ہے!

کاؤنٹ :- تو دوست ہو یا دشمن، میں اس یاددہانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ اپنے آبا و اجداد کی خاک کی بے حرمتی کا قصاص ضرور لوں گا ان جدید نسلوں پر قہر خدا نازل ہو!

گرداب میرے گرد جوش کھا رہا ہے، اور چاہتا ہے کہ مجھے اپنے دم بدم تیز ہونے والے دھارے میں بہا لے جائے، یہ ممکن نہیں، نہ اس اتھاہ سیلاب کے بے شعوری سے پے بہ پے پھیلنے والے دائرے مجھے اپنے حلقہ میں لے سکتے ہیں!

عقاب! اے میرے عقاب! اپنے وعدے پر قائم رہ! یہودی! اب میں درے سے گزرنے کو تیار ہوں!

نیوفائٹ :- صبح ہو گئی، اب میں آگے نہیں جا سکتا۔

کاؤنٹ :- مجھے راستہ بتادے پھر جہاں چاہنا چلا جانا۔

نیوفائٹ :- آپ اس کھنڈر، کانٹوں، راکھ کے ڈھیر اور تاراج مقاموں میں مجھے کیوں گھسیٹتے ہیں، میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے رخصت کیجئے۔

کاؤنٹ :- پہاڑی سے میرے ساتھ اُتر!

حواس باختہ انسانوں کے آخری وحشیانہ گیت ختم ہوئے، چھدری روشنیاں جھلملاتی اور تاریکی میں بمشکل نظر آتی ہیں، ان معمر درختوں کے نیچے اور زرد بخارات میں مجھے ماضی کے کشیدہ قامت سائے دکھائی دیتے ہیں .... کیا تو وہ غمگین صدائیں نہیں سنتا؟

نیوفائٹ :- منجمد کرنے والا کہر ہر شئے پر چھایا ہوا ہے اور ہمارا ہر قدم ہمیں ہلاکت سے

تخریب کر رہا ہے!

روحوں کی ہلی ہوئی آوازیں جنگل سے آ رہی ہیں :-

ماتم کرو مسیح کا!

وہ مبتلائے غم خدا ،

ہے ہے جلا وطن ہوا ،

راعی سے گلہ چھٹ گیا ،

ماتم کرو مسیح کا![1]

گرجا مقدس اب کہاں ؛

باقی نہیں کہیں نشاں ۔

نظروں میں تیرہ ہے جہاں ۔

اپنا سہارا اُٹھ گیا ،

ماتم کرو مسیح کا! ماتم کرو مسیح کا!

کاؤنٹ :- تلوار نیام سے لو اور مصروف جدال ہو! میں اُسے تم کو واپس دوں گا!

اور اُس کے دشمنوں کو ہزاروں صلیبوں پر چڑھا دوں گا!

روحیں :-

نگراں ہے شبانہ روز تھے ہم اُس کی جائے پاک کے
ناظر[2] گھڑی گھڑی رہے ، اسلاف کی بھی خاک کے

[2] ناظر نگہبان

---

[1] ہر مصرع کا وزن مستفعلن مستفعلن دوبار ہے۔ یہ بحر اُردو میں نئی ہے۔ فارسی میں بھی نظر سے نہیں گزری۔ اہل فن دیکھیں گے کہ اس بحر کے اوزان کا استخراج اصولاً درست ہے۔ آثر

جس دم صدائے بازگشت ٹکراتی گنبدوں سے تھی
کرتے تھے وجد شش جہت یہ شان تھی دعاؤں کی

یا نغمے ارغنون کے تھے فردوس گوش ایک ایک
یا کچھ نشاں ہیں خون کے عبرت فروش ایک ایک

نقش و نگارِ سقف و در پانی سے جیسے ڈھل گئے
وہ شاہکار صد ہنر مٹی میں کیسے رُل گئے

رنگین شیشے چور چور ٹوٹی ہوئی ہیں مورتیں
بکھرے ہوئے ہیں دور دور مستور کچھ ہیں خاک میں

مرکز تھا جو خیال کا صد حیف وہ نہیں رہا
شیرازہ منتشر ہوا تختہ ہی وہ اُلٹ گیا

انسان مطلق العنان سمجھا خدا ہے آپ کو
ظلمت پہ صبح کا گماں دھوکا دیا ہے آپ کو

گرجا مقدس اب کہاں — باقی نہیں کہیں نشاں
نظروں میں تیرہ ہے جہاں — اپنا سہارا اُٹھ گیا
ماتم کرو مسیح کا ! ماتم کرو مسیح کا

کاؤنٹ :- آفتاب طلوع ہوا اور سائے اُس کی سُرخ شعاعوں میں حل ہو گئے !

نیو فائٹ :- آپ کا راستہ وہ ہے ، ہم درۂ کوہ کے دہانے پہ پہنچ گئے -

کاؤنٹ :- المدد خداوند یسوع مسیح ! المدد اے تیغ خوش غلاف ! (کلاہ آزادی کو سے نوچ کر زمین پر پھینک دیتا ہے اور اُس میں کچھ سِکّے سونے چاندی کے ڈال دیتا ہے بطور یادگار اس ٹوپی کو اور جو کچھ اس میں ہے لے جا ! یہ دونوں لازم و ملزوم

نیو فائٹ :- آپ نے قول دیا ہے کہ آج رات کو جو آپ سے ملنے آئے گا اُسے گزند پہنچائیں گے ؟

کاؤنٹ :- شریف اپنے وعدے کو دوہراتا ہے نہ اُس کے خلاف کرتا ہے ، جا !

اے مسیح ! اے میری تلوار ! تمہارا خیر مقدم کرتا ہوں !

درۂ کوہ سے آوازیں :- تا دیر قائم رہے ہمارا اتحاد ، ہماری تلواریں اور حضرت مریم !

کاؤنٹ (نیو فائٹ سے) :- رخصت ! اب میں ہوں اور میرے وفادار رفیق !

مسیح و مریم المدد !

چوتھا نظارہ

(درخت، جھاڑیاں، پینکراس، لیونارڈو اور ہمراہی)

پینکراس :- یہیں خاموش لیٹے رہو، کان زمین سے لگے رہیں، کوئی اشارہ نہ کرنا، نہ آگ سلگانا، اگر میرے پستول کی آواز سنو تو فوراً لپکو ورنہ صبح تک یہاں سے جنبش نہ کرنا!

لیونارڈو :- شہری: میں ایک بار پھر استدعا کرتا ہوں کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو!

پینکراس :- اس لمبے صنوبر کے درخت کے نیچے استراحت کرو، بلکہ ممکن ہو تو سو جاؤ!

لیونارڈو :- مجھے اپنے ساتھ رہنے دو، کیوں اپنی جان مغرور کاؤنٹ ہنری کے حوالے کرتے ہو؟

پینکراس (ٹھہرنے کا اشارہ کرکے) :- یہ لوگ اپنے قول سے منحرف نہیں ہوتے۔

پانچواں نظارہ

(کاؤنٹ ہنری کے محل کا ایک وسیع کمرہ، پرانے اسلحہ اور خاندانی تصویریں، ایک ستون پس پشت ہے جس پر کاؤنٹ ہنری کے خاندان کا مارکہ بنا ہوا ہے، کاؤنٹ ایک سنگ مرمر کی میز کے سامنے بیٹھا ہوا ہے، میز پر ایک قدیم وضع کا لیمپ روشن ہے، ایک تلوار بھی رکھی ہے جس کا قبضہ مرصع کار ہے، دو پستول ہیں، ایک شیشہ ساعت اور ایک کلاک، اس میز کے مقابل ایک دوسری میز پر نقرئی صراحیاں، کنٹر اور شراب کے بڑے بڑے پیالے چنے ہوئے ہیں)

کاؤنٹ ہنری :- آدھی رات! یہی تو معنی ساعت تھی اور ایسے ہی خطرات و توہمات آخری

بروٹس کو بھی گھیرے ہوئے تھے جب اُس کی قسمت کا ستارہ گردش میں آیا، مجھے بھی ایک سایہ کا انتظار ہے، ایک ایسے شخص کا جو گمنام ہے، جس کے آبا و اجداد کا پتہ نہیں، جس کا کوئی ہادی نہیں، مذہب نہیں، خدا نہیں، جس کا فرض، دین پچھلے کارناموں کو مٹانا ہے، اگر مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اُسے دوبارہ گمنامی میں ڈبو دوں تو وہ سوسائٹی، اُس کے روایات، اُس کے عقائد کو فنا کر دے گا اور قسمت انسانی کے ایک نئے دور کی بنیاد رکھے گا، یہ ہے وہ جدید قیصر جس کا میں منتظر ہوں! ..... عقاب شہرت سن! اے میرے بزرگوں کی روح مجھ میں وہ آتشیں طاقت پھونک دو جس کی بدولت تم دنیا پر حکمراں تھے، آہ! وہی شیر کا دل دیدہ و جو تمہارے سینوں میں دھڑکتا تھا، اپنی مرعوب کرنے والی شان کو میری پیشانی سے جلوہ گستر کرو، میری روح میں مذہب کی وہ آگ بھڑکے جو غیر مفتوح تھی اور جس کا عقیدہ مسیح اور اس کے کلیسا میں راسخ تھا، جو امور دنیوی میں تمہارا رہبر تھا اور اُمید نجات کو استوار کرتا تھا، اس مقدس آگ کو دوبارہ مجھ میں مشتعل کرو تاکہ اپنے دشمنوں کو اُس کی اور تلوار کی آنچ سے جلا کر تباہ کر دوں، اپنے مخالفوں پر فتحیاب ہوں اور ان کو تہ تیغ کروں، ان بے شمار فرزندان خاک کو جو میرے منہ آتے ہیں! میرے! جس کی سو پشتیں حکمرانی میں گزریں اور جو تمہاری تمام خوبیوں، عقیدوں اور غلطیوں کا تنہا اور آخری وارث ہے!

(قلعہ کا گھنٹہ بجتا ہے)

وقت مقررہ آگیا! میں تیار ہوں! (وفادار جیکب مسلح داخل ہوتا ہے)

جیکب :- جس شخص کے منتظر تھے حاضر ہے،

کاؤنٹ :- آنے دو!

(جیکب جاتا ہے۔ دوبارہ داخل ہوکر پینکراس کا نام لیتا اور پلٹ جاتا ہے)

پینکراس:۔ کاؤنٹ میں تمہیں سلام کرتا ہوں گو لفظ کاؤنٹ میرے ہونٹوں کو اجنبی معلوم ہوتا ہے (ایک کرسی پر چوغہ اور سرخ ٹوپی اتار کر رکھ دیتا ہے، اُس ستون کو بغور دیکھتا ہے جس سے خاندانی مارکہ آویزاں ہے)

کاؤنٹ:۔ میں تمہارا شکر گذار ہوں کہ اس قدیم خاندان کے قول پر اعتماد کیا، دستور کے موافق تمہارا جام صحت پیتا ہوں (ایک پیالہ بھر کر پینکراس کو دیتا ہے)

پینکراس (اب تک ستون کی طرف دیکھ رہا ہے):۔ اے شریف کاؤنٹ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو یہ نیلی اور سرخ ڈھال گزرے ہوئے لوگوں کی بھولی ہوئی زبان میں خاندانی مارکہ کہلاتی تھی، لیکن ایسی غیر ضروری چیزیں روئے زمین سے بہت جلد غائب ہو جاتی ہیں

کاؤنٹ:۔ اگر خدا کی مدد شامل حال ہے تو دوبارہ ظاہر ہوں گی!

پینکراس:۔ قدیم شرفا کا کیا کہنا! تمہارا جواب اُن کے شایان شان ہے، امرا دور حاضر سے سبق نہیں لیتے بلکہ ہمیشہ اپنی ذات پر بھروسا کرتے ہیں، پیسہ پاس نہیں قرض ملتا نہیں مگر وہی اکڑ فوں، وہی گھمنڈ، وہی نصیبہ کے خلاف اُمید! فوج نہیں اختیار نہیں مگر جذبہ سربلندی ہے! نقل مشہور ہے کہ مرنے پر تابوت سے دھمکیاں دیتے ہیں کہ قبرستان میں سمجھیں گے!

جب اپنا آسرا ٹوٹ جاتا ہے تو خدا پر تکیہ کرتے ہیں یا بہانہ کرتے ہیں کہ خدا پر تکیہ ہے، اے کاؤنٹ ذرا مجھے اُن بجلیوں کی جھلک تو دکھا دو جو خدا نے خاص تمہارے فائدے کے لئے اٹھا رکھی ہیں، جن سے میں اور میرے لکھ کھا ماتحت خاک سیاہ کئے جائیں گے! وہ عظیم الشان فرشتے کہاں ہیں جو تمہاری مدد کریں گے، جن کی اعانت سے

مجھ پر غلبہ پاؤ گے، اور خونریزی کے بغیر تمام دنیا مطیع و منقاد ہو جائے گی، دماغ شعر اب

خالی کرتا ہے۔

کاؤنٹ:۔ اے جمہور کے سردار تجھے مذاق سوجھا ہے لیکن کفر بھی ایک پرانا نسخہ ہے۔ نئے

آدمیوں سے نئی باتوں کی توقع تھی :

پیٹکلاس:۔ کاؤنٹ صاحب آپ کا خیال ہے کہ اپنی حاضر جوابی پر ہنسئے، لیکن میں عقائد میں

آپ سے زیادہ پختہ ہوں اور میرے عقائد کا دائرہ عمل آپ کے مذہب سے زیادہ

وسیع ہے۔ میرے دین کا سنگ بنیاد "آزادی انسان" ہے، اس کا سرچشمہ وہ ہولناک

و مایوسانہ چیخیں ہیں جو بے شمار مظلوموں کے تھکے ہوئے دلوں سے متواتر نکل کر عرش خدا

کی طرف بلند ہوتی ہیں، پیشہ ور لوگوں کی ذلت و فاقہ کشی، کاشتکاروں کی ناداری

مزدوری کی مصیبت، اُن کی بیویوں اور لڑکیوں کی عصمت دری، قوم کا عام اور بلند

نامنصفانہ قوانین اور خونخوار تعصبات :

میرے عقائد اسی قسم کے بے حساب روح فرسا آلام سے معرض وجود میں

آئے ہیں، اسی وجہ سے تمام ملک میری کمک پر آمادہ ہے اور میں نے تہیہ کر لیا ہے

کہ اس نئے مذہب کو رواج دوں گا جسے خدا نے انسانوں کے دلوں پر نقش کر دیا

ہے، وہ جانتے ہیں کہ خدا نے سب کو مساوی بنایا، سب کو پیدائشی حقوق دئے، فراغت

اطمینان، املاک، آزادی، یہی میری قوت کا راز ہے اور یہی خیالات میرے مذہب ہیں

ایسا خدا جس نے سب کے واسطے رزق و آسائش، ناموری و نجات کا یکساں عدہ

کیا ہے (ایک پیالہ شراب سے جبر پر چڑھا جاتا ہے) کس کی مجال ہے جو اس مذہب

کی ترقی کو روک سکے۔

کاؤنٹ:۔ حالانکہ یہ خدا وہی خدا ہے جس نے میرے طاقتور اسلاف کو ثروت و حکومت عطا کی تھی!

پینکراس:۔ کیا اب بھی خدا پر بھروسا کرتے ہو باوجودیکہ تمام عمر شیطان کا کھلونا بنے رہے، شاید یہ بھی تمہارے دوستوں کا مذاق ہے، خیر یہ بحث علم الٰہیات کے ماہرین کے واسطے چھوڑ دینا چاہئے اگر ایسے عجیب الخلقت انسان اب تک موجود ہوں ہمیں ناگزیر واقعات کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

کاؤنٹ:۔ جمہور کے نجات دہندہ! اے اُن کے معبود! تو کیا چاہتا ہے اور اس ملاقات کا منشا کیا ہے؟

پینکراس:۔ اولاً تمہیں جانتا تا بچانا چاہتا ہوں!

کاؤنٹ:۔ اوّل کا شکریہ! دوسرے کے لئے میری تلوار ہے!

پینکراس:۔ تمہارا خدا اور تمہاری تلوار ایسے اوہام ہیں جن کا خلاق تمہارا دماغ ہے، خوفناک حقیقت کی طرف دیکھو جو تمہارا محاصرہ کئے ہوئے ہے، کروڑوں بددعائیں تم پر پڑ چکی ہیں لکھوکھا قوی بازو تمہیں موت کے منہ میں جھونکنے کو بلند ہیں، جس عہد پاستان پر اس قدر اترائے ہو اُس کا کوئی نشان تمہارے پاس بجز چند گز زمین باقی نہیں وہ شاید قبر کو بھی کافی نہو! ہولی ٹرینٹی کا قلعہ تمہاری آخری جائے پناہ چند روز کا مہمان ہے، تمہارے پاس فوج ہے نہ توپیں نہ اور آلات حرب نہ سامان رسد، مانا کہ تمہارے اپنی جانیں مرنے کو تیار ہیں مگر کیا انھوں نے فاقے کرنے کا بھی وعدہ کیا ہے؟ دیکھ لینا

کہ ضرورت کے وقت تمہیں چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے، جو کچھ کہتا ہوں حرف بحرف صحیح ہے، میں اور تم دونوں جانتے ہیں کہ تمہارے پاس کچھ نہیں جس سے اُمید وابستہ ہو!

بہادر کاؤنٹ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو جانتے ہو کیا کرتا؟

کاؤنٹ :- کہے جاؤ، دیکھتے ہو کہ کیسے صبر کے ساتھ سُن رہا ہوں؟ ہاں تم ہوتے تو کیا کرتے؟

ہینکراس :- اگر میں کاؤنٹ ہنری ہوتا تو ہینکراس سے کہتا کہ سچ کہتے ہو کوئی اُمید نہیں رہی، اپنی فوج کو برطرف اور رعایا کو رخصت کرتا ہوں، ہولی ٹرینیٹی کا قلعہ تمہارا ہے۔ لو اور اس کے عوض میں میرا خطاب اور جائداد میرے پاس رہنے دو، اس قول پر عزت کی مہر کرتا ہوں، خلاف ورزی نہ ہوگی!

کاؤنٹ ہنری تمہاری عمر کیا ہے؟

کاؤنٹ :- ۲۶ سال

ہینکراس :- صرف ۲۶ سال! اچھا تو تم پندرہ برس جینے کی اُمید کر سکتے ہو کیونکہ تم سے مزاج والے ہمیشہ جوان مرتے ہیں، تمہارا لڑکا بلوغ کے بجائے قبر سے نزدیک ہے، تم تنہا کوئی شدید مضرت نہیں پہنچا سکتے، ہم تم سے مزاحمت نہ کریں گے، آخری کاؤنٹ کی حیثیت سے آبائی محل میں چین کرو، تمہیں اختیار ہو گا کہ اپنے اجداد کی تصویروں کو جہاں جہاں خال و خط مٹ چکے ہیں دوبارہ درست اور خاندانی نام کو پر جلا کرو، تمہارا ابدنصیب طبقہ بربادی کا مستحق ہے اس کا خیال نہ کرو، جانتے ہو کہ عہد وانتک لوگوں پر کیا کیا مظالم کئے گئے ہیں، انصاف کی تلوار سے منہ نہ موڑو، ان ظالموں پر

چلے بغیر نہیں رہ سکتی! تمہارا جام صحت پیتا ہوں!" آخری کاؤنٹ "! (پیالہ بھر کر خالی کرتا ہے)

کاؤنٹ :- اپنی تقریر ختم کرو! ختم کرو! تمہارا ہر لفظ گستاخانہ ہے، کیا تمہارا خیال ہے کہ ایسی حقیر زندگی کے لئے غلامی قبول کروں گا اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تمہارے ظفریاب لشکر کے ساتھ کشاں کشاں پھروں گا! اُن امرا کو چھوڑ دوں گا جن کی امداد کی قسم کھائی ہے! بس اب کچھ نہ کہنا! برداشت کی حد ہوتی ہے! وہ جواب نہیں دے سکتا تمہاری گفتگو جس کی مقتضی ہے کیونکہ مہمان ہو اور جب تک یہاں ہو تمہاری توہین گناہ ہے، میرے ملازم تمہارے محافظ ہیں اور ایک شریف قول ہار چکا ہے!

پینکراس :- شریف قول ہارنے والے ہمارے عہد میں پھانسی پر لٹکتے ہیں، تم ایک پھٹا ہوا جھنڈا بلند کر رہے ہو جس کے کہنہ و بوسیدہ چیتھڑے اُن رنگین پھریروں میں جو عالمگیر ترقی اور انسانیت کی مسرت آگیں نشانیاں ہیں بے مزہ معلوم ہوتا ہے، اُسے تہہ کر رکھو! میں تمہاری ہمت مردانہ سے واقف ہوں جان پر کھیلے ہوئے ہو مگر میں تمہیں اس ارادہ سے باز رکھنا چاہتا ہوں، ابھی تم میں حیات و جوش نمو باقی ہے تاہم اپنے آپ کو سڑی ہوئی لاشوں سے باندھتے ہو اور بات کی لاج کا بیہودہ خیال دل سے نہیں نکلتا! زوال آمادہ صنادید کے گرویدہ ہو کر مُردوں کی ہڈیاں سمیٹ رہے ہو، حکمرانی کا نشہ اور رضا پزیر مار کے اب تک تمہارے دماغ میں بسے ہوئے ہیں مگر دل میں قائل ہو گے کہ تمہارے ہمپایہ اُمرا اس عذاب کے مستحق ہیں جو اُن کے لئے تجویز کیا گیا ہے اور یہ دراصل اُن پر رحم کرنا ہے کہ اُن کا نام لیوا نہ رہنے پائے!

کاؤنٹ :۔ یہ تو بتاؤ کہ تم اور تمہارے شور و غل مچانے والے ہمراہی کس صلے کے مستحق ہیں؟

پینکراس۔ زندگی کے! فتح کے! کیونکہ ہم صرف ایک زندہ حق کو تسلیم کرتے ہیں جس کا نام "قانون ترقی دوام ہے"۔ یہی قانون تمہارے پروانۂ مرگ پر مہر کرے گا۔ سنو! میرے انصاف پسند ہونٹوں سے وہ حکم سنو جو تمہارے اور تمہارے تابعین کے حق میں نافذ ہوگا!

اے مردہ و بوسیدہ جمعیت امرا! جس کا شکم اُس گوشت اور شراب سے حلق تک پُر ہے جو رعایا سے بجبر حاصل کی گئی۔ جس کو عیش پسندی نے بیکار کر دیا ہے، کاہلی نے تھکا دیا ہے تو جوانوں، توانا ؤں، بھوکوں اور مفلسوں کے لئے جگہ خالی کرو! ان کے پُرجوش خون سے ایک شریف تر نسل کی بنیاد پڑیگی! کاؤنٹ ہنری! تمہیں امان دی جائیگی!

کاؤنٹ :۔ خاموش رہو! میں تمہارا مغرورانہ رحم کبھی گوارا نہیں کر سکتا! میں تم سے اور تمہاری جدید قویانہ دنیا سے خوب واقف ہوں۔ شب کو تمہارے کیمپ کا اچھی طرح معائنہ کیا اور اس ہجوم کو بھی دیکھا جس کے برتے پر حکومت کرنا چاہتے ہو۔ میں نے سب کچھ دیکھا، وہی پُرانے جرائم نظر آئے۔ نیا لباس اُن کی عُریانی نہیں چھپا سکتا وہ پہلے سے زیادہ وحشی و نامہذب ہیں!

میں نے کہنہ برائیوں کو تازہ طمطراق کے ساتھ دیکھا، نئے اور عجیب ساز وں پر گلا پھاڑ پھاڑ کے گا رہی تھیں اور اُن کا رقص خواہشات نفس کے ایندھن پر تیل چھڑک رہا تھا، صورت بدلی ہوئی تھی مگر مقاصد وہی دیرینہ تھے، وہی جو صدیوں سے ہیں اور رہیں گے جب تک انسان انسان ہے یعنی زنا و سرقہ و قتل و مطلق العنانی!

تمہیں میں نے وہاں نہیں دیکھا، تم اپنی معصیت کار اولاد کے ساتھ میں تھے وہ بچے جن سے تم نفرت کرتے ہو! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انکار بیکار ہے! اگر تم اُن ظالموں

کے حلقے میں اُن کے وحشیانہ نرغے میں غم و غصہ کے مارے بہت جلد مخبوط الحواس ہو گئے تو اے عظیم شہری اپنے آپ سے نفرت اور اپنے آپ کو ملامت کرو گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اوہ! میرا بھیجا نہ کھاؤ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (کمرے میں ذرا دیر ٹہل کر اپنے خاندانی مار کے کے پیچھے دم لیتا ہے)

پینکراس :۔ یہ سچ ہے کہ میری دنیا ابھی دودھ پیتے بچے کی طرح ہے، نہ تو پر پُرزے نکالے ہیں نہ مستقل شکل اختیار کی ہے ۔ غذا، آرام، عیش اور ضرورت ہے لیکن دیو کا بچہ ہر لحظہ اور بہت جلد بڑھتا ہے، وہ وقت بہت قریب ہے کہ جوان ہو کر ٹھاٹھے لگا دُھکر

کاؤنٹ سنہری کے قریب ستون کے سہارے کھڑا ہوتا ہے)

اُس وقت اس کو اپنی بے پناہ طاقت کا اندازہ ہوگا اور دل ہلا دینے والے لہجے میں گرج کر کہے گا "میں ہوں ۔" روئے زمین پر کوئی آواز جواب دینے والی نہ ہوگی کہ "دیکھ! میں بھی ہوں!"

کاؤنٹ :۔ اُس کے بعد ؟

پینکراس ۔ اُس کے بعد اس انبوہ سے میں جس کی روح رواں و مرکز ہوں گا ایک ایسی زبردست نسل معرض وجود میں آئے گی جو تمام نسلوں سے ممتاز اور آزاد ہوگی اور ایک منجمد قطب سے دوسرے تک حکمراں ہو کر دنیا کو سرسبز باغ بنا دے گی ۔ صحرا گلزار ، ویرانے آباد ہو جائیں گے ، سطح بحر پہ متحرک محل نگینوں کی طرح چلتے ہوں گے ، جہاز انواع و اقسام کے اعلیٰ تجارت اور دولت سے پٹے پڑے ہوں گے ۔ تبادلہ اجناس کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت ہوگی ، تہذیب ایک ملک سے دوسرے ملک میں

HY

پھیلے گی اور محبت بھرے دل دور دراز مقامات سے آپس میں بغلگیر ہونے کو بیتاب ہونگے ہر بلندی پر ایک شہر آباد ہوگا اور میدان کے رہنے والوں کو پیام امن و برکت دیگا ہر مرد اپنی زندگی آسودگی سے بسر کرے گا ہر عورت کام میں اُس کا ہاتھ بٹانے والی اور شریک راحت ہوگی کل دنیا ایک وسیع مکان بن جائے گی جس کے مکینوں میں اتفاق و اتحاد ہوگا سب خوشدلی کے ساتھ محنت کر کے تخلیقی فنون کے موجد ہونگے۔

کاؤنٹ:۔ تمہارا لہجہ اور تمہارے الفاظ ابلہ فریبی کو کافی ہیں، مگر مجھ پر مطلق اثر نہیں ہوا، تمہارا اخراجات چہرہ و اظہار جذبات کی بیکار کوشش کر رہا ہے مگر اُس میں وہ دمک نہیں جو فراخدلی اور حق پژوہی کا طغرا ہے۔ تمہاری خشک روح بے حس ہے!

پینکراس:۔ میری بات نہ کاٹو۔ لوگ مجھ سے گڑگڑا گڑگڑا کر ایسی پیشینگوئی کی التجا کرتے ہیں مگر میں سماعت نہیں کرتا۔

آنے والی دنیا کا بھی خدا ہوگا مگر اس کا عظیم ترین فعل موت، شکست اور ناچار ہو کر صلیب پر ایذا برداشت کرنا ہوگا، اس خدا کو مخلوق اپنی قوت اور نہیں رہے دینا پر مجبور کرے گی، وہ بچے جن کو اُس نے غضبناک ہو کر تمام دنیا میں منتشر کر دیا اُسے دھندلے آسمانوں کے نامحدود کہستان سے باہر کھینچ لائیں گے، اختلاف السنہ ہٹ جائے گا، قومیں اور فرقے مجتمع ہو کر باہمی ضروریات کو سمجھیں گے۔ تمام عالم کی ایک زبان ہوگی اور سب امن و محبت کے زریں رشتوں سے وابستہ ہوں گے، یہ بچے سن شعور کو پہنچ کر اپنے پیدا کرنے والے سے کہیں گے "ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ تیرا جلوہ دیکھیں، تو ہم سب کا پالنے والا ہے۔ ہماری میراث ہم کو دے یعنی راستی کامل کا انکشاف!"

خدائے انسانیت بالآخر اپنے آپ کو ظاہر کرے گا!

کاؤنٹ :- ہاں وہ چند صدیاں اُدھر نمودار ہو کر انسان کے لئے وسیلۂ نجات ہو،

چنگیز :- ایسے ہی انسانوں کو اس قسم کی نجات سے خوش ہونے دو، انہیں کو ان مصیبتوں پر شادیانے بجانے دو جو اس کے حواریوں نے سفاکانہ زمانہ برداشت کیں اور اُس کی محبت و رحم کے واعظ دو ہزار سال سے پکار رہے ہیں اُس خدا کو جسے غیر شاندار موت اور شکست نصیب ہوئی!

کاؤنٹ :- کافر! خاموش! میں نے اس کی صلیب کو جو اس کی پاک اور یزدانی محبت کی نشانی ہے وسط روما میں نصب دیکھا ہے، وہ روما جس کو قدامت حاصل ہے، گزشتہ قوموں کے کہنہ معابد پر جو تمہاری عمارتوں سے زیادہ مستحکم تھے اُس کے قدموں پر جو وہ خاک ہو رہے تھے، سیکڑوں دیوتا اُن سے زیادہ جن پر تم اعتقاد رکھتے ہو، اُدھر بے سر ہو کر اپنے منہ کے بل پڑے ہوئے تھے اور بے پروائی سے روندے جاتے تھے مگر اُن کی مجال نہ تھی کہ اپنے کچلے ہوئے اور مجروح سر اُٹھا کر "مصلوب" کی طرف دیکھیں۔ میں نے اس کی صلیب کو روما کی ساتوں پہاڑیوں پر دیکھا۔ اس کے زبردست بازو شرق سے غرب تک پھیلے ہوئے تھے گویا تمام دنیا کو آغوش میں لینا چاہتی ہے، سنہری دھوپ نے اس کی مقدس پیشانی کو نورانی کیا تھا اور وہ کامل سکون جو انسانی جان روح میں نمودار تھا زبانِ حال سے اعلان کر رہا تھا کہ محبت اب بھی فتحمند ہے! "تمام دنیا نے اُسے اپنا مالک تسلیم کیا۔"

چنگیز :- بوڑھی عورتوں کا قصہ جس میں وہی گھڑ گھڑاہٹ ہے، ڈھال پر ہاتھ مار کر، جو ان بوسیدہ مذہبوں ہی میں ہے! بحث چھوڑو، میں تمہارے دل کو کھلی ہوئی کتاب کی طرح

پڑھ رہا ہوں اور اس کی تمام مخفی کاوشیں پیش نظر ہیں، اگر تم کو دراصل اس
ناموود کی تلاش ہے جس کی فکر میں اب تک بے نیل مرام سرگرداں رہے، اگر تم
سچائی کو دوست رکھتے ہو اور اس کے جویا ہو، اگر تم وہ اصلی مرد اور ہمارے مشترکہ
اخوت کا نمونہ ہو محض بچوں کا دل خوش کرنے والے کاغذی سورما نہیں ہو تو
میری بات دھیان دے کر سنو، ان تیزی سے گرنے والی گھڑیوں کو ضائع نہ کرو،
ان کے پر لگے ہوئے ہیں اور وہ آخری لمحے ہیں جن میں تمہاری جان بچ سکتی ہے!

اے ماضی میں زندگی بسر کرنے والے! نسل انسانی کی تجدید ہوتی رہتی
ہے، ہم جو خون آج بہائیں گے کل اس کا نشان بھی نہ رہے گا، اگر تم دراصل انسان ہو
جیسا میں ایک وقت یقین کرتا تھا تو استقلال کے ساتھ اپنی پچھلی عظمت کے کرشمے
دکھاؤ، پامال شدہ جمہور کی مدد، مظلوموں کی حمایت اور بنی آدم کو غلامی سے
آزاد کرو، عام فلاح وبہبود کے کام کرو ذاتی ناموری کی جھوٹی خواہش ترک کرو۔
ان متزلزل عمارتوں کو چھوڑو، تمہارا تمام غرور، تمام طاقت اُن کو قائم نہیں
رکھ سکتے نکلو! ان گرتے ہوئے مکانوں سے نکلو! اور میرے ساتھ آؤ! آؤ اور دنیا
کو نمونہ بہشت بنانے میں میرا ہاتھ بٹاؤ!

وقت کم ہے، جلد فیصلہ کرو، میری تقریر ختم ہوئی۔

کاؤنٹ ورآو بچپن کی بے شمار اور خوشامدی اولاد میں سب سے زیادہ ہونہار بازیگر
چہرے سے دلی کشاکش کے آثار نمایاں ہیں، کمرے میں ٹہلتا اور دل سے باتیں کرتا ہے)
سب خواب وخیال ہے جس کا حصول ممکن نہیں، کس میں قدرت ہے کہ ان اوہام
کو حقیقت کے سانچے میں ڈھالے، انسان اولیں نے جلاوطن ہو کر صحرا میں جان دی

یعنی صاعقہ بار ابتک دریائے ارم کی حفاظت کر رہی ہے، انسان دوبارہ داخل بہشت
نہیں ہو سکتا! . . . .

پینکراس (علیحدہ) :- اب یہ قابو میں آیا، میں نے اُس کے بلند حوصلہ دل میں ایک نشتر چبھو دیا
ہے جو پیوست ہو کر کھٹک رہا ہے، میں نے اُس کی شاعری کی برقی نس کو جڑ کے پاس چھو کر
اُس کی تڑپ اور اُلجھن کو دونا کر دیا ہے، یہی شاعری اُس کی متنوع زندگی کا مرکز ہے

کاؤنٹ :- دائمی ترقی! ابنِ آدم کی شادمانی! آہ! میں بھی ایک وقت ان کو ممکن الحصول سمجھتا
تھا . . . .

لے میرا سر حاضر ہے بشرطیکہ اس طرح . . . .

(خیالات میں غرق ہو کر خاموش ہو جاتا ہے) پھر گردن اٹھا کر پینکراس کی طرف بغور
دیکھتا ہے۔

خواب ختم ہو گیا — اب عود نہیں کر سکتا، دو صدی اُدھر شاید ایسا ہو سکتا، اُس
وقت باہمی اتفاق ممکن تھا مگر اب بہت تاخیر ہو گئی، جانبین سے مظالم نے جمع ہو کر
خون کی خلیج حائل کر دی ہے، اب صرف کشت و خون ہی سے تسلی ہو سکتی ہے، اور
تمہیں تبدیل نسل کی ضرورت بھی ہے!

پینکراس : اچھا تو ہمارے نعرۂ جنگ میں شریک ہو جاؤ — اُسے ہو اُس پر جو مغلوب ہوا!"
اے طابینت کے منجسر صرف ایک بار کہدے اور فاتحین میں سب سے پیش پیش ہو
انسان کی ترقی کی شاہراہ جمہور کے لشکر سے گزری ہے!

کاؤنٹ :- تم شیخی بگھار رہے ہو گر گیا بے نشان راستوں کا بھی علم ہے؟ تاریک مستقبل کے

نادیدہ اتفاقات! کیا قسمت نے آدھی رات گئے تم سے ملاقات کی اور تمہارے خیمے کا پردہ ہٹا کر اپنے تمام پوشیدہ راز تم پر افشا کر دئے! کیا تمہارے سازش کرنے والے دماغ پر ہاتھ رکھ کر فتح کی مہر کندہ کر دی؟ شاید دوپہر میں جب گرمی سے مغلوب ہو کر سب سو رہے تھے یہ دیوی جس کے دل میں رحم نہیں تمہارے سامنے آئی اور مجھ پر فتحیاب ہونے کا مژدہ سُنایا جو اس طرح بڑھ بڑھ کے باتیں کرتے اور مجھ کو ہزیمت کی دھمکی دیتے ہو؟ کیا تم اُس کمزور مٹی کے بنے ہوئے نہیں ہو جو میری ساخت میں صرف کی گئی؟ کیا ممکن نہیں ہے کہ پہلی گولی جو چلے تمہیں کو نشانہ بنائے؟ یا تلوار کا پہلا ہی صیحا ہوا ہاتھ تمہارے کلیجے میں در آئے؟ تمہاری زندگی بھی میری زندگی کی طرح کچے دھاگے سے بندھی ہوئی ہے، میری طرح تم بھی موت سے محفوظ نہیں ہو!

پینکراس:۔ یہ سب بازی گاہ خیال ہے! ایسی بے بنیاد اُمیدوں پر نہ بھولو! لوگ زندہ رہتے ہیں جب تک اُن کا کام ختم نہیں ہوتا۔ کسی انسان کی چلائی ہوئی گولی مجھ پر کارگر نہیں ہو سکتی، کوئی تلوار مجھے دوبارہ نہیں کر سکتی، جب تک تمہارے مغرور فرقے کا ایک متنفس بھی زندہ ہے میرا فرض باقی ہے، میرا انجام جو کچھ ہو اس کے ظہور تک تمہاری گلو خلاصی کی صورت نہ رہے گی! (محل کا گھنٹا بجتا ہے) سنو! وقت اپنے پروں پر تیزی سے اُڑ رہا ہے اور ہم دونوں کی پروا نہیں کرتا۔ اگر اپنی محزون زندگی سے عاجز ہو تو اپنے بیکس لڑکے ہی پر ترس کھاؤ!

کاؤنٹ:۔ اُس کی شفاف روح پہلے ہی نجات پا چکی، جب تک دنیا میں ہے اپنے باپ کی قسمت میں شریک ہے (سرنگوں ہو کر کچھ دیر خاموش رہتا ہے)

نیکراس :- اُس کے لئے ہی تمہارا دل نہیں پسیجا؟ اپنے فرزند کو موت کے سپرد کرتے ہو!

(جواب کا منتظر رہتا ہے مگر کاؤنٹ ہنری کچھ نہیں کہتا)

تم خاموش ہو .... تذبذب کا عالم ہے .... سوچ

رہے ہو .... بہت مناسب ہے .... اُس شخص کو ضرور

غور کرنا چاہیئے جو بحرِ ہلاکت کے کنارے پر کھڑا ہو! اپنے لڑکے کو بچاؤ!

کاؤنٹ :- جاؤ! جاؤ! اُن اسرار کے متجسس نہ ہو جو میری روح کی گہرائیوں میں تلاطم برپا

کر رہے ہیں، ہٹو! ہٹو! ان کو کسی کلمۂ ناسزا سے آلودہ نہ کرو! —— وہ

تمہارے دائرے سے خارج ہیں!

دُنیا تمہاری ہے، یہ گوشت اور شراب کی ترقی ہوئی جسمانی دنیا اپنے

گوشت سے پاٹ کر، اپنی شراب میں ڈبو دو لیکن میری روح کے ڈھونڈ دریافت

کرنے پر مصر نہ ہو! اے مادی نشاط کے طالب! مجھے میرے حال پر چھوڑ دے! اپنے

خیالات میں محو رہنے دے! مجھے تنہائی کی خواہش ہے!

پنکراس :- تم ایک واحد شعبۂ خیال کے غلام ہو، ایک ہی ذات سے وابستہ ہو، مردہ ماضی

کی لاش تمہاری گود میں سڑ رہی ہے! شرم! اے شاعر، سپاہی، ملہم، عالم و دانا!

شرم! میری لوچدار انگلیاں ہر شے کو مرضی کے مطابق توڑتی مروڑتی ہیں! میں جسم و خیال

دونوں کو فنا کرکے اُن کے خمیر سے موم کی طرح نئی شکلیں بنا سکتا ہوں!

کاؤنٹ :- اے وہ جس کی نمود کل ہوئی تو میرے دل کی ترجمانی نہیں کرسکتا نہ میرے خیالات

کو سمجھ سکتا ہے۔

تیرے جیسے معمولی گڑھوں میں تو پے گئے، بے جان چیزوں کی طرح اُن

UNIVERSITY LIBRARY

ہ نہ کوئی تفریق و امتیاز نہیں، اُن بہادروں کی طرح دفن نہیں ہوئے جن میں ہر ایک انفرادی شان رکھتا تھا: (اپنے بزرگوں کی تصویروں کی طرف اشارہ کرتا ہے) ان تصویروں کو دیکھ! حب ملک، حُب قوم، حُب ملت: یہ جذبے ہیں جو ان کی پیشانیوں پر تحریر ہیں، تو ان سے برسرِ پیکار ہے، مگر وہی جذبے میرے مایۂ حیات ہیں، میرے بزرگوں کی روحیں اُن کے آخری وارث میں حلول کئے ہوئے ہیں، میں تنہا اس دنیا میں اُن کی یادگار ہوں! اے وہ شخص جس کے اجداد کی قبروں کا بھی پتہ نہیں، مجھے بتا کہ تیرا مولد کہاں ہے۔ تیرا ملک کون ہے؟ سر شام تو اپنا خیمہ دوسروں کے شکستہ مکانوں پر نصب کرتا ہے اور دوسرے دن علی الصباح پھر بار کرتا ہے تاکہ اسی طرح کہیں اور خسب باش ہو۔ جہاں کہیں تیرے آوارہ گرد قدم جاتے ہیں تباہی و غارت جلو میں ہوتے ہیں۔ تیرا کوئی مسکن نہیں اور نہ ہوگا جب تک چند جوانمرد میرے ساتھ یہ صدائے مبارزت بلند کرنے کو موجود ہیں "تمام بزرگی و شہرت ہمارے اسلاف کے واسطے"!

چینگراس:۔ بے شک تعریف و شہرت و عزت اسلاف کے واسطے نہ صرف زمین پر بلکہ بہشت میں بشرطیکہ اُن میں کوئی بات قابل ستائش ہو!

ذرا مجھے اپنے جلیل القدر بزرگوں کا جائزہ تو لینے دو! (ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتا ہے) یہ امیر بہت مشہور تھا! کس لئے؟ بوڑھی عورتوں کو جنگل میں کووں کی طرح مارتا تھا اور یہودیوں کو کباب کی طرح زندہ بھونتا تھا!

یہ دوسرا جس کی تصویر کے نیچے وزیر مال لکھا ہوا ہے اور جو اپنے ہاتھ میں ٹی سی مہر ہے فرضی قوانین ایجاد کیا کرتا تھا اور اصلی کی تکذیب اس کا شیوہ تھا، اُس نے

ملفوظات جلا دئے، حریفوں کو خفیہ طور پر قتل کیا اور اس طرح خون اور زہر کے ذریعے سے کثیر دولت جمع کی، اُسی کے طفیل تمہارے گاؤں تمہاری رعایا اور تمہاری حکومت تم تک پہنچی!

یہ شخص جس کے بال سیاہ اور آنکھوں میں غیر معمولی چمک ہے اعتبار کرنے والے دوستوں کی بیویوں سے زنا کا مرتکب ہوتا تھا:

وہ جس کے شانوں پر ہسپانوی چوغہ اور گولڈن فلیس کا تمغہ ہے اپنے ملک کو خطرے میں چھوڑ کر غیر ملکوں کی خدمت کیا کرتا تھا!

یہ گوری بیگم جس کے بال سیاہ ہیں اور گھونگر والے ہیں اپنے خوبصورت نوجوان ملازم سے ملوث تھی ——— قتل وہ کیا گیا:

یہ گل اندام جس کے گندھے ہوئے بالوں میں غضب کی چمک ہے اور اپنے جانباز عاشق کا خط پڑھ کر شوخی سے مسکرا رہی ہے ——— اور مسکرانا بیجا بھی نہیں، شب وعدہ قریب ہے ——— محبت جسارت کی مرادف ہے ——— شوہر کو عصمت پر بھروسا ہے اور کہیں گیا ہوا ہے!

یہ سہمی ہوئی نازنین جس کی آنکھیں گہری نیلگوں اور بال سنہری اور پُر خم ہیں، بغل میں تازی کتا اور کلائیوں میں یاقوت کی چوڑیاں چمک رہی ہیں ایک بادشاہ کی منظورِ نظر تھی اور فرصت کے اوقات میں اُس کا دل بہلاتی تھی!

میں اس شخص کو پسند کرتا ہوں جس کا چہرہ خوش مزاجی کا آئینہ ہے اور سبز رنگ کا شکاری کوٹ پہنے ہوئے ہے، یہ کبھی اپنے ہوش میں نہیں رہا۔ دوستوں کی صحبت میں دن رات شراب لنڈھاتا تھا اور رعایا کو کتوں کے ہمراہ ہرن کے شکار کو

بھیجتا تھا ــــــــــــــــ

یہ ہے صحیح مُرقع تمہارے پاک اور بے داغ بزرگوں کا! ہر جگہ ظلم و تعدی، رعایا کی بے وقوفی و جہالت میں اُن کی حفاظت تھی اس طرح انھوں نے اپنی عالی دماغی کا ناقابل تردید ثبوت دیا!

یوم الحساب تمہارے لئے تیرہ و تار ہو گا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے مقتدر اسلاف میں ایک بھی انعام کے وقت فراموش نہ کیا جائے گا!

وُنٹ۔ فرزند جمہور! تو اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔

اگر تیرے بھائی بندوں کے لئے امرا رزق مہیا نہ کرتے، اُن کی نگہبانی میں اپنا خون نہ بہاتے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بہائم کی طرح فنا ہو جاتے۔ جب قحط ہوا تو غلہ دیا، طاعون پھیلا تو خدمت کو ڈاکٹر اور نرسیں بھیجیں، ہسپتال بنوائے اور تمہیں گور کے منہ سے نکالا، جب تمہاری وحشیانہ حالت سدھری اور آدمی بنے تمہارے لئے گرجے اور مدرسے تعمیر کئے اور ہر کام میں باستثنائے جنگ شریک کیا، جانتے تھے کہ خونخوار مجادلہ اور آتشیں حملوں کی برداشت تم میں نہیں ہے

جس طرح غیر مسیحی مبارزوں کے تیز بھالے میرے اجداد کے چمکدار فولادی زرہ بکتر سے اُلجھ کر یا اُچٹ کر پاش پاش ہو جاتے تھے اُسی طرح تمہارے ناشائستہ کلمات اُن کے درخشاں کارناموں سے ٹکرا کر تمہاری طرف پلٹتے ہیں اور اُس غبار کو حرکت بھی نہیں دیتے جو شہرت کے آغوش میں سو رہا ہے، تمہارے الفاظ اُس سگ دیوانہ کی عف عف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جس کے منہ میں کف ہے اور کاٹنے کو دوڑتا ہے یہاں تک کہ ٹھوکریں مار مار کر بھگا دیا جاتا ہے یہی حالت تمہاری گفتگو کی ہے جو عالم

جنون میں پیدا ہو کر فنا ہو گئی۔ (محل کا گھنٹا بج رہا ہے)

صبح ہونے کو ہے، اور وہ ہنگام آ گیا جب تمہیں میرے اجداد کے ایوان سے

رخصت ہو جانا چاہیے۔ اے میرے مہمان بحفاظت تمام اس کہنہ عمارت سے چلا جا!

پینکراس:۔ اس وقت تک رخصت جب ہم ہولی ٹرینٹی کے مورچے پر ملیں گے اور تمہارا گولہ

بارود اور سپاہی ختم ہو چکے ہوں گے!

کاؤنٹ:۔ اس وقت تلوار میرے اور تمہارے درمیان حد فاصل ہو گی! رخصت!

پینکراس:۔ ہم دو عقاب ہیں جو جڑواں پیدا ہوئے مگر تمہارا رفیع نشیمن بجلی نے پھونک دیا!

(اپنی سرخ ٹوپی اور لبادہ اٹھا لیتا ہے) تمہاری چوکھٹ سے نکلنے کے پہلے وہ

بد دعا دئے جاتا ہوں انحطاط جس کا مستحق ہے "تم اور تمہارا لڑکا بہت جلد موت

کے گھاٹ اتریں گے"

کاؤنٹ: جیکب! (داخل ہوتا ہے) دربانوں کو بلاؤ اور کہو کہ اس شخص کو بحفاظت ہمارے

حدود کے باہر پہنچا دیں۔

پینکراس:۔ خدا ہماری مدد کرے! (جیکب اور پینکراس چلے جاتے ہیں)

پانچواں وقفہ

غیر مختتم تاریکی (ملٹن)

چٹانوں کے درمیان بلندی پر ہولی ڑتیتی کا قدیم قلعہ ہے یا عقاب پَر تولے ہوئے ہے!

اس وقت اس کے برجوں کے چپ و راست و پیش و عقب مسلسل اور بے اندازہ بخارات صبح کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ گویا یہ قلعہ اُس غضبناک طوفان نوح کی روح ہے جو کسی زمانے میں اُس ڈھلواں چٹانوں سے ٹکرایا تھا جنہیں قدامت نے فرسودہ کر دیا ہے، پہاڑ کی گھاٹی برف کے مانند سرد و سمندر کی مردہ موجوں میں دفن ہے، و نظر نہیں آتی، اس طرح لپٹی ہوئی ہے جیسے کفن میں نعش!

ہنوز آفتاب کی عنابی شعاعوں نے نم اور زرد اور تہ در تہ بھین کی چادر میں اُتو نہیں کیا ہے!

ایک باہر نکلی ہوئی برہنہ سنگ خارا کی چٹان پر جو اس آسیب زدہ گھر سے گردن نکالے جھانک رہی ہے شاہی محل واقع ہے، یہی اس دُخانی سمندر کا جزیرۂ واحد ہے! اس کے بروج و فصیل و مینار کی جو اسی پتھر کے ترشے ہوئے ہیں یہ حالت ہے گویا امتداد زمانہ نے پہاڑ کے سنگین دل سے اُگائے ہیں جس طرح مردم آبی کا نصف جسم کمر تک مچھلی سے مشابہ ہوتا ہے اور وہاں سے متغیر ہو کر انسان کی شکل اختیار کرتا ہے!

یہ محل اُس عہد کا شاندار نمونہ ہے جسے گزرے ہوئے مدت مدید ہو گئی۔ صرف ایک

جھنڈا سب سے بلند منارے پر اُڑ رہا ہے، دُنیا میں صلیب کا یہ آخری پسماندہ نشان ہے،

آلودۂ خواب کہر ایک جھرجھری لے کر بیدار ہوا، سرد ہوا نے ٹھنڈی سانس بھری،

خاموشی کا دور ختم ہوا، طلوع ہونے والے آفتاب کی کرنیں ٹوٹ پڑیں اور بخارات میں تہلکہ مچ گیا، تلاطم و روانی و تموج پیدا ہوا، ہوائیں ٹھٹھر رہے، روشنی پر پارے کا گمان ہوتا ہے، بادلوں کے تھکے اس دھوئیں اور نمی کے پُر آشوب سمندر میں نمایاں ہوتے اور آپس میں گتھ کر بہتے چلے جاتے ہیں!

اس ہنگامۂ فطرت میں اور صدائیں بھی گونجنے لگیں، انسانوں کی آوازیں طوفان کی چلاہٹ سے ہم آغوش ہو کر نوحہ وزاری کرتی ہوئی بلند ہوتی ہیں یہاں تک کہ برجوں اور محل کی دیواروں سے ٹکرا کر شور نشور کی یاد تازہ کرتی ہیں!

اس گدلے سمندر پر لمبے لمبے سنہری تیر آڑے ترچھے چلتے ہیں اور دھوئیں کا پردہ چاک ہو جاتا ہے، بخارات کی دیواروں سے جو اس طلسمی دراڑ کے دونوں طرف دور تک چلی گئی ہیں، اُس گہرے قعر کی جھلک دکھائی دیتی ہے جو پستی میں منہ کھولے ہوئے ہے اور پہاڑ کی اونچائی سے قیر کی طرح سیاہ معلوم ہوتا ہے!

مستانہ لہروں کے مانند بے شمار سر ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، پہاڑ کی گھاٹی حیات سے اس طرح مملو ہو جاتی ہے جیسے سمندر کنارے کی دلدل میں بل کھانے والے کیڑے رینگتے، پلٹتے اور ڈستے ہیں!

پہاڑ کے جھروکے سے آفتاب نے منہ نکالا، مغلوب ایذا کش بخارات خون میں ڈوبے ہوئے بھاگے! . . . .

UNIVERS
RY
HYDERAB

آمادۂ پیکار فوج کے دل بادل جو پہاڑ کے دامن میں جمع ہو رہے تھے صاف نظر آنے لگے!

لرزہ بر اندام دھواں سُرخ بادلوں میں منتقل ہوکر ناہموار پہاڑیوں کی سیڑھیوں پر ہانپتا کانپتا چڑھا اور آہستہ آہستہ گھل کر نیلے اور نامحدود آسمان کے عمق میں غائب ہوگیا!

گھاٹی روشنی کے سمندر کی طرح جگمگانے لگی، دھوپ کا عکس آنکھوں کو چوندھیانے لگا کیونکہ ہر شخص کسی نہ کسی صیقل کئے ہوئے حربے سے مسلح ہے۔

سنگینوں اور برچھیوں سے شعلے نکل رہے ہیں اور آدمی اس طرح اُمنڈ رہے ہیں جس طرح آخر کار ایک دن میدان حشر میں بازپُرس کو طلب ہوں گے!

پہلا نظارہ

(قلعہ ہولی ٹرنیٹی کا اندرونی گرجا، امرا منصبدار وسط میں دورویہ کسی بادشاہ، امیر یا فدائے ملک کے مجسمے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں باقی امرا پس پشت استادہ ہیں، قربانگاہ کے سامنے بڑا پادری ایک کرسی زرنگار پر متمکن ہے، گھٹنوں پر تلوار رکھی ہوئی ہے دوسرے پادری قربان گاہ کے گرد مجتمع ہیں)

(کاؤنٹ ہنری ہاتھ میں علم لئے ہوئے داخل ہوتا ہے۔ گرجے کی چوکھٹ پہ قدرے تامل کے بعد داخل ہوتا اور بڑے پادری کی طرف بغل کے راستے سے بڑھتا ہے۔

سب پادری (مل کر):۔ اے خدا تیرے آخری پادری آخری کلیسائے مسیح کے تجھ سے گڑگڑا کر عرض کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کی آبرو رکھ لے اور ہم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ۔

پہلا کاؤنٹ:۔ آپ نے غور کیا کاؤنٹ ہنری کس نخوت سے ہماری طرف گھور رہا ہے!

دوسرا کاؤنٹ:۔ گویا تمام عالم اُس کے زیر قدم ہے!

تیسرا کاونٹ :- اب تک اُس سے کوئی کارنمایاں سرزد نہیں ہوا بجز اس کے کہ کسانوں کے
کیمپ میں لڑتا ہوا گھس گیا۔ ہمارے دو سو جوان کام آئے اور غنیم کے صرف ایک سو
وہ بھی نیم مردہ دہقان!

دوسرا کاونٹ :- سردار سیاہ کے عہدے پر اُس کا تقرر ہرگز ہونا چاہئے

کاونٹ ہنری (بڑے پادری کے سامنے خم ہو کر) - یہ نشان جو بزور شمشیر دشمنوں سے چھین لایا
آپ کے قدموں پر نثار کرتا ہوں!

بڑا پادری :- میں تمہیں یہ تلوار دیتا ہوں جو کسی وقت فلورمن کے مقدس ہاتھوں میں
رہ چکی ہے۔

آوازیں : زندہ باش کاؤنٹ ہنری!

بڑا پادری (کاؤنٹ ہنری کی پیشانی پر صلیب کا نشان بنا کر) :- اے بہادر کاؤنٹ
تم اس مقدس نشان کے ذریعے سے قلعہ کے افسر اعلیٰ مقرر کئے جاتے ہو یہ
ہمارا آخری مورچہ ہے، میں سب کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ تم اس کے سردار ہو!

ایک آواز۔ مجھے اعتراض ....

بہت سی آوازیں :- خاموش! اس شخص کو نکال دو! تا دیر زندہ رہے ہمارا سردار کاؤنٹ
ہنری!

کاؤنٹ ہنری :- اگر کسی کو میرے خلاف کچھ کہنا ہے تو مردانہ وار سامنے آئے اور گفتگو کرے
مجمع کی آڑ سے شکایت کرنا پسندیدہ نہیں ہو سکتا! (کوئی جواب نہیں دیتا) فادر!
میں یہ عطیہ قبول کرتا ہوں، خدا مجھے سزا دے اگر اس تلوار سے آپ کی محافظت
میں کوتاہی کروں!

سب پادری (مل کر) :- اے خدا اُسے اپنی طاقت عنایت کر اور رحمت نازل کر ہمیں
ہمارے دشمنوں سے بچا!

کاؤنٹ :- قسم کھاؤ کہ اپنے بزرگوں کی عزت و دین و مذہب اور خدا کا نام قائم رکھنے
کو لڑو گے . . . . قسم کھاؤ کہ چاہے بھوک اور پیاس تمہیں ہلاک کر دے
مگر اپنی تذلیل گوارا نہ کرو گے قسم کھاؤ کہ چاہے جیسی ایذا پہنچے دشمن کی اطاعت یا صلح
نہ کرو گے کیونکہ یہ خدا کے ساتھ بدعہدی ہوگی!

سب لوگ :- ہم قسم کھاتے ہیں! (بڑا پادری جھکتا اور صلیب کو بلند کرتا ہے، سب لوگ جھک جاتے
ہیں)

سب پادری (مل کر) :- اے خدائی پر تیرا غضب نازل ہو جو خلاف ورزی کریں!
ایسی دغاباز روح تیرے قہر کی مستوجب ہو، ایسے باغی کو تیرا غصہ تباہ کر دے!
اے مالک اے ہمارے خدا!

سب لوگ :- ہم قسم کھاتے ہیں۔

کاؤنٹ ہنری (تلوار کھینچ کر) :- اور میں ——— میں تم سے ناموری کا وعدہ کرتا ہوں ———
فتح کی دعا خدا سے تم مانگو!

دوسرا نظارہ

(قلعہ ہولی ٹرینٹی کا ایک صحن۔ کاؤنٹ ہنری، شہزادے، دیگر کاؤنٹ، بیرن، منصب دار،
پادری)

ایک کاؤنٹ (کاؤنٹ ہنری کو علٰحدہ لے جا کر) :- کیا کوئی اُمید نہیں رہی؟

کاؤنٹ ہنری :- ایسا تو نہیں ہے بشرطیکہ ہمت جواب نہ دے ،

وہی کاؤنٹ :- ہمت کب تک ساتھ دے گی ؟

کاؤنٹ ہنری :- موت کے منہ میں بھی !

ایک بیرن (کاؤنٹ ہنری کو دوسری طرف لے جاکر) :- کاؤنٹ میں نے سنا ہے کہ تم نے ہمارے خوفناک دشمن کو دیکھا ہے، اگر ہم زندہ گرفتار ہوگئے تو کیا وہ ہم پر رحم کرے گا ؟

کاؤنٹ ہنری :- کیوں نہیں ، رحم! وہ ایسا رحم جو ہمارے آباؤ اجداد کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ اُن کے اور ان کی اولاد کے ساتھ کیا جائے گا یعنی پھانسی !

بیرن :- تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ جب تک دم میں دم ہے مقابلہ کیا جائے !

کاؤنٹ ہنری :- شہزادے صاحب ! آپ کیا فرماتے ہیں ؟

شہزادہ :- میں تنہائی میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں (کاؤنٹ ہنری کو علحدہ لے جاکر) آپ نے جو کچھ کہا وہ عوام کی تسلی کا باعث ہوسکتا ہے لیکن آپ کو ضرور علم ہوگا کہ اب ہم میں لڑنے کا یوتا نہیں ہے ۔

کاؤنٹ ہنری :- شہزادے صاحب ! اب کیا رہ گیا ہے ؟

شہزادہ :- آپ ہمارے افسر ہیں آپ کا فرض ہے کہ ہماری جانب سے مناسب شرائط صلح طے . . . .

کاؤنٹ ہنری :- اتنی بلند آواز سے نہ بولئے ۔

شہزادہ :- کیوں ؟

کاؤنٹ ہنری :- جناب والا کی جان ضبطی کے قابل ہوجائیگی (اُن لوگوں کی طرف مخاطب ہوتا ہے جو اُس کے گرد جمع ہو رہے ہیں) جو شخص ہتھیار رکھ دے گا اُس کی سزا موت ہے !

بیرن ، کاؤنٹ اور شہزادہ (ایک ساتھ) :- جو ہتھیار رکھدیگا اُس کی سزا موت ہے!

:- اُس کی سزا موت ہے ، موت ہے ۔ مرحبا! مرحبا!

تیسرا نظارہ

(قلعہ کا برج ، کاؤنٹ ہنری اور جیکب)

کاؤنٹ :- جیکب ، میرا فرزند کہاں ہے؟

جیکب : شمالی برج میں زنداں کے آہنی دروازہ کے سامنے بیٹھا ہوا عجیب و غریب گیت گاتا اور پیشینگوئیاں کر رہا ہے ۔

کاؤنٹ :- فصیل الینور پر کچھ اور سپاہی بھیجدو اور وہاں سے جنبش نہ کرو ۔ سب سے زیادہ طاقتور دوربین سے باغیوں کی نقل و حرکت دیکھتے رہو ،

جیکب :- خدا ہماری مدد کرے لیکن سپاہی بہت نڈھال ہیں اگر تھوڑی شراب مل جائے تو ان میں جان آ جائے ۔

کاؤنٹ :- کوٹھریاں کھول کر شہزادوں اور کاؤنٹوں کی جمع کی ہوئی شراب اُن سپاہیوں کو تقسیم کر دو جو قلعہ کی جھانکیوں پر مامور ہیں ۔ (جیکب رخصت ہوتا ہے)

(کاؤنٹ ہنری کچھ زینے اور اوپر چڑھ جاتا ہے اور ایک چھوٹے پشتے پر جھنڈے کے نیچے ٹھہرتا ہے)

آخر کار اے قابل نفرت دشمنو میں تم کو دیکھ رہا ہوں ، مجھ سے تمہاری عیاریاں نہیں چل سکتیں ۔ میں ان کی مطلق پروا نہیں کرتا ، فضول باتوں اور شاعری کا زمانہ ختم ہوا اب یہاں لیفا لڑائی کے اصلی میدان میں مڈبھیڑ ہوگی ، تلوار سے تلوار گھتے گی اور گولیاں

کی ژالہ باری ہوگی جن میں میری انتہائی نفرت روح پھونکے گی، میں تن تنہا تمہارے مقابلے کو نہیں اٹھا ہوں بلکہ میرا عزم تمام پیشروؤں کی قوت کا ورثہ ہے۔

× × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

نشاط انگیز ہے حکومت چاہے اُس کی قیمت جان ہی سے کیوں نہ ادا کرنا پڑے!

قسمتوں کا ثالث میں ہوں، اتنی جانیں اور اتنی ارادی قوتیں میری غلام ہیں!

دشمنوں کو پائیں قلعہ چیختے چلاتے، اُچھلتے کودتے اور خندق طے کرتے دیکھونگا لیکن اُن کو اتنا مقدور نہ ہوگا کہ مجھ تک پہنچیں، ان کی حالت یہ ہوگی جیسے ساکنان جہنم خلد بریں کی طرف سر اُٹھا اٹھا کر دیکھیں:

× × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

میں جانتا ہوں ...... اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرا اور اُن بدنصیبوں میں ہزاروں کا جو اپنے بزرگوں اور خدا کو بھول گئے عنقریب خاتمہ ہے۔ باشد اکم سے کم دو دن میری زندگی کے باقی ہیں جن میں لڑائی کی مست کرنے والی شراب سیر ہو کر پیوں گا، دوسروں پر حکومت کرنے کا ذوق پورا ہو جائے گا، ہمت سرشار۔ مجادلہ خونخوار، فتح یا شکست!

اے میرے آخری گیت نغمۂ ظفر میں منتقل ہو کیونکہ موت ہی وہ دشمن ہے جس پر انسان دم بازپسیں فتحیاب ہو سکتا ہے!

× × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

ناہموار پہاڑیوں کے پیچھے آمادۂ پیکار سیاہ بادلوں کے دھوئیں میں آفتاب تیزی سے ڈوب رہا ہے اُس کی لالہ گوں شعاعیں گھاٹی کو لہو میں نہلا رہی ہیں، یہ اُس خونچکاں موت

کا بیش خیمہ ہے جو میری منتظر ہے، اے دور از کار امیدو! اے روح پرور محبت کے وعدو، اے تمناؤں کی خام آرزوؤ تمہارا کبھی اُس اطمینان و سرور سے خیر مقدم نہیں کیا جس طرح اجل کی پیشوائی کو بڑھتا ہوں!

× × × × × × × × × × × × × × × × ×

میں سازش، کمینگی یا فریب سے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوا بلکہ ایک ہی جست میں بساطِ شہرت کو طے کیا جیسا عالم خواب میں القا ہوتا تھا، آج ان پر حکمراں ہوں جو کل تک میرے ہم پلہ تھے، میں موت کا تسخیر کرنے والا ہوں کیونکہ اس کی بھیب خاطر تلاش ہے، کنارے پر کھڑا ہوں:-

حیات جاوید یا گہری نیند!

چوتھا نظارہ

(قلعہ کا ایک وسیع کمرہ جس میں مشعلیں روشن ہیں، جارج ایک بستر پر بیٹھا ہوا ہے، کاؤنٹ ہنری داخل ہوتا اور اپنے اسلحہ ایک میز پر رکھ دیتا ہے)

کاؤنٹ (جیکب سے) مورچوں پر تو جوان اور بھیج دو، ڈی گمسان کی لڑائی کے بعد میرے ساتھ کی فوج کو آرام کی ضرورت ہے۔

جیکب (باہر جاکر):- اللہ میری مدد کرے!

کاؤنٹ (جارج سے) تم نے بندوق کی آواز اور لڑائی کا شور و غل سنا ہوگا، بیٹا ہمت نہ ہارنا، ہم آج مرنے والے نہیں، نہ کل!

جارج:- میں نے سب کچھ سنا، اُس کا خوف بالکل نہیں، توپ کے گولے نکل جاتے

ہیں اور نشان بھی نہیں رہتا، وہ اور ہی کوئی چیز ہے جس نے میرے تن بدن میں تھرتھری ڈال دی ہے!

کاؤنٹ:۔ تمہیں میری جان کا اندیشہ ہے؟ اسی سے اس قدر زرد ہو؟

جارج:۔ نہیں، میں جانتا ہوں کہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا!

کاؤنٹ:۔ کم سے کم آج کے لئے کوئی فکر نہیں رہی، میں نے دشمنوں کا حملہ روک کر ان کو پسپا کر دیا، ان کی مجروح لاشیں میدان میں بکھری ہوئی ہیں، ہم یہاں بالکل تنہا ہیں، آؤ اور مجھ کو بتاؤ کہ تمہارے دل میں کیا کیا وسوسے گزرتے ہیں، بس سمجھ لو کہ ہم تم گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں، تم باتیں کرو، میں سنوں گا۔

جارج (تعجیل کے ساتھ):۔ آہ! ابا جان میرے ساتھ آیئے، ہر شب ایک ہیبت ناک عدالت برپا ہوتا ہے جس میں متواتر ایک ہی فیصلہ ناطق کیا جاتا ہے جس کی آواز ان دیواروں سے ٹکرا کر گونجتی ہے، (ایک دیوار کے پاس جاتا ہے اور اس دروازہ کو جو دیوار میں پوشیدہ ہے کھولتا ہے)

کاؤنٹ:۔ جارج! جارج! واپس آؤ، کہاں جاتے ہو؟ تمہیں ان تاریک تہہ خانوں کا راستہ کس نے بتا دیا جہاں ظلمت کفن پوش ہے اور موت کے ماتھے پر پسینا ہے! اف وہ خاموش زندان بلا جس کی خاک میں ان قیدیوں کی ہڈیوں کا برادہ شامل ہے جن کو قرون ماضیہ میں سزا دی گئی!

جارج:۔ ابا جان! آپ کو جہاں روشنی نہیں دکھائی دیتی میری روح رہبری کرتی ہے، میرے پیچھے پیچھے آیئے، تاریکی تاریکی میں کھپ جائیگی! (دروازے میں داخل ہوتا ہے، اس کا باپ عقب میں ہے، ایک سرداب میں اترتا ہے)

پانچواں نظارہ

(زمین دوز کمرے اور حجرے، لوہے کی سلاخیں اور سیخچہ دار دروازے، زنجیریں، ہتکڑیاں اور ایذا رسانی کے شکستہ آلے۔ کاؤنٹ کے ہاتھ میں ایک مشعل ہے، جارج سنگ خارا کی ایک اونچی سل پر استادہ ہے)

کاؤنٹ :- پلٹ آؤ! جارج میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ میرے پاس چلے آؤ!

جارج :- کیا آپ کو اُن کی آوازیں نہیں سُنائی دیتیں اور اُن کی صورتیں نظر نہیں آتیں؟

کاؤنٹ :- جارج! قبر کی خاموشی ہمیں گھیرے ہوئے ہے اور قریب قریب ویسی ہی تاریکی بھی ہے مشعل پوری روشنی نہیں دیتی!

جارج :- وہ اور قریب آ رہے ہیں .... آبا جان اب مجھ کو اُن کے چہرے دکھائی دیتے ہیں .... وہ ایک ایک کرکے آہستہ آہستہ ان لمبے اور تنگ حجروں سے، ٹوٹے ہوئے سیخچوں سے آہنی دروازوں کی کوٹھریوں سے گزر رہے ہیں .... سب کے سب متانت کے ساتھ بائیں فرش بیٹھ گئے!

کاؤنٹ :- میرے غریب فرزند! تیرا دل ٹھکانے نہیں ہے، حواس مختل ہیں، وہ اہمہ شکلیں بنا رہا ہے، تو جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے سمجھتا ہے کہ فی الواقع پیش نگاہ ہے، یہاں آواز ہے نہ صورت، بیٹا میرے سکون میں خلل نہ ڈالو، مجھے اپنی تمام طاقتوں کی اس وقت ضرورت ہے!

جارج :- میں اُن کے زرد زرد چہرے دیکھ رہا ہوں جن میں متانت کے ساتھ خشونت ہے وہ ایک ہولناک فیصلہ صادر کرنے کو جمع ہو رہے ہیں ـــــ ملزم اس ولی بالا نشینے والی

عدالت کے سامنے آتا ہے ـــــ مجھے اُس کا چہرہ نہیں دکھائی دیتا ـــــ اُس کے خط و خال قائم نہیں ہیں، [illegible] ہے گویا موسم سرما میں دھواں چھایا ہوا ہے ......

ابا جان سنئے :-

بہت سی آوازیں :- حق و انصاف کے پردے میں [illegible] طاقت کے بل پر کسی زمانہ میں ہم کو طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائی گئیں، مضروب کئے گئے، جسم کو فگار اور بند سے بند جدا کیا گیا، گرم لوہے سے داغے گئے، غذا کے بدلے زہر دیا گیا، ایک عرصے تک اسیر رکھنے کے بعد دیواروں میں زندہ چُن دیا گیا۔ اب ہمارے انتقام کا وقت آگیا ہے۔ ہم بھی وہی سزائیں دیں گے اور وہی تشدد کریں گے جو ہم پر کیا گیا لیکن پہلے باز پرس کر لیں ـــــ جلاد کا فرض ہماری طرف سے شیطان ادا کرے گا!

کاؤنٹ :- جارج تمہیں کیا نظر آتا ہے؟

جارج :- میں قیدی کو دیکھ رہا ہوں، وہ ہاتھ مَل رہا ہے، آہ، ابا جان! ابا جان!

کاؤنٹ :- جارج، وہ کون ہے؟

جارج :- کیا میرے ابا؟ .... آہ! میرے ابا ....

ایک آواز :- تجھ پر اُس مردود نسل کا خاتمہ ہوتا ہے جس کی تمام طاقت، وحشیانہ جذبے، اور خود غرضانہ غرور تجھ میں جمع ہوگئے ہیں اور تجھی میں نیست و نابود ہو جائیں گے!

بہت سی آوازیں :- کیونکہ تو نے بجز اپنے نفس کے کسی سے محبت نہیں کی، سوا اپنے اور اپنے خیالات کے کسی کی عزت نہیں کی، تجھ کو سزا دی جاتی ہے ـــــ ابد الآباد تک جہنم تیرا مستقر ہے!

کاؤنٹ :۔ مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن ہر طرف سے رونے اور سسکیوں کی آوازیں چلی آتی ہیں، وہی فیصلہ اور سزائے دوام کی دھمکی ہے :

جارج :۔ ابا جان! قیدی نے اپنا سر مغرورانہ انداز سے بلند کیا جس طرح آپ دیکھتے ہیں، جب کوئی آپ کو ناراض کرتا ہے، اور آپ کی طرح تکبر آمیز الفاظ میں جواب دیتا ہے جس وقت آپ حقارت ——— ....

آوازیں :۔ بیکار ہے! برات کی بحث بیکار ہے! اب اُمید اُس کے سینے میں کبھی بیدار نہ ہوگی، دنیا میں یا آسمان پر، کہیں اُس کے واسطے نجات نہیں : مقدمہ ختم کرو۔ فیصلہ سُنا دیا گیا!

ایک آواز :۔ قصہ گو چند روز تیرے غرور اور ڈھلتی ہوئی شہرت کا افسانہ کہیں گے اُس کے بعد تیرا نام تک صفحۂ ہستی سے ہٹ جائے گا تو اس طرح مرے گا کہ دھوم سے جنازہ اُٹھنا تو کیسا گور گڑھا نصیب نہ ہوگا، گرجے کا گھنٹا تیرے غم میں نوحہ خواں نہ ہوگا، کوئی رونے والا نہ ہوگا، دوست مشایعت جنازہ کے واسطے نہ ہوں گے، غرور و تہور کام نہ آئیں گے، ہماری طرح تیری موت پر بھی ویرانی و غمناکی و بیکسی سوگوار ہونگی اور ہماری طرح زنجیروں سے جکڑے ہونے کی حالت میں آلام روحانی برداشت کرتا ہوں گے!

کاؤنٹ :۔ کمبخت ارواحو! .... آخر کار میں نے تم کو پہچان لیا! (تاریکی میں قدم بڑھاتا ہے)

جارج ۔ ابا جان! میں آپ کو حضرت عیسیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آگے نہ بڑھیئے، یہیں ٹھہریئے!

کاؤنٹ (رُک کر) :۔ جارج! جلد بتاؤ! نیچے کیا دکھائی دیتا ہے؟

جارج :۔ قیدی ....

کاؤنٹ :۔ جارج وہ کون ہے ؟

جارج :۔ ابا ! دوسرا باپ ! .... آپ ہی ہیں .... آہ ابا جان !
برف کی طرح سفید .... بھاری زنجیروں میں جکڑے ہوئے .... وہ
آپ کو ایذا پہنچا رہے ہیں .... میں آپ کی چیخیں سُن رہا ہوں .....
(گھٹنوں کے بل ہوکر) ابا جان آپ سے معافی کا خواستگار ہوں ! .... لیکن
اماں جان آ رہی ہیں .... تاریکی دور ہوئی .... وہ مجھ کو
حکم دیتی ہیں .... (غش کھا کر گر پڑتا ہے)

(جارج کو گود میں سنبھال کر) :۔ بس اسی آخری ضرب کی کسر تھی ! میرا اکلوتا فرزند
مجھے جہنم کے کنارے لے آیا ....

مریم ! اے نہ معاف کرنے والی روح ! .... اے خدا ! اے دوسری
مریم جن سے میں نے اکثر دُعا مانگی ....

یہاں سے نہ ختم ہونے والے درد کی ابتدا ہے :۔ ابدی تاریکی وعقوبت !

× × × × × × × × × × × × × × × ×

اے روح بیدار ہو اور میدان عمل کی طرف مراجعت کر ! ناموری کا ایک
دن ابھی باقی ہے، پہلے اپنے بنی نوع سے خونخوار محاربہ .... اُس کے
بعد دائمی کشاکش ....

(لڑکے کو لئے ہوئے باہر نکلتا ہے)

آوازیں (جو دور سے ختم ہوتی ہوئی آتی ہیں) :۔ کیونکہ تو نے کسی سے بجز اپنے نفس کے محبت
نہیں کی، صرف اپنی اور اپنے خیالات کی عزت کی عقوبت دوام تیری سزا ہے !

چھٹا نظارہ

(قلعہ ہولی ٹرینٹی کا ایک وسیع ہال، دیواروں سے مختلف اسلحہ آویزاں ہیں، کاؤنٹ ہنری۔ بوڑھے، بچے، عورتیں اور امرا کاؤنٹ ہنری کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں، منھ بولا باپ وسط ہال میں استادہ ہے، پس پشت آدمیوں کا جم غفیر ہے)

کاؤنٹ ہنری :- نہیں! اپنے فرزند کی قسم نہیں! اپنی مرحومہ بیوی کی قسم، ہرگز نہ مانوں گا!

عورتیں :- آہ! رحم! رحم! بھوک ہماری آنتیں چبا رہی ہے، ہمارے بچے بھوکوں مر رہے ہیں! ہم خوف اور قحط کا شکار ہیں!

مرد :- ابھی وقت ہے، ایلچی کا پیغام سنو اور شرائط صلح قبول کرلو ——— اُس کو بغیر سُنے ہوئے تو رخصت نہ کرو!

منھ بولا باپ :- میں نے اپنی پوری عمر بحیثیت ایک محب وطن کے بسر کی اور اے کاؤنٹ ہنری تمہاری سرزنش کا خوف نہیں، پینکراس کا ایلچی بن کر اس لئے آیا ہوں کہ رنگ زمانہ پہچانتا ہوں اور اُس کے پُرمعنی پیغام کی صحیح ترجمانی کرسکتا ہوں، پینکراس اس عہد کا سچا نمائندہ ہے اور اگر میں یہ کہنے کی جرأت کروں ———

کاؤنٹ ہنری :- میرے سامنے سے دور ہو! (جیکب سے مخاطب) فوراً سو سپاہیوں کا ایک دستہ لاؤ! (جیکب چلا جاتا ہے، عورتیں روتی ہوئی کھڑی ہو جاتی ہیں، مرد چند قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں)

ایک بیرن :- کاؤنٹ ہنری! ہمیں تمہاری بدولت یہ روز بد دیکھنا پڑا!

دوسرا بیرن :- ہم تمہاری اطاعت سے انکار کرتے ہیں، صلح کی گفتگو کرو!

ایک شہزادہ:- ہم خود اس نیک شہری سے طے کر لیں گے کہ قلعہ کن شرائط پر حوالے کیا جا سکتا ہے!

منہ بولا باپ:- جس سردار نے مجھے بھیجا ہے وعدہ کرتا ہے کہ سب کی جان بخشی کی جائے گی بشرطیکہ جمہور کا ساتھ دو اور اس صدی کی ضروریات کا اعتراف کرو!

آوازیں:- ہم جمہور کا ساتھ دیتے اور اُس کے حقوق تسلیم کرتے ہیں!

کاؤنٹ ہنری:- سپاہیو! میں جس وقت تمہارا سردار منتخب ہوا تھا میں نے قسم کھائی تھی کہ مغلوب ہونے اور قلعہ حوالے کرنے کے بجائے اُس کی دیواروں پہ جان دوں گا۔ تم نے بھی خدا کے گھر میں سوگند کھائی تھی، یہ باہمی معاہدہ تھا جس کی رو سے مجھے اور تمہیں ایک ساتھ مرنا چاہیے! ہاں اے امرا کیا تم درحقیقت زندگی کے متمنی ہو؟ اچھا تو اپنے بزرگوں سے دریافت کرو کہ انھوں نے اپنے دور میں اس قدر جبر و تعدی کیوں روا رکھا؟ (ایک کاؤنٹ سے مخاطب ہو کر) تم نے اپنی بزدل رعایا پر اتنے مظالم کیوں کیے؟ (دوسرے کاؤنٹ سے) تم نے اپنی جوانی قمار بازی اور عیاشانہ سفر میں کیوں گزاری اور اپنے مصیبت زدہ وطن کے حقوق کیوں فراموش کیے؟ (تیسرے سے) تم اپنے سے بالاتر لوگوں سے ملنے کے خواہشمند اور زیردستوں سے متنفر کیوں رہے؟ (ایک شریف عورت سے) خوبصورت بیگم صاحبہ آپ کے لڑکے موجود تھے ان کو بہادر سپاہی کیوں نہ بنایا کہ اس وقت آپ کی محافظت کرتے،

بات یہ ہے کہ تم سب نے اپنے عیش و آرام کو مقدم سمجھا، یہودیوں اور قانون پیشہ لوگوں سے روپیہ قرض لے لے کر خوب گلچھرے اُڑائے اب انھیں سے مدد کے بھی طالب ہو! (کھڑے ہو کر ایک ہاتھ ان کی طرف پھیلاتا ہے)

کیوں ذلت برداشت کرنے کو بیتاب ہو، کیوں زندگی کے آخری لمحوں کو کلنگ
کا داغ لگاتے ہو؟ ——— مردانہ وار میرے ساتھ وہاں چلو جہاں تلواریں چمکتی
اور گولیوں کا مینھ برستا ہے، وہاں نہ جاؤ جہاں پھانسی اور اس کے گھونٹنے پھندے
ہیں جہاں جلاد خاموش، دہشت پر توپ چڑھائے ہوئے تمہارا منتظر ہے کہ شرمناک
حلقہ ڈال کر نامردوں کے گلے گھونٹ دے!

چند آوازیں :- وہ سچ کہتا ہے! سنگینیں لے لے کر بڑھو!

دوسری آوازیں :- بھوک ہمیں ہلاک کئے دیتی ہے، رسد ختم ہوگئی

آوازیں :- ان بچوں پر ترس کھاؤ کیا یہ ہمارے نہیں ہیں؟

منھ بولا باپ :- میں سب سے آزادی اور جان بخشی کا وعدہ کرتا ہوں!

کاؤنٹ ہنری :(بڑھ کر منھ بولے باپ کو جھنجوڑتا ہے) :- میں ایلچی کو قتل نہیں کر سکتا جاؤ اور نیوٹا
کے خیموں میں جہاں کینے پیشہ ور لوگوں سے سازش ہو رہی ہے اپنے سفید بال چھپا
کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو تیرے ہی خون سے خضاب کر دوں! (جیکب سپاہیوں کا دستہ
لے کر داخل ہوتا ہے) اس بوڑھے کی پیشانی کو جس پر حماقت کی جھریاں پڑی ہوئی ہیں
اس کی عنابی ٹوپی کا نشانہ باندھو جو میرے الفاظ سے کانپ رہی ہے، اس کے سر
کی چپنی اڑا دو جس میں مغز نہیں ہے! (منھ بولا باپ بے تحاشا بھاگتا ہے)

سب مل کر :- کاؤنٹ ہنری کو گرفتار کر لو اور پنکراس کے پاس بھیج دو!

کاؤنٹ ہنری :- اے گروہ امرا تمہیں میرے حکم کی تعمیل کرنا ہوگی! (فرداً فرداً ہر سپاہی
کے پاس جا کر کہتا ہے) تمہیں یاد ہے جب ایک پہاڑی پہ ہم تم ساتھ ساتھ چلتے تھے
ایک وحشی بھیڑیا ہمارا تعاقب کر رہا تھا، گھبراہٹ میں تمہارا پاؤں پھسلا،

میں نے عین کنارے پر تم کو سنبھالا اور اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر تمہیں بچایا، اُس وقت تو تم احسانمند معلوم ہوتے تھے! (اوروں سے) سپاہیو! کیا تم بھول گئے جب ہماری کشتی طوفان میں اُلٹی اور دریائے ڈینیوب کی چٹانیں قریب تھیں، ہم سب اُس وقت جوان تھے اور ایک دوسرے کو ڈھارس دیتے ہوئے، تیرتے اور موجوں کو چیرتے ہوئے پار ہو گئے، (دوسروں سے) جیروم اور تھیڈیوس تم دونوں بحرِ اسود کے سفر میں میرے ساتھ تھے، اُس وقت تو تم بہادر ملاح تھے، (دوسروں سے) سپاہیو! تم اپنے ظالم مالکوں سے بھاگ کر میرے پاس آئے اور میں نے تمہاری حمایت کی، کیا اس وقت میرے ساتھ بے وفائی کرو گے؟

(دوسرے سے) جس وقت تمہارے مکان جل گئے کس نے ازسر نو تعمیر کرائے؟ (سب کو ایک ساتھ مخاطب کر کے) بتاؤ اپنے حقوق کی نگہداشت کی خاطر میری سرکردگی میں لڑو گے یا مجھے اکیلا مرنے کو چھوڑ دو گے، میں نفرت سے مسکراؤں گا کہ اتنے آدمیوں میں ایک بھی مرد نہ تھا۔

مرد :- تا دیر زندہ رہے کاؤنٹ ہنری!

کاؤنٹ ہنری :- جس قدر گوشت اور شراب موجود ہے آدمیوں میں تقسیم کر دی جائے، پھر ہم قلعہ کی دیواروں پر ہوں گے!

مرد :- ہاں گوشت، شراب، اور اُس کے بعد مورچے!

کاؤنٹ ہنری :- جیکب اُن کے ساتھ جاؤ، ایک گھنٹے کے اندر اُنہیں جنگ کے واسطے کمر بستہ ہونا چاہیئے!

جیکب :- خدا میری مدد کرے!

عورتیں :۔ ہمارے بچے فاقے کر رہے ہیں ہم اُن معصوموں کے نام پر کاؤنٹ ہنری کو کوستے ہیں!

آوازیں :۔ ہم اپنے بزرگوں کی طرف سے!

دوسری آوازیں :۔ ہم اپنی بیویوں کی طرف سے!

کاؤنٹ ہنری :۔ اور میں ہر بزدل روح پر لعنت کی بوچھار کرتا ہوں!

ساتواں نظارہ

(قلعہ ہولی ٹرینٹی کے مورچے، لاشیں بکھری ہوئی ہیں، کہیں شکستہ توپیں سنگینیں اور بندوقیں پڑی ہیں، سپاہی حالت سراسیمگی میں آتے جاتے ہیں۔ کاؤنٹ ہنری ایک پشتے کے سہارے کھڑا ہے، جیکب اُس کے قریب ہے)

کاؤنٹ ہنری (تلوار کو نیام کرکے) کوئی نشہ خطرے کی طرح متوالا کرنے والا نہیں، آدمی جان کی بازی لگاتا ہے تاکہ فتح ہو یا اگر شکست ناگزیر ہے تو شکست! خیر! انسان یہ بازی صرف ایک مرتبہ ہارتا ہے اور اُسی کے ساتھ خلفشار ختم ہو جاتا ہے!

جیکب :۔ ہماری آخری باڑھ نے اُن کو تھوڑی دیر کے لئے پسپا کر دیا لیکن وہ پھر حملہ کرنے کو جمع ہو رہے ہیں، ہم کیا کر سکتے ہیں؟ دنیا دنیا ہے اور کوئی قسمت سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا!

کاؤنٹ :۔ کیا کارتوس نہیں رہے؟ آخری بندوق داغ چکی؟

جیکب :۔ گولیاں ہیں نہ گراب نہ بارود، سب ختم ہو گئے!

کاؤنٹ :۔ میرے لڑکے کو یہاں لے آؤ تاکہ آخری مرتبہ اُس کو گلے سے لگا لوں (جیکب

چلا جاتا ہے) دھوئیں نے میری بینائی گم کر دی ـــــ کچھ نہیں دکھائی دیتا ـــــ
گھائی بلند ہو کر میرے قدموں کے پاس آتی اور پھر اُسی طرح آہستہ آہستہ واپس جاتی
ہے ـــــ چٹانیں اور پہاڑیاں شق ہو رہی ہیں۔ عجیب وغریب زاویے بناتی ہیں ۔
لڑکھڑاتی ہیں گرتی ہیں ۔ میری روح کے سامنے یہی حال میرے خیالات کا ہے۔ چراغ
سحری کے مانند جھلملا رہے ہیں! (دیوار پر بیٹھ جاتا ہے) انسان ہونا سخت ونارت ہے
فرشتہ بننا اتنی زحمت کا مستحق نہیں کیونکہ چند صدی زندہ رہنے کے بعد جلیل ترین فرشتے
بھی اُسی طرح جینے سے عاجز آجاتے ہوں گے جس طرح انسان چند سال کے بعد بارِ حیات
محسوس کرنے لگتا ہے اور خواہش ہوتی ہے کہ مزید قدرت حاصل ہو . . . .
روحیں بھی ہماری طرح تمناؤں سے آزاد نہ ہونگی! . . . . انسان یا
تو خدا ہو یا کچھ نہ ہو! . . . . (جیکب جارج کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

کاؤنٹ ہنری (جیکب سے) :۔ کچھ آدمی لے کر محل کے اندر جاؤ اور جتنے لوگ وہاں چھپے ہوئے
ہیں اُن کو قلعہ کی چار دیواری کی طرف بھگاؤ!

جیکب :۔ کاؤنٹ، بیرن، اور شہزادے سب کو؟ (جیکب چلا جاتا ہے)

کاؤنٹ ہنری :۔ بیٹا میرے پاس آؤ، اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور مجھے اپنی پیشانی کا
بوسہ لینے دو! تیری ماں کی پیشانی ایسی ہی پاک وصاف . . . .

جارج :۔ آج لڑائی شروع ہونے کے قبل میں نے اُن کی آواز سُنی تھی . . . . بہت دور
معلوم ہوتی تھی . . . . نرم اور شیریں ہوا کے دوش پر خوشبو کی طرح مجھ تک عطر بیز
آئی اور کہا کہ جارج آج تو میرے پاس آئے گا اور میرے پہلو میں بیٹھے گا!

کاؤنٹ ہنری :۔ جارج میرا نام تو نہیں لیا؟

جارج :۔ اُنھوں نے کہا کہ آج میں اپنے فرزند کی منتظر ہوں

کاؤنٹ ہنری (علٰحدہ) :۔کیا قبل از مرگ میری طاقت جواب دے جائے گی؟ اے خدا

ایسا نہو! ....

صرف چند لمحوں کے لئے مجھے آتشیں قوت دیدے، اُس کے بعد ابد الآباد تک تیرا

قیدی ہونا منظور ہے! (جارج سے) اے فرزند میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں کہ زندگی

کی میعاد بدل نہیں سکتا! ہم دونوں میں بہت جلد جدائی ہونے والی ہے ......

آہ جارج کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مفارقت کب تک رہے گی ....

خدا حافظ!

جارج :۔ ابا جان مجھ سے دستبردار نہو جیئے مجھکو نہ چھوڑیئے! ——— میں آپ سے محبت

کرتا ہوں، ہم ایک ہی رشتے سے وابستہ ہیں اور ہماری منزل ایک ہے!

کاؤنٹ ہنری :۔ افسوس اے فرزند افسوس! ہماری راہیں مختلف ہیں اور تمہیں بعد المغرقین

ہے، عنقریب فرشتوں کے غول میں میرا جارج مجھکو بھول جائے گا، اتنا بھی تو نہو گا کہ بہشتی

شبنم کا ایک قطرہ میری تشنگی بجھانے کو ٹپکا دے! آہ جارج! اے میرے فرزند!

جارج :۔ یہ چیخیں کیسی سُنائی دیتی ہیں؟ میں کانپ رہا ہوں ...... مجھے ڈر لگتا ہے!

یہ بادلوں کی سی گرج اور قریب ہوتی جاتی ہے، کرختگی بڑھ رہی ہے اور توپ کی کڑک

سُنائی دیتی ہے! ابا جان! میرا وقت برابر ہو گیا! وہ آخری ساعت آگئی جس کی

پیشگوئی کی گئی تھی!

کاؤنٹ ہنری :۔ جلد آؤ جیکب جلد آؤ! (ایک غول کاؤنٹ اور شہزادوں کا بے ترتیبی سے

بھاگتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جیکب مع سپاہیوں کے اُن کے عقب میں ہے)

ایک آواز :- تم ہم کو شکستہ اسلحہ دے کر لڑنے پر مجبور کرتے ہو!

دوسری آواز :- ہنری ہم پر رحم کرو!

تیسری آواز :- ہم فاقے سے ہیں!

دوسری آوازیں :- اے خداوند ہمیں کیوں بھگاتے ہیں؟ کہاں لے جائیں گے؟

کاؤنٹ ہنری :- موت کے منہ میں! (جارج کو آغوش میں لے کر) :- اس ایک طویل بوسے میں اپنی روح کو ہمیشہ کے واسطے تجھ سے وابستہ کرتا ہوں! .... نہیں یہ ممکن نہیں! .... قسمت مجھے دوسری راہ پر لگا رہی ہے (جارج کے گولی لگتی ہے اور کاؤنٹ ہنری کی گود میں دم توڑتا ہے)

ایک آواز بلندی سے :- مجھے! مجھے! یہ پاک روح! میرا فرزند مجھے!

کاؤنٹ ہنری :- کوئی ہے، میری مدد کو دوڑو! (تلوار کھینچ کر جارج کے ہونٹوں کے پاس لے جاتا ہے) بہل صاف ہے، اس کی سانس اور روح نے ایک ساتھ مفارقت کی، میرا جارج! میرا فرزند! ....

بہادرو! آگے بڑھو! بڑھو! دشمن فصیل پر چڑھ رہے ہیں! خدا کا شکر ہے کہ اب میری تیغ آبدار کی زد میں ہیں! جاؤ اسی غار میں واپس جاؤ اے فرزندان آزادی!

(جھپٹ کر حملہ کرتا ہے، ہنگامہ، حملہ، مقابلہ، مجادلہ)

آٹھواں نظارہ

(فرانس کا ایک دوسرا حصہ، صدائے جنگ آرہی ہے، جیکب ایک دیوار پر پڑا ہوا ہے، کاؤنٹ ہنری خون میں نہایا ہوا تجسس اُس کے پاس جاتا ہے)

کاؤنٹ ہنری:۔ اے میرے قدیم اور وفادار خادم کیا حال ہے؟

جیکب:۔ شیطان تم سے تمہاری ضد کا بدلہ لے اور وہ تمام تکلیفیں جو مجھ پر گزریں بھگتنا پڑیں! خدا میری مدد کرے (مر جاتا ہے)

کاؤنٹ ہنری (اپنی تلوار پٹک کر):۔ اے میرے بزرگوں کی تیغ اب کبھی تیری مدد کی ضرورت نہ ہوگی، تو یہاں پڑی ہوئی زنگ آلودہ ہو، جو میرے تھے مجھ سے بچھڑ گئے لڑکا بہشت میں امین ہے، اور میرا آخری ملازم میرے قدموں میں مردہ پڑا ہے! بزدل امرائے دغا دی اور فاتح کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے جاں بخشی کے لئے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں۔

(چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے) دشمن ابھی تک دور ہے دم بھر آرام کر لوں قبل اس کے کہ ———— ہا! تازہ دم سپاہی شمالی برج کی طرف چڑھ رہے ہیں اور میرا نام لے لے کر کہتے ہیں کہ اُس کو ڈھونڈھ نکالو! ہاں! میں یہاں موجود ہوں! دیکھو! میں کاؤنٹ ہنری ہوں، مگر تمہارے ہاتھوں میں میرا انصاف نہیں ہے! میں اُس راستے سے تنہا گذروں گا جو میرے عقائد نے وضع کیا ہے! خدا کے حضور جاکر اپنے آپ کو اُس کے حوالے کروں گا! (خندق کے اوپر کی شکستہ دیوار پر چڑھ جاتا ہے)

قصور بحل کرو، انھوں نے قلعہ کی کنجیاں تمہارے سپرد کر دیں، اسے عظیم انسانو صلے میں ان کی جانیں ان کو واپس دو!

پینکراس:- جہاں میں نے اپنی جائز قوت سے فتح پائی ہے کسی کی سفارش کو دخل نہیں، یہ لوگ تمہاری ہی نگرانی میں فوراً تہ تیغ کئے جائیں گے۔

منہ بولا باپ:- میں تمام عمر ایک اچھا شہری خیال کیا گیا، اکثر حُبِ ملک کا ثبوت دیا، میں نے اس لئے تمہارا ساتھ نہیں دیا کہ اپنے ہم رُتبہ شرفا کے گلے رسی سے گھونٹوں، یہ تمام شریف ——————

پینکراس (قطع کلام کرکے) اس غیر دلچسپ نیم مُلا کو بھی گرفتار کر لو تاکہ اپنے شریف بھائیوں میں جا ملے! (سپاہی منہ بولے باپ اور دیگر قیدیوں کو گھیر کر لے جاتے ہیں)

کیا کسی نے کاؤنٹ ہنری کو زندہ یا مُردہ نہیں دیکھا؟ ایک تھیلی اشرفی انعام خواہ اُس کی لاش ہی کیوں نہ ملے!

(مورچوں سے مسلح سپاہی آتے ہیں)

تم نے تو کاؤنٹ ہنری کو نہیں دیکھا؟

سپاہیوں کا افسر:- جنرل بیاجیٹی کے حکم سے مغربی فصیل کی طرف گیا اور دیوار کے قریب ایک غیر مسلح مگر زخمی شخص کو ایک لاش کے پاس دیکھا، میں نے اپنے سپاہیوں کو آواز دی کہ اسے گرفتار کر لو مگر قبل اس کے کہ ہم اُس تک پہنچیں وہ دیوار سے اُتر کر اُس دُھس کے کنارے پر تھا جو گھاٹی کے اوپر واقع ہے۔ اُس نے دم بھر توقف کیا اور تھکی ہوئی آنکھوں سے نیچے کی طرف دیکھا، پھر جس طرح کوئی تیراک جان پر کھیل کے پُر خطر غوطہ لگاتا ہے دونوں ہاتھ پھیلا کر ایک زبردست زقند بھری اور اپنے

کشادہ ہاتھوں سے ہوا کو چیرتا ہوا کود پڑا، ہم نے دیکھا کہ اُس کا جسم ایک چٹان سے
اُچھل کر دوسری چٹان سے ٹکراتا ہوا قعر کوہ میں گرا، یہ تلوار اس جگہ سے چند قدم کے
فاصلہ پر ملی جہاں اُسے اوّل اوّل دیکھا تھا (تلوار پیش کرتا ہے)

پینکراس (تلوار کا معائنہ کرکے) :- خون کے بڑے بڑے قطرے قبضے پر جم رہے ہیں اور
اُس کے خاندان کا مارکہ کندہ ہے، یہ تلوار کاؤنٹ ہنری کی ہے، تمام عزت اُس
کے لئے! تم میں صرف وہ اپنے عہد پر قائم رہا اُسی کے لئے ناموری ہے اور اے
امرا تمہارے لئے جلاد کا تیغہ! بیا ٹینٹی اس قلعۂ ہولی ٹرینٹی کو زمین سے برابر کردو
اور ان لوگوں کو جن کے متعلق حکم دے چکا ہوں قتل کر ڈالو۔ لیونارڈ تم میرے ساتھ آؤ!
(دونوں ایک فصیل پر چڑھ جاتے ہیں)

لیونارڈو :- کئی راتوں سے متواتر جاگ رہے ہو ضرورت ہے کہ تھوڑی دیر آرام کرو،
چہرے سے تعب اور تکان کے آثار نمایاں ہیں۔

پینکراس :- ابھی میرے آرام کا وقت نہیں آیا، میرے آخری دشمن کا افسوسناک انجام
میری منزل کا درمیانی میل ہے، اس میدان اور اس وسعت کی طرف نگاہ کرو
جو میرے اور میرے خیالات کے مابین حائل ہے، دنیا کے تمام صحرا آباد کرنا ہیں، چٹانیں
ہٹانا ہیں، دلدل صاف کرنا ہے، پہاڑوں سے زمین دوز سرنگیں نکالنا ہیں، سمندر،
جھیلوں اور دریاؤں کو ملا کر اُن میں راستے قائم کرنا ہیں، کرۂ ارض کے گرد سڑکیں
بنانا ہیں تاکہ تجارت کی آمد و شد ہو اور تبادلۂ اجناس دلوں کو سنہری زنجیروں
سے وابستہ کر دے، ہر شخص کی ملکیت ایک قطعہ زمین ہونا چاہئے، خیال برقی
بازوؤں پر بوسیدہ نقابوں کو چیرتا ہوا گزرے، زندوں کی تعداد اُن مردوں سے

شامل ہو جائے جو اس تلوار جنگ میں کام آئے ، جہاں موت اور تباہی ہے وہاں
زندگی اور فراغت کا دور دورہ ہونا چاہیئے تاکہ اس خون کی تلافی ہو جو پانی کی طرح
بہایا گیا ، لیونارڈ یہ کام ضرور ہونا چاہیے ، اگر ہم ایسے عہد کا افتتاح نہ کر سکے جس میں
معاشرتی آسائش اور مادی فراغت و آرام حاصل ہو تو یہ تمام خونریزی و خانماں
بربادی ، محنت و جانکاہی لاحاصل اور ہمارے تمام منصوبے مہمل ثابت ہوں گے!

لیونارڈ :۔ خدا اسے آزادی ان عظیم و دشوار دہورے کے سرانجام کی قدرت عطا کرے گا۔

پینکراس :۔ تم خدا کا نام لیتے ہو! دیکھتے نہیں کہ ہم نے اس نام کو خون سے رنگ دیا ،
اور ہم اس کا ڈھے خون میں گھٹنوں گھٹنوں غرق ہیں ، یہ کس کا خون ہے جو ہمارے
قدموں سے اُبل رہا ہے ، ہمارے پس پشت صحن قلعہ کے علاوہ کچھ نہیں ، جو کچھ ہے
میں دیکھ رہا ہوں اور کوئی نزدیک نہیں ——— ہم تم تنہا ہیں ———
تاہم بلاشبہ کوئی میرے اور تمہارے درمیان کھڑا ہوا ہے!

لیونارڈ :۔ یہاں تو سوا اس خون آلود لاش کے کوئی نہیں!

پینکراس :۔ یہ لاش اُس کے بوڑھے وفادار ملازم کی ہے ، یہ تو مُردہ ہے لیکن ایک اور
زندہ روح کا اس جگہ ورود ہے : یہ اُس کی ٹوپی اور کمر پیچ ہے ، وہ اس کے بازو ہیں
وہ جہاں ایک چٹان غار کے اوپر لٹک رہی ہے ——— اور اُس
مقام پر اُس کا پُرحوصلہ دل ٹوٹا!

لیونارڈ :۔ پینکراس تمہارے منہ پہ ہوائیاں اُڑ رہی ہیں!

پینکراس :۔ کیا تم نہیں دیکھتے؟ وہ ہے ، اُس بلندی پر!

لیونارڈ :۔ مجھے تو ابر کے ٹکڑے نظر آتے ہیں جو اُس ڈھلوان چٹان پر جو غار کے اوپر

آویزاں ہے تیزی سے حرکت کر رہے ہیں، بلند ہوتے جاتے ہیں اور غروب ہونے والے آفتاب کی شعاعوں میں عنابی رنگ اختیار کیا ہے۔

پینکراس :- وہاں ایک خوفناک نشانی فروزاں ہے!

لیونارڈ :- تمہاری آنکھیں دھوکا دے رہی ہیں!

پینکراس :- اب میرے پیرو کہاں ہیں جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تھی، جو میری توقیر اور میرے احکام کی عزت کرتے تھے۔

لیونارڈ :- تم اُن کے نعرہائے تہنیت سُن رہے ہو، تمہارے منتظر ہیں، پینکراس ڈھلوان چٹان کی طرف نہ دیکھو، تمہاری آنکھیں اپنے حلقوں میں بے نور ہوئی جاتی ہیں!

پینکراس :- عورتیں اور بچے اکثر کہتے تھے کہ وہ اس شان سے ظاہر ہوگا، مگر صرف قیامت کے دن!

لیونارڈ :- کون؟ کہاں؟

پینکراس :- وہ ایک بلند ستون سے مشابہ اور چوندھیانے والی سپیدی میں لپٹا ہوا اُس چٹان پر استادہ ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی صلیب پر جھکا ہوا ہے، جس طرح کوئی منتقم اپنی تلوار پر جھکتا ہے، لیونارڈ! اُس کے کانٹوں کے تاج میں بجلی چمک رہی ہے!

لیونارڈ :- پینکراس: بولو! بولو! یہ تمہارا کیا حال ہوا جاتا ہے؟

پینکراس :- اُس کی نگاہ کی خیرہ کن روشنی میں موت ہے!

لیونارڈ :- تم مُردے کی طرح زرد ہوئے جاتے ہو، یہاں سے چلو!

پینکراس :- آہ لیونارڈ! اپنے ہاتھ میری آنکھوں کے سامنے پھیلا کر سایہ کر دو۔

آہ میری آنکھوں کو دباؤ، خوب دباؤ، یہاں تک کہ میں کچھ نہ دیکھ سکوں! آہ مجھے یہاں سے لے چلو، مجھے اُن نگاہوں سے بچاؤ، اُف! وہ مجھے پیس کر سرمہ کیے دیتی ہیں!

لیونارڈ (آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتا ہے) بس؟

پینکراس :- تمہارے ہاتھ سایے سے زیادہ نہیں ——— ان میں یہ قدرت نہیں ——— ان میں نہ تو گوشت ہے نہ ہڈیاں ہیں بلکہ پانی یا بلور یا ہوا کی طرح اِدھر سے اُدھر دکھائی دیتا ہے، کسی چیز کے دیکھنے میں حائل نہیں ہوتے! میں دیکھ رہا ہوں، اب بھی دیکھ رہا ہوں!

لیونارڈ :- تمہاری پتلیاں پھری جاتی ہیں، مجھ پر سہارا دو!

پینکراس :- کیا تم مجھ کو تاریکی نہیں دے سکتے؟ تاریکی! تاریکی! وہ ساکت و بے حرکت ہے ——— تین کیلیں اُس کے جسم میں پیوست ہیں ——— تین ستارے! ——— اُس کے پھیلے ہوئے ہاتھوں میں بجلی کی چمک ہے! ——— تاریکی! ———

لیونارڈ :- مجھے تو کچھ نہیں دکھائی دیتا! اے میرے سردار! میرے سردار!

پینکراس :- تاریکی!

لیونارڈ :- اے شہریو اے جمعیت جمہور مدد! مدد!

پینکراس :- اے گیلیلئ تو فتحیاب ہوا (مر کر گر پڑتا ہے)

نوٹ:-

کاؤنٹ ہنری کو اپنی بیوی کی وفات سے سزا ملی کیونکہ اُس نے تاہل کے فرائض کو ایک غلط نصب العین پر قربان کر دیا، اپنے لڑکے کی اور خود اپنی موت اور شکست عزائم سے سزا ملی کیونکہ اُس نے اصلی حبِّ وطن کو مصنوعی حُبِ جاہ پر نثار کر دیا۔ پینکراس انقلاب پسندوں کا پیشوا اس وجہ سے مستوجب تعزیر ہوا کہ اُس نے قتل وغارت کے ذریعے سے وہ کام انجام دینا چاہا جو صرف محبت سے ہو سکتا تھا۔

—————— ﴿ * ﴾ ——————